إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا (4-105)

خلاصہ: ہم نے حق والی کتاب (قرآن) آپ کی طرف نازل کی ہے اس لئے کہ حکومت کریں لوگوں کے بیچ اللہ کی سمجھائی ہوئی علمیت کے ساتھ اور قرآن کے معانی میں خیانت کرنے والوں سے جھگڑوں میں نہ پڑیں۔

(جو شخص قرآن کو حکمرانی کیلئے قانون کی کتاب اور جناب رسول علیہ السلام کو حکمران نہ مانے تو وہ یہ کتاب نہ پڑھے۔)

عزیز اللہ بوہیو

توہین رسول کی حدیثیں بخاری اور مسلم وغیرہ میں بھی موجود ہیں

اللہ نے لعنت کی ہے اپنے کلام میں تحریف کرنے والوں پر (4-46)

حکومت سعودی کا قرآن میں حرفی ملاوٹوں والا تیار کردہ نسخہ "قرآن البوزی" نیٹ پر آچکا ہے رسالہ رشد والے لاہوری اہل حدیثوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے حرفی ملاوٹوں والے سولہ عدد قرآن تیار کئے ہیں مصر اور کویت بھی ان کے اس کام میں شریک ہیں، اور جو بقیہ امت مسلمہ کی مذہبی پیشوائیت ہے وہ اس خونچکاں المیہ پر اب تلک چپ ہے سو وہ بتائے کہ ان کی دستاریں اور جبے کس کام کے؟!!! میری بصیرت کے مطابق کئی مجوسی عیسائی یہودی بھیس بدل کر خود کو مسلم متعارف کر کے امت کی مذہبی قیادت فرما رہے ہیں۔

توہین رسول کی خاطر لکھی ہوئی بدنام زمانہ کتاب رنگیلا رسول کو ایک سو سال پورا ہونے میں بس کچھ چند سال باقی ہیں ہم نے جو یہ کتاب نیٹ پر پڑھی ہے تو اس کے اندر درج حدیثوں کے حوالہ جات بخاری اور مسلم کتابوں کے لکھے ہوئے ہیں دوم سٹینک ورسز نامی رشدی کی کتاب کو اندازاً پینتیس سال گزرے ہوں گے یہ دونوں کتابیں بندش کے باوجود نیٹ پر آچکی ہیں پہلی کتاب میں علم حدیث کی کتابوں بخاری، مسلم اور ترمذی کے حوالہ جات موجود ہیں کتاب کے پبلشر راجپال کو علم دین نامی شخص نے غیرت میں آکر قتل کیا مقدمہ کی کیس کمیٹی والوں نے یہ کیس کورٹ میں لڑنے کیلئے جناح صاحب کو دیا۔ اس نے کتاب رنگیلا رسول پڑھ کر کمیٹی والوں کو کہا کہ علم دین کو کہیں کہ وہ جج کے سامنے بیان دے کہ جن حدیثوں کے حوالہ سے ہمارے رسول کی توہین کی گئی ہے ایسی سب حدیثیں جھوٹی ہیں اور ہمارا رسول ایسا نہیں تھا جواب میں کمیٹی والوں نے کہا کہ ہم علم دین سے حدیثوں کے بارے میں ایسا بیان نہیں دلوائیں گے پھر جناح صاحب نے انہیں کہا کہ جب آپ کو بھی اپنا رسول ایسی حدیثوں کے مقابلہ میں پیارا نہیں تو میں کیس کیسے لڑ سکوں گا یہ کہہ کر کیس واپس کر دیا پھر آگے کیس چلا اور علم دین کو پھانسی ہو گئی۔ اس کے بعد خطیب بادشاہی مسجد لاہور پھانسی دینے والے جج کو ملا اور کہا کہ علم دین تو پھانسی پر چڑھ گیا اب اس کتاب پر تو بندش ڈالو جج نے کہا یہ کام بھی آسان ہے لو یہ قلم و کاغذ اور آپ مجھے درخواست لکھیں کہ کتاب رنگیلا رسول میں جو حدیثیں ہمارے رسول کے شان کی توہین میں لکھی گئی ہیں یہ سب جھوٹی ہیں ہمارا رسول ایسا نہیں تھا تو میں کتاب کو بین کر دیتا ہوں خطیب صاحب نے فوراً ایسی درخواست لکھ کر دی اور جج صاحب نے کتاب پر بندش لگا دی اس کے فوراً بعد بادشاہی مسجد کی انتظامی کمیٹی نے خطیب صاحب کو نوکری سے معزول کر دیا اور خطیب صاحب نے معزولی کا مہینہ سوا عرصہ گھر بیٹھے گزارا ہی تھا کہ خبر آئی کہ نامعلوم قاتل رات کو خطیب صاحب کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر گئے۔ یہ بھی میڈیا کی پکی خبر ہے کہ رشدی نے اقوام متحدہ کی عدالت میں درخواست دی کہ مسلم امت کے مفتیوں نے مجھے قتل کرنے کا فتویٰ دیا ہے اس لئے عدالت انہیں بلائے میں اپنی سب باتوں کے حوالہ جات ان کے ہاں موجود علم حدیث کی کتابوں سے دینے کو تیار ہوں دنیا کی مذہبی پیشوائیت کو اس بات کی اطلاع تو دی گئی لیکن علم حدیث کی صفائی کی خاطر کوئی عالم پیش نہ ہوا یہ بھی ساری تفصیل انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

قرآن کو دنیا سے ختم کرنے کی سازشیں

مدہوش ہیں اس دور میں ہم سب حاتم،
کیا ان دنوں شراب سستی ہے؟

شروع اسلام سے رائج قرآنی علوم کے خلاف، یہودی، مجوسی اور نصاریٰ کے اتحاد ثلاثہ نے آل رسول کے نام پر خلافت کے استحقاق کے حوالہ سے جو تحریک شروع کی تھی پہلے زیر زمین بعد میں آہستہ آہستہ کھل کر عباسی اور ہاشمی نسلوں کے فرضی ناموں سے دعویدار سامنے آئے جنہوں نے ملکر سال 133 ہجری تک قریش خلفاء کو شکست دے کر اقتدار پر قبضہ کیا اور اس وقت تک رائج قرآن کے انقلابی قوانین غلام سازی پر بندش (8-67) (4-47) جاگیرداری اور سرمایہ داری پر بندش (2-219) معاشی مساوات (10-41) قسم کے قوانین کو ختم کر کے علم حدیث کے نام پر بائیبل اور زنداوستائی فلسفہ کو اسلامائیز کر کے نافذ کر دیا جو امت مسلمہ کے دینی نصاب تعلیم میں آج کل بجائے قرآن کے پڑھائے جارہے ہیں۔ موجودہ دینی نصابی تعلیم اسلام کے نام پر جن امامی روایات اور امامی فقھوں پر مشتمل ہے وہ سارے کا سارا خلاف قرآن ہے اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ ان حدیثوں اور فقھوں کا ماخذ قرآن کے حوالوں سے نہیں لکھا گیا یعنی قرآن کا حج صوم صلوۃ زکوۃ اور ہے اور علم حدیث وفقھوں کا علم اویستائی اور بائیبل سے اخذ کردہ ہے، یہی سبب ہے جو رواں دور میں عالمی سامراج نے آپ نے گماشتہ مذہبی پیشوائیت سے جو مملکت سعودیہ پاکستان مصر و کویت میں قرآن حکیم کے اندر حرفی اور لفظی ملاوٹوں کے کئی نسخہ ہائے قرآن تیار کئے ہیں، انجیل والوں کے سامنے اب ہم مسلم لوگ شرمسار ہو رہے ہیں اس المیہ پر مسلم امت کو مذہبی پیشوائیت سے یہ گھٹی پینے سے لے کر سکھائی ہوئی ہے کہ فرمان ربی کہ انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون (15-9) کے مطابق قرآن کی حفاظت ہمارا کام نہیں ہے یہ کام اکیلئے اللہ کا ہے وہ جانے اور اس کا کام جانے۔

محترم قارئین! امت اسلامیہ میں جو پیراشوٹ ذریعہ سے فارسی، یہودی اور عیسائی نسلیں آل رسول ہاشمی اور عباسی لیبل سے سال 133 ہجری میں داخل ہوئیں ان دنوں سے لیکر سرکاری طور پر قرآنی تعلیم کے رد میں صرف آپ نے ایجاد کردہ رد قرآن والے امامی علوم جاگیرداریت اور سرمایہ داریت کے جواز کے علوم دینیات کے نام سے پڑھائے جارہے ہیں ورنہ مذکورہ آیت حفاظت قرآن میں جو کل چھ سات الفاظ ہیں ان میں سے تو پانچ الفاظ جمع کے صیغوں والے ہیں جن سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ جو قرآن ملکوتی (بقیہ ٹائٹل کے ص 3)

روح قرآن اقوام یورپ لے اُڑیں

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّهُ وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا (4-105)

خلاصہ: ہم نے حق والی کتاب (قرآن) آپؐ کی طرف نازل کی ہے اس لئے کہ حکومت کریں لوگوں کے بیچ اللہ کی سمجھائی ہوئی علمیت کے ساتھ اور قرآن کے معانی میں خیانت کرنے والوں سے جھگڑوں میں نہ پڑیں۔

روح قرآن اقوام یورپ لے اُڑیں

مسائل حج قرآن کی روشنی میں

صوم کی حقیقت قرآن کی روشنی میں

قرآن پر حملہ

عزیزاللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی

پوسٹ آفس خیر محمد بوہیو نوشہروفیروز (سندھ)

کتاب کا نام: 1. روح قرآن اقوام یورپ لے اُڑیں
2. مسائل حج قرآن کی روشنی میں
3. صوم کی حقیقت قرآن کی روشنی میں
4. قرآن پر حملہ

مصنف: عزیز بوہیو

ناشر: سندھ ساگر اکیڈمی

اشاعت: پہلا، 2016ء

قیمت: -/160 روپیہ

کتاب ملنے کا پتہ

عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی

پوسٹ آفس خیر محمد بوہیو نوشہرو فیروز (سندھ)

03002663651

روح قرآن اقوام یورپ لے اُڑیں

پیش لفظ

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

قوانین دین کیلئے مأخذ علم حدیث کون سا ہے؟

فرمان رب تعالٰی ہے کہ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاء وَمَن يُضْلِلْ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (39-23)۔

مفہوم: اللہ نے سب سے زیادہ حسین ترین احادیث کی کتاب (قرآن) نازل کی ہے جس کی احادیث آپس میں ملتی جلتی ہیں جو بار بار تکرار کے ساتھ لائی ہوئی ہیں جنکے پڑھنے سے جسم کی کھالیں لرزہ براندام ہو جاتی ہیں ان لوگوں کی جو خوف خدا رکھنے والے ہیں نرم پڑ جاتے ہیں اجسام اور دل ان کی اطاعت کیلئے اللہ کے قانون کی طرف یہ اللہ کی ہدایت ہے جو اس کے ساتھ ہدایت دیتا ہے ہر اسی شخص کو جسے چاہے اس کا قانون مشیت اور جسے گمراہ کرے اس کا قانون مشیت پھر اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

محترم قارئین! اس آیت کریمہ نے کھول کھول کر سمجھا دیا ہے کہ دنیا میں کئی اشخاص کی کئی شخصیتوں کی باتیں ہونگی احادیث ہونگی لیکن یہ بات یاد رکھی جائے کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب قرآن بھی دنیا بھر کی کتب احادیث کے مقابلہ میں نہایت احسن اور حسین ترین احادیث کی کتاب ہے جن کا امتیازی شان اور تعارف یہ ہے کہ اللہ کی نازل کردہ احادیث آیات کے نام

سے متعارف ہیں جلوہ گر ہیں جن کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ (6-45) یعنی (اے محمد علیک السلام) یہ اللہ کے قرآن کی آیات ہم آپ کے سامنے تلاوت کرتے ہیں حق کے ساتھ پھر جو اللہ کی آیات نامی احادیث ہیں ان کو چھوڑ کر کونسی غیر خداوندی حدیثوں پر ایمان لے آئیں گے۔ سو دنیا بھر کے سب لوگ سن لیں کہ اگر آپ لوگوں نے آپ نے معاشی ومعاشرتی قوانین غیر قرآنی اور غیر خداوندی احادیث سے بنائے تو یادر کھیں کہ اللَّهُ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لاَ رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا (87-4) مفہوم: یعنی اللہ کی ہستی سے بڑھ کر کوئی تمہاری پناہ گاہ نہیں ہے وہ تم لوگوں کو ضرور قیامت کے دن جمع کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی دورائے نہیں ہیں سو سن رکھو! کہ اللہ سے بڑھ کر کسی بھی ہستی کی حدیثیں زیادہ سچی اور زیادہ حسین نہیں ہو سکتیں۔

جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام پر اپنی طرف سے قرآن کے مقابلہ میں حدیثیں جاری کرنے پر بندش فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (20-114)

مفہوم: پھر بلند ہے اللہ جو بادشاہ ہے حقیقی (اے رسول اس کے علم وحی کے سوائے) قرآن کے مقابلہ میں اپنی طرف سے حدیثیں بتانے میں عجلت نہ کرنا (اگر سائل کے جواب کا ذکر پہلے ملے ہوئے ذخیرہ علم وحی میں نہیں ہو تو) کہیں آپ نے رب کو کہ۔ بڑھا میرے علم کو۔

محترم قارئین! امید ہے کہ اس آیت کریمہ کے حوالہ سے سمجھ گئے ہوں گے کہ جناب باری تعالیٰ کی جانب سے معاملات دین میں جناب رسول علیہ السلام پر قوانین دین کے اجراء میں، اپنی طرف سے کوئی بھی بات کوئی بھی حدیث جاری کرنے پر بندش عائد کی گئی ہے۔ ساتھ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر پہلے کے ذخیرہ علم وحی میں سائل کے جواب کا علم نہیں

ہے تو اپنا علم بڑھانے کیلئے آپ نے رب سے نزول وحی کا مطالبہ کرا اور اس کے سوا اپنی جانب سے کوئی حدیث بتانے میں جلدی نہ کرنا۔

اگر کسی شخص کو بھی اس آیت کریمہ کے حوالہ سے غیر خداوندی احادیث کے اجراء کیلئے جناب نبی علیہ السلام پر بندش کا حکم سمجھ میں نہ آیا ہو تو وہ! مزید اس آیت قرآن پر بھی غور فرمائے کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (69-44-45-46) مفہوم۔ اگر یہ نبی اپنی طرف سے بنائے ہمارے معاملہ میں کوئی بھی حدیث (یا مقولہ) تو ہم پکڑینگے اس کو طاقت کے ساتھ پھر کاٹ دینگے اس کی شہ رگ۔ یعنی قرآن کے سوا قانون دین کیلئے کوئی غیر قرآنی علم کا حوالہ دینے کی جب کوئی جسارت کریگا تو وہ اللہ کے نزدیک واجب القتل ہے اس آیت کریمہ کی روشنی میں۔ دین اسلام کے نام لیوا عربی مدارس کے لوگ سوچیں کہ ان کا نصاب تعلیم ان کے فتویٰ جات تو مکمل خلاف قرآن ہیں جو امامی علوم کا ملغوبہ ہوا کرتے ہیں، ان میں قرآنی حوالہ جات بالکل نہیں ہوتے۔ سو جب بادشاہ حقیقی باری تعالیٰ، قرآن سے باہر نکلنے پر آپ نے رسول کو اس کا گلا گھونٹنے کی دھمکی دیتا ہے تو عربی مدارس میں خلاف قرآن امامی علوم پڑھانے والے علماء لوگ جناب رسول علیہ السلام سے بڑھ کر تو نہیں ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام اپنی پوری حیات طیبہ میں اللہ کے فرمانبردار رہے ہیں انہوں نے ایک لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی جس کی وجہ سے ان کی موت طبعی ہوئی۔ رگ حیات کاٹے جانے سے نہیں ہوئی یعنی اگر وہ ایک بھی حدیث اپنی طرف سے جاری کرتے تو اللہ عزوجل ضرور اپنی وارننگ پر عمل کرتے ہوئے کہتے کہ آپ نے میرے حکم کے خلاف ایسا کیوں کہا؟ ہاں ایک بار جناب رسول علیہ السلام نے اللہ سے پوچھے بغیر اپنی صوابدید پر ایک فیصلہ یعنی حدیث جاری کی تھی تو رب تعالیٰ نے سوچا کہ میرے نبی نے یہ غلطی اپنی سوچ سے خوش اعتادی کی بنا پر کی ہے جو آپ علیہ السلام نے

منافقین کو ان کی درخواست پر لڑائی پر نہ چلنے کی چھٹی دی تھی جو انہوں نے جھوٹا بہانہ اور عذر پیش کیا تھا کہ جنگ پر چلنے کی ہم میں سکت ہی نہیں ان کی اس معذرت کو قبول کرتے ہوئے ان کی چھٹی کا مطالبہ منظور کر دیا تو فوراً بارگاہ الٰہی سے وارننگ آگئی کہ عَفَا اللّٰهُ عَنكَ لِمَ اَذِنتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ (43-9) یعنی اے محمد علیک السلام! یہ آپ نے کیا کر دیا جو جھوٹے بہانہ باز لوگوں کے عذر کو بغیر تفتیش کے قبول کر دیا، آپ کو تو کھوج لگانی چاہیے تھی کہ ان منافقین کی استطاعت مالی آپ کے ان ساتھیوں کے مقابلہ میں کتنی کم ہے جو آپ کے ساتھ لڑائی کیلئے شریک ہیں بغیر اس طرح کی انویسٹی گیشن کے آپ کو ان کی چھٹی منظور نہیں کرنی تھی یعنی آپ کو علم وحی کو بائی پاس کرنے کا اتنا بھی صوابدیدی اختیار نہیں ہے سو اب کی بار ہم آپ کو معافی دے دیتے ہیں ایسی آپ کی عجلت دوسری بار نہیں ہونی چاہیے۔

قارئین لوگ دیکھا آپ نے کیا تو اللہ کے قوانین سخت ہیں جو جناب رسول کے قانون دین میں ایک بار بھی صوابدیدی اختیار کو اللہ نے برداشت نہیں کیا۔ وارننگ دے کر (Explanation) کال، توجہ دلانے کا نوٹس دے دیا کہ آپ کو اپنی طرف سے میرے قانون (Investigation) کو بائی پاس کرنے کا حق نہیں پہنچتا تھا چلو آپ کی اس پہلی عجلت کو ہم معاف کئے دیتے ہیں۔

قارئین لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ جناب رسالت مآب علیہ السلام نے اس ایک توجہ دلاؤ نوٹس کے بعد یقین کے ساتھ اللہ کے فرمان کہ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (40-12) یعنی فیصلے اور قوانین صرف اور صرف اللہ کے چلنے ہیں قوانین سازی کیلئے خود نبی کو بھی اپنی حدیث اپنی بات یا رائے نہیں چلانی ہم سب کو اللہ کی آیات نامی احادیث یعنی قرآن کا اتباع کرنا ہے (6-
45) (45-18) ہم مقنن نہیں بن سکتے ہم قانون سازی کا اختیار نہیں رکھتے ہماری اسمبلیاں اور ہماری پارلیمنٹ کے ممبران قانون خداوندی کے بائی لاز بنائیں گے مرکزی آئین صرف اللہ

کا ہو گا ہماری عدالتیں اللہ کے قوانین کی تعبیر اور تشریح تصریف آیات کی روشنی میں کریں گی۔ اور قوانین خداوندی کی نگران اور محافظ ہوں گی جن کی نگرانی میں وہ فیصلے کرنے کی مجاز ہیں بلکہ محافظ بھی ہیں۔ سو یاد رکھا جائے کہ آیات قرآن (45-6) (69-44-45-46) کے حوالہ جات سے دنیا میں احادیث رسول کے نام سے موجود جملہ دفاتر اور ذخائر اتحاد ثلاثہ یہود مجوس اور نصاریٰ کے تیار کرائے ہوئے ہیں ان میں کسی ایک بھی حدیث کا جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر کوئی بھی شخص اصرار کرے کہ جناب رسول علیہ السلام نے کچھ تو حدیثیں جاری فرمائی ہوں گی تو ہم ایسے شخص کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ جتنی مقدار احادیث کوئی شخص بھی مقرر فرمائے ہم اتنی سب قبول کریں گے لیکن ایک تو ان کا تعلق قانون سازی سے نہیں ہو گا (12-40) دوسرا وہ احادیث اس موجود ذخائر والی احادیث کے جاری کرنے والی امام مافیا کی نہ ہونی چاہیں ان کی احادیث قبول نہیں کی جائیں گی کیونکہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد بن الحسن الشیبانی، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، اور ایسے کئی سارے لوگ اور امام اپنی گھڑی ہوئی احادیث کے حوالوں سے گستاخ رسول اور شاتم رسول توہین رسول کے مرتکب اور دشمن قرآن ثابت ہو چکے ہیں اس وجہ سے یہ سب امام ایک ہی لسٹ کے ہیں، بہر حال فیصلہ کا دن یعنی قیامت نہایت قریب ہے ایسی شاتم رسول امامی گینگ کے ساتھ جو اللہ کا سلوک اور احتساب ہو گا وہ اس دن سب لوگ دیکھیں گے جس کے لئے قرآن حکیم وارننگ دیتا ہے کہ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ (68-44) یعنی اے محمد علیک السلام یا اے مخاطب قرآن آپ مجھے اور قرآنی حدیث کی تکذیب کرنے والوں کو چھوڑ دیں میں جانوں اور یہ جانیں میں ایسے تو درجہ بدرجہ ان کو پکڑوں گا جو ان کو پتہ ہی نہیں لگے گا۔ اب کمپیوٹر کے آنے کے بعد جرمن والوں نے موجود لاکھوں تعداد میں ذخیرہ احادیث میں ذکر شدہ جناب رسول کے فیصلے سفر، جنگیں

معاہدے اور فرمودات کو کمپیوٹر میں ڈال کر سوال پوچھا کہ اتنے پروگرام اور کام کرنے والے شخص کی زندگی کتنی ہو سکتی ہے جس میں یہ سارے کام ہو سکیں تو کمپیوٹر نے جواب دیا کہ یہ سارے کام کرنے والے کے لئے سوا سات سو سال زندگی درکار ہوگی تو اتنے کام اور پروگرام اس نے کئے ہوں گے۔ لگتا ہے کہ کمپیوٹر مجھ سے بھی زیادہ کوئی منکر حدیث ہے۔ سو حدیث پرست لوگوں نے جو مجھ سے بائیکاٹ کیا ہوا ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ غیرت میں آکر کمپیوٹر کو بھی کافر قرار دے کر آپ نے دفاتر تعلیمی اداروں اور گھروں سے نکال دیں سچ بولنے کے جرم میں۔

جناب قارئین! آپ نے اللہ کے اس سائنسی استدراج پر غور فرمایا۔ ابھی تو سائنس کے اس طرح کے استدراجی انکشافات اور بھی کئی سارے آپ دیکھیں گے۔ (پیش لفظ ختم)

اذیت ناک المیہ

گاہ گاہے باز خواں این قصہ پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گل داغ ہائے سینہ را

جناب رسول علیہ السلام کے دور اقتدار میں جو خیبر کے یہودیوں کو ریٹن آرڈر سے جلاوطن کیا گیا تھا(59-3) اور بغیر جنگ کے خیبر خالی کرایا گیا تھا(59-6) اس سلوک سے یہود جل بھن رہے تھے تو ان کی تاریخ کے مطابق خلیفہ ثانی کے دور اقتدار میں فارس اور روم بھی فتح ہو گیا اس سے یہودی دانشور عبداللہ بن سبا کو سوجھی کہ اس کے یہودی لوگ تو سامری کے بچے لڑنے والے لوگ نہیں ہیں اس سود خور دکانداروں کی قوم کو تو لوگوں سے صرف پیسے بٹورنے ہوتے ہیں اس لئے ملک فارس اور روم کے لوگ جو مسلم حکومت سے ابھی ابھی شکست کھائے ہیں کیوں نہ ان کے ساتھ رابطہ رکھ کر پھر ہم سب مل کر مسلم لوگوں سے بدلہ

لیں، پھر کیا ہوا جو دماغ اس یہودی کا تھا اور مین پاور یعنی رجال کار مجوسیوں اور نصاریٰ کے پھر ان تینوں مفتوحین نے مل کر ایک خفیہ اتحاد قائم کیا جو اتحاد تادم تحریر قائم ہے جو عالمی سامراج کی فری میسن مثل خفیہ تحت انڈرورک ہے جس کے تحت روم و فارس کی شکست کے اسباب پر ان دنوں ریسرچ کرنے کے لئے اپنی تھنک ٹینک قائم کی جن کے اس کالر اور دانشوروں کے ذمہ لگایا گیا کہ اسباب شکست کے ساتھ ساتھ یہ بھی رپورٹ تیار کرو کہ آئندہ کے لئے مسلم امت کا کس طرح تیاپانچہ کیا جائے جو پھر سے کہیں یہ لوگ ماضی کی طرح ہم پر قابض ہو کر ہمیں کہیں صفحہ ہستی سے نہ مٹا دیں!!!

پھر ان اتحاد ثلاثہ یہود مجوس و نصاری کے دانشوروں نے ملکر جو رپورٹ تیار کی وہ یہ تھی کہ روم و فارس کی شکست اور عربوں کی فتح یہ روم و فارس کی شکست نہیں ہے یہ ہماری جاگیر داریت خانقاہی پاپائیت اور سرمایہ دارانہ نظریہ کی شکست ہے اور عربوں کی فتح ان کی قوم عرب کی فتح نہیں ہے یہ ان کو ملی ہوئی کتاب قرآن کے دیئے ہوئے افکار و نظریات کی فتح ہے جو نظریات جو کمائے سو کھائے (53-39) اور معاشی مساوات (41-10) کے بنیادوں پر معاشرہ قائم کرنا جس میں ذاتی ملکیت اور جاگیر داریت کا قلعہ قمع ہو(2-219) اور خانقاہی دارالافتائوں کو تالے لگائے جائیں (12-40) عورت اور مرد کی برابری (2-228) غلام سازی پر بندش (8-67) (47-4) وغیرہ۔

اس طرح کی رپورٹ میں یہ بھی لکھا تھا کہ کتاب قرآن میں جو اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ آپ نے اوپر لیا ہے تو اللہ سے ٹکر کھانا مشکل لگتا ہے اور اللہ کی حفاظت کی ذمہ داری کا تعلق تو صرف عبارت اور متن قرآن اور ٹیکسٹ کی حفاظت سے ہے سو ایک طرف متن قرآن کو بھی فن قراۃ کے نام کی حدیثیں بنا کر اس میں تحریف کے حیلے کریں اور قرآن کے دیئے ہوئے سارے دین اسلام کے خلاف اس کے معانی کو بگاڑنے کے لئے ہم ایک نیا علم تیار

کریں وہ بھی مسلم امت کے رسول کے نام سے کہ اس نے اپنی باتوں یعنی احادیث سے الفاظ اور آیات قرآن کی یہ تفسیر اور تعبیر فرمائی ہے، پھر ان من گھڑت اقوال رسول کو جو ہم احادیث رسول کے نام سے ایک مستقل موضوع اور سبجیکٹ کی حیثیت سے مسلم امت کی درسگاہوں میں دینیات کے لئے بطور نصاب تعلیم رائج کرائیں اس کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ ہم آپ نے فلسفہ زنداویستا اور بائیبل سے اختراع کردہ علم کی تعلیم وتدریس کے لئے اتحاد ثلاثہ کے افراد میں سے دانشور لوگوں کو مسلم مشہور و متعارف کر کے ان مسلموں کی نسلوں کو ان کے رسول سے منسوب وہ حدیثیں بھی ہم خود پڑھائیں اور امامت کا خول پہن کر مسلم امت کی نئی نسل کو ان کو ملی ہوئی قرآن کی تعلیم کی جگہ جو احادیث رسول کے نام سے نصاب تعلیم ہو وہ پڑھائیں اس وقت ہم تقیہ کے جبوں میں چھپ کر خود کو مسلم مشہور کر کے ان کے امام اور استاد بن جائیں۔ اور اپنی ایسی ٹیم کے افراد کو آپس میں پہچان کے لئے ان کے نام کے پیچھے بطور مخفی کوڈ کے قدس سرہ وغیرہ لکھا کریں یعنی یہ اپنا ہی ساتھی ہے جس کا راز افشا ہونے سے بچایا جائے وغیرہ اور اپنی ایسی امامی گینگ کے افراد کے سوانحی خاکے ایسے گھڑیں جن سے ان کی شخصیت کو براہ راست اللہ سے ملائے رکھیں اور جناب رسول سے ان کے تعلق کو اتنا تو گہرا کر کے پیش کریں جو وہ باتوں باتوں میں جیتے جاگتے لوگوں کی بھری محفل میں کہیں کہ میں براہ راست جناب رسول اللہ سے ابھی پوچھ کر آپ کو بتاتا ہوں پھر وہیں کے وہیں سر پر کپڑا ڈال کر مراقبہ کے معلوم طریقہ سے سر کو زانوں میں جھکا کر کچھ دیر کے بعد سر سے کپڑا اتار کر لوگوں کو بتائے کہ میں نے ابھی جناب رسول سے ملاقات کی اور یہ سوال پوچھا انہوں نے یہ جواب دیا ہے وغیرہ۔

جناب قارئین! امام بخاری کی شان میں بھی یہی لکھا گیا ہے کہ اس نے اپنی کتاب کی جملہ حدیثوں کی صحت کے متعلق بذریعہ مراقبہ نبی علیہ السلام سے تصدیق کر کے پھر یہ حدیثیں لکھی ہیں۔ (لعنت اللہ علی الکاذبین)۔

نیز ایسے باطن میں یہودی مجوسی نصاری اور ظاہر میں مسلم کہلا کر ان لوگوں نے مسلم امت میں بڑے بڑے نام پیدا کئے ہیں میں آپ نے قارئین کی خدمت میں اور بھی مثال پیش کرتا ہوں بلکہ آپ سے ہی سوال ہے کہ بتائیں کہ ایسے آدمی کو کیا کہا جائے مثال کے طور پر افغانستان کے شہر ہرات کے ایک شخص ہیں جس کا نام نعمان ہے باپ کا نام ثابت ہے (جو شہر مزار شریف میں مدفون حضرت علی کا خادم یا غلام بھی مشہور ہے) اس کی کنیت ابو حنیفہ ہے یعنی حنیفہ بیٹی کا باپ اور یہ کنیت بھی جھوٹی ہے وہ اس طرح کہ اس کی کوئی بھی بیٹی اسی نام کی نہیں تھی پھر بھی یہ کنیت اس لئے کہ وہ لوگوں کو شیشے میں اتار سکے کہ میں امت والوں کو دین حنیف پیش کر رہا ہوں (اس طرح خلفاء فاطمین کا مذہبی امام اول بھی فرضی کنیت کے حوالہ سے ابو حنیفہ تھا) اب اس کے دین حنیف میں جو فراڈ ہے کہ وہ خود کو منکر حدیث متعارف کراتا ہے اس کے سوانحی کتابوں میں لکھا گیا ہے وہ لاکھوں حدیثوں میں سے صرف ستارہ حدیثوں کو صحیح سمجھتا تھا باقی اس کے نزدیک سب جھوٹی تھیں۔

جناب قارئین! اس انکشاف یا دعویٰ میں بھی بڑا فراڈ ہے وہ اس طرح کہ اس کے پیروکاروں اور شاگردوں میں سے امام ابو حنیفہ کے جملہ فقہی جزئیات کی مأخذ روایات 523 علم حدیث کی روایات ہیں اس کی یہ کتاب بنام مسند امام اعظم میں جملہ احادیث اور روایات صدر االدین موسی بن زکریا الحصکفی نے لکھ ڈالی ہیں جس سے امام ابو حنیفہ کے تعارف کہ وہ منکر حدیث ہیں کا پول کھل جاتا ہے گویا وہ بھی اصلی اور خالص منکر حدیث نہیں ہیں یعنی منکر حدیث کہلانے میں بھی اس کا جعلسازی والا پول کھل رہا ہے جس کو کہا جائے نقلی ترقی پسند یا نقلی اہل قرآن وہ اس طرح کہ فقہ ابو حنیفہ میں صلوۃ کی معنی و مفہوم وہی ہے جو علم روایات کی صلوۃ کا ہے جس کے لئے کئی سیکڑوں بلکہ ہزار سے بڑھ کر احادیث ہیں جو دوسرے اماموں کے ہاں بھی مقبول ہیں وہی حدیثیں اتنی تعداد کے مطابق ابو حنیفہ کی صلوۃ کی تعبیر کے لئے اس

کے ہاں بھی مسلم ہیں اس طرح قرآنی اصطلاح زکوۃ کی تعبیر فقہ حنفی میں خلاف قرآن علم روایات والی ہی ہے جو پبلک کو، پبلک کے مستحقین کو دینی ہے جبکہ زکوۃ از روئے قرآن وقت کی حکومت کو اپنی رعیت کے جملہ افراد کو دینی ہے (22-41) اور امامی علوم والی زکوۃ کے لئے سیکڑوں حدیثیں ذخیرہ احادیث میں موجود ہیں اور وہ جملہ فقہ حنفی کی بنیاد اور ماخذ بھی ہیں اس طرح حج اور صوم سے متعلق ہزاروں حدیثیں خلاف قرآن بتائی ہوئی ہیں وہ سب کی سب فقہ حنفی کی بنیاد ہیں تو بتایا جائے کہ کس طرح امام ابو حنیفہ منکر حدیث ہوا؟ ساتھ میں قارئین لوگ اس بات کو بھی ذہن میں رکھیں کہ اس امام اعظم کے لقب پر فائز شخص نے قرآن حکیم کی تفسیر و تفہیم کی خاطر چار سطروں کے برابر کا تفسیر قرآن بھی نہیں لکھا آخر کیوں؟

محترم قارئین! میں نے جو اس امامی کھیپ پر باطن میں مجوسیت کا الزام لگایا ہے میرے پاس ایسے الزام کا ثبوت بھی موجود ہے ملاحظہ فرمایا جائے کتاب الآثار کی حدیث نمبر 288 جو امام محمد بن الحسن الشیبانی نے آپ نے استاد امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنها قالت کان رسول اللہ یصیب من وجهها وهو صائم۔ قال محمد لانری باسا اذا ملک الرجل نفسه عن غير ذالک ای الانزال وهو قول ابی حنیفه رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ یعنی بی بی عائشہ فرماتی ہے کہ رسول علیہ السلام اسے مونہہ کی طرف سے جماع کرتے تھے روزے کی حالت میں (نعوذ باللہ) امام محمد کہتا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص آپ نے اوپر (انزال سے) ضبط اور کنٹرول پر مالک ہو یہی قول ابی حنیفہ کا بھی ہے (حدیث ختم)۔ شاتم رسول لوگوں پر اللہ کی لعنت۔

اب کوئی بتائے کہ کیا یہ امام نانجار قسم کے لوگ جناب رسول علیہ السلام پر تبرا نہیں کر رہے؟ کیا یہ امام اپنی اس حدیث سے گستاخ رسول اور شاتم رسول اور توہین رسول کا مرتکب نہیں ہوا؟ میں نے جو بھی گزارش کی کہ اتحاد ثلاثہ کی مقتدر مافیا نے آپ نے دانشوروں کو حکم دیا کہ تم لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر امامت کے لقب سے جا کر امت مسلمہ کو بجائے قرآن کے

لغو اور لھو حدیثوں کے ملغوبے پڑھاؤ تو اس سے بڑھ کر اور لغویات اور لھو حدیثیں کیا ہو سکتی ہیں۔ (26-41) (6-31)

محترم قارئین! ایسے گستاخ رسول اور شاتم رسول زیدی شیعوں کے امام اعظم ابو حنیفہ کے تبرائی نظریوں کو امت سے منوانے کے لئے اور پردہ پوشی کیلئے اس کے سوانح نگاروں نے اس کے شان میں لکھا ہے کہ اس نے چالیس سالوں کی راتوں میں عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے اور رات بھر کے نفل نمازوں میں پورا ختم قرآن پڑھا ہے اور دن کو ہمیشہ روزے رکھے ہیں۔ واہ امام جعفر آپکا شاگرد ابو حنیفہ!!!

رات کو جاگنے کے مقاصد؟

محترم قارئین! اللہ عزوجل نے سورت مزمل میں شب بیداری کا صرف ایک مقصد بتایا ہے وہ یہ ہے کہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (8-73) اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ صفات خداوندی کو معاشرہ میں عملی طریق سے نافذ کرنا وہ بھی معمول کی یومیہ مصرفیات سے الگ ہو کر (8-73) اس میں کامیابی کے لئے اللہ نے آپ نے رسول کو دو عدد طریقے بتائے ہیں ایک ترتیل کے ساتھ یعنی ٹھہر ٹھہر کر قرآن کو سمجھ کر پڑھنا جس کے معنی صاف صاف تصریف آیات کا انداز ثابت ہوتا ہے اس دلیل سے کہ رتل کا معنی ہار کی مالا میں موتی فٹ کرنا ہے سو جو مسائل قرآن کی آیات ہیں وہ سب موتی کی طرح ہیں اب رات کی مشاورت میں سکون سے حاجات زمانہ کے لئے قرآنی رہنمائی کی آیات سے استنباط کر کے قرآن سے رہنمائی لینی ہو گی اس وجہ سے بھی موتی رنگا رنگ کی فٹنگ اور جڑاوت سوچ بچار چاہتی ہے سو حوائج انسان کی مقتضیات کے لئے آیات قرآن سے استدلال کی خاطر چناو بھی انداز ترتیل والی سوچ بچار چاہتی ہے۔ (4-73) دوسرا اس قرآنی افہام و تفہیم میں اپنی یا کسی

بھی غیر قرآنی علم کی آمیزش سے بچ کر رہنا کیونکہ جب اللہ اور اس کی کتاب آپ کے وکیل ہیں تو کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے کائناتی عدالت میں مؤکل کو بولنے کا حق نہیں پہنچتا یہ ایک قسم کا اسمبلی اجلاس ہوا جو رات کے وقت جناب رسول علیہ السلام کی صدارت میں ہوتا تھا (73-19) کیونکہ آگے آیت نمبر (73-20) میں تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر موجود ہے۔ اب بتایا جائے کہ زیدی شیعوں کے امام اعظم ابو حنیفہ کی پردہ داری کے لئے جو اس کی جھوٹی اور مصنوعی سوانح میں کہا گیا ہے کہ وہ ایک رات میں قرآن حکیم کا نفل نماز میں پورا ختم پڑھ لیتا تھا تو اتنے تھوڑے سے وقت میں یعنی اندازاً دس گھنٹوں میں ختم قرآن تو اللہ کے بتائے ہوئے انداز ترتیل میں نہیں پڑھا جاسکے گا۔ جبکہ جناب رسول علیہ السلام کو ترتیل قرآن کا حکم صفات ربی کو ربوبیت عالمین کے لئے نافذ کرنے کا ہدف پوری کائنات کے لئے تھا، جس کے لئے قرآنی دلائل کی جستجو کے لئے تصریف آیات کی خاطر ترتیل یعنی رک رک کر دھیرے دھیرے استدلال و استنباط کی ضرورتیں پوری کرنی لازم ہوں گی اس عمل کے لئے ختم قرآن کی بجائے موضوع اور ایجنڈا کے اسم سے متعلق مطلوبہ موضوعی آیات کی جستجو اور انطباق مقصود ہوتا ہے نہ کہ فر فر کر کے پورے قرآن کو ختم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے شان میں ایک رات میں نفل نماز کے دوران قرآن کو سوچ سمجھ کر پڑھنے کی بجائے اکیلے اور تنہا تراویح کی تلاوت کی طرح اسپیڈ سے پڑھنا تو خلاف حکم قرآن ہوا جو اس انداز میں قرآنی حکم ترتیل پر عمل نہیں ہو سکے گا۔ امام ابو حنیفہ کے سوانح نگاروں نے اس کی ایسی تعریف کرتے اور لکھتے وقت لوگوں کو جاہل اور بیوقوف سمجھ کر ایسی تعریف کی ہے۔

جبکہ جناب رسول علیہ السلام کو رات کے وقت ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا مقصد خود قرآن نے متعین کیا کہ آپ کا راتوں کے اجلاسوں میں قرآن پڑھنے کا مقصد وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (8-73) جس کے ایجنڈا میں اوصاف ربوبیت کو دنیا

بھر میں نافذ کرنا ہے اور یہ ڈیوٹی کوئی آپ اکیلے کی نہیں ہوگی (اے محمد!) اس ڈیوٹی میں وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ (73-20) آپ کے ساتھیوں کا جتھا بھی اس اسمبلی میں رات کے اجلاس میں مذاکرات میں آپ کے ساتھ شریک ہوگا۔ اے محمد علیک السلام خیال کرنا آپ نے ساتھیوں کی ان رات کے اجلاسوں میں شرکت اور حاضری کا جو معاملہ ہے ان پر ان کی غیر حاضری پر بغیر تحقیق کے کوئی سختی نہ کرنا ان پر کوئی چارج اور شوکاز نوٹس جاری نہ کرنا۔ قرآن حکیم اصحاب رسول کی غیر حاضری کے امکانی اسباب بھی خود بتاتا ہے کہ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (73-20) یعنی آپ کے کچھ ساتھی بیماری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے ہوں گے اور کچھ ساتھی تجارتی ضروریات کی خاطر باہر کے سفر پر گئے ہوں گے بعض ساتھی ملکی دفاع کی ڈیوٹیوں کی خاطر آپ کی اسمبلی اور پارلیمانی مجلس شوریٰ میں شریک نہ ہو سکے ہوں گے وغیرہ۔ حکمرانی کی تعلیم کے لئے کیا تو کمال کی یہ کتاب قرآن ہے جو ہم بے قدروں کے پاس لھو اور لغو روایات کے انبار تلے دبی ہوئی ہے۔

محترم قارئین! جھوٹی روایات اور فقہ جات بنانے پر خود کو امام کہلانے والوں کا تعارف تو بہت لمبا ہے میں اب صرف ایک فقہ ساز امام کا نہایت مختصر تعارف کراتا ہوں اس کے بعد پھر خرافاتی روایات بنام حدیثیں بنانے والوں میں سے بھی دو اماموں کا ذکر کروں گا پھر شکست خوردہ مفتوح اتحاد ثلاثہ کی بنوائی ہوئی اپنی تھنک ٹینک کے دانشوروں کی المناک رپورٹ کے متعلق مزید گزارش بھی عرض کروں گا۔

جناب عالی! یہاں میں جس دوسرے فقہی امام کا ذکر کر رہا ہوں وہ امام شافعی کے نام سے مشہور ہے جس کا شمار اہل سنت کے چار اماموں میں سے ہوتا ہے یہ شخص امام مالک کا شاگرد ہے میں اس کے تعارف میں اور کچھ نہیں لکھوں گا صرف اس کے آپ نے بنائے ہوئے قصیدہ سے چند ابیات نقل کروں گا جو میں نے رسالہ آئینہ قسمت سے نقل کئے ہیں ویسے یہی

اشعار امام شافعی کی کتاب "الرسالہ" کے کسی شارح نے بھی آپ نے مقدمہ میں لکھے ہیں جو کراچی کی ایک لائبریری واقع بس اسٹاپ شیر شاہ کی ایک مسجد میں، میں نے پڑھے تھے۔

لوان المرتضی ابدی محلہ۔ لکان الخلق طرا سجدا الہ

(ترجمہ) اگر علی مرتضیٰ آپ نے مرتبہ کو ظاہر کرتے تو مخلوق ان کو سجدہ کرنے لگتی۔

کفی فی فضل مولانا علی۔ وقوع الشک فیہ انہ اللہ

(ترجمہ) ہمارے مولا علی کی بزرگی کے لئے اس قدر ہی کافی ہے کہ بعض لوگ اس پر اللہ ہونے کا شک کرنے لگے۔

ومات الشافعی فلیس یدری۔ علی ربہ ام ربہ اللہ

(ترجمہ) اور شافعی اس جستجو میں مر گیا کہ علی اس کا رب ہے یا اللہ؟

محترم قارئین! یہ ہے اہل سنت کے چار عدد زیدی شیعہ مذہب رکھنے والے اماموں میں سے ایک امام۔اب میں آپ نے قارئین کی خدمت میں حدیث سازی پر ان گنت امام کہے جانے والوں میں سے بھی سمپل کے طور پر صرف دو عدد اماموں کا تعارف کراتا ہوں۔ آئمہ علم الحدیث میں امام بخاری کا نام عالم آشکار ہے اس نے اپنی کتاب کی کتاب التفسیر میں سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 117 کے ذیل میں ایک حدیث گھڑ کر لکھی ہے کہ وانہ یجاء برجال من امتی فیؤخذ بھم ذا ت الشمال فاقول یارب اصیحابی فیقال انک لاتدری ما احد ثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما تو فیتنی کنت انت الرقیب علیھم فیقال ان ھؤلاء لم یزالو امرتدین علی اعقابھم منذفارقتھم۔ ترجمہ: قیامت کے دن کچھ لوگ میری امت کے لائے جائیں گے اور فرشتے ان کو دوزخ کی طرف لے چلیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب یہ بیچارے تو میرے صحابی ہیں۔اللہ تعالی فرمائے گا ہاں، مگر تم کو نہیں معلوم کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کام کئے پھر میں اس وقت جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرح عرض کروں گا وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم۔ یعنی میں تو ان کے احوال کا اس وقت تک کا شاہد ہوں جب تک گزارا میں نے

ان میں اپنا عرصہ حیات پھر مجھے کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ سے مرتد رہے آپ نے پچھلے مذہب کی طرف جب سے تو ان سے جدا ہوا۔

محترم قارئین! دیکھا آپ نے اس ازبک امام بخاری کا نظریہ اصحاب رسول علیہ السلام کے بارے میں جن اصحاب کی شان میں قرآن گواہی دے رہا ہے کہ وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (100-9) جناب قارئین اس آیت کریمہ میں غور فرمائیں کہ اصحاب رسول کے لئے تو جنتوں کا وعدہ ہے ہی لیکن حسن کارانہ انداز سے ان کا اتباع کرنے والے تابعین کے لئے بھی جنت کا وعدہ ہے لیکن یہ فارس کا ازبک امام بخاری قرآن سے آنکھیں بند کر کے بغض صحابہ میں اندھا بن کر اپنی گھڑی ہوئی حدیث میں اصحاب رسول کو وفات رسول کے بعد نعوذ باللہ مرتد لکھ رہا ہے ساتھ میں ان کو دوزخ میں ڈالے جانے کی یہ حدیث بھی گھڑی ہے۔ عربی مدارس کے استاد الحدیث لوگ بتاتے ہیں کہ فقہ البخاری فی تراجمہ۔ یعنی بخاری کا اپنا نظریہ اس کی کتاب کے ابواب کے عنوانات لکھنے میں ہوتا ہے ہم یہاں بخاری کی کتاب البیوع کے ایک باب نمبر 1385 سے ایک حصہ نقل کرتے ہیں جس سے قارئین حضرات امام بخاری کا فقہی نظریہ خود پہچانیں وقال عطاء لاباس ان یصیب من جاریۃ الحامل ما دون الفرج۔ یعنی عطا کا قول ہے کہ حاملہ لونڈی کو فرج کے سوائے کسی بھی روٹ سے جماع کیا جا سکتا ہے۔ محترم قارئین میرا خواہ مخواہ ان اماموں کے کلچرل ذوق کو ان کی کتابوں سے آپ کو معلومات دینا اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ انہوں نے جناب رسول علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کے شان میں گستاخیاں کی ہیں جو عام لوگوں کو میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کتاب النکاح کے آخری باب میں امام بخاری نے سرخی لگائی ہے کہ زیادہ عرصہ گھر سے دور رہنے کے بعد کوئی شخص آپ نے اہل کے پاس رات کو گھر میں نہ آئے اس خوف سے کہ کوئی ان کے اہل خانہ کے ساتھ

خیانت نہ کر رہا ہو یا ان کی پردہ نشینوں کی کھوج میں نہ ہو (اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ صاحب خانہ وہ رات گھر سے کہیں بھی باہر گزارے تاکہ کسی خیانت کرنے والے کو اور پردہ دار عورتوں کی جستجو کرنے والے کو علم حدیث کے ماننے والوں کی بیویوں سے ملنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو (ہم تو حدیثوں کو نہیں مانتے اور سفر سے واپسی پر رات کو دیر سے گھروں میں جایا کرتے ہیں البتہ حدیث پرست لوگ بھلی ایسی حدیث پر عمل کریں)۔

محترم قارئین! امام بخاری کی اور اسی سرخی کی عبارت کو امام مسلم نے بھی جناب رسول کی حدیث اور فرمان کی حیثیت سے لایا ہے لیکن امام بخاری اپنی اس بے شرم اور بے حیا سرخی اور ترجمۃ الباب کے ذیل میں دو عدد حدیثیں جناب رسول علیہ السلام کے نام سے منسوب کر کے لایا ہے ایک حدیث کی روایت ہے کہ کان النبی یکرہ ان یاتی الرجل اھلہ طروقا، یعنی نبی علیہ السلام ناپسند فرماتے تھے آدمی کے گھر میں رات کے وقت آنے کو۔ دوسری حدیث ہے اذاطال احد کم الغیبۃ فلایطرق اھلہ لیلا۔ یعنی جب تم کو لمبا وقت گذر گیا ہو گھر کو آنے میں تو پھر رات کو گھر میں نہ آیا کرو۔ محترم قارئین! کیا آپ نے سوچا کہ یہ امام لوگ جناب رسول علیہ السلام کے نام سے اپنی حدیثوں کے ذریعے امت مسلمہ کا کس قسم کا معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ امام صاحب آپ نے فارس اور بخارا کا سا کلچر امت مسلمہ کے اندر رائج کرنا نہیں چاہ رہے؟۔ جیسے کہ امام مسلم نے اپنی کتاب (کتاب التوبہ کے باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبہ صفحہ 355 جلد دوم قدیمی کتب خانہ کراچی) میں حدیث لائی ہے کہ تم ضرور گناہ کرو نہیں تو تمہاری جگہ اللہ دوسرے لوگ پیدا کرے گا وہ گناہ کریں گے پھر وہ توبہ کریں گے پھر بخشے جائیں گے (حدیث ختم) غور کیا جائے کہ ان حدیث سازوں کی اسلام دشمنی انسان دشمنی اور ان کی مسلم دشمنی کے اندر کوئی شک ہو سکتا ہے؟ انہوں نے جناب باری تعالیٰ کے قانون توبہ کے بہانہ سے امت مسلم کو گمراہ بنانے کے لئے کیا تو کمینگی

دکھائی ہے جبکہ اللہ عزوجل جرائم اور گناہوں کی توبہ کے لئے فرماتا ہے کہ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (16-119) یعنی توبہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو بے خبری ان جانی کیفیت میں اور جہالت کی حالت میں کوئی برا کام کریں۔ اور توبہ کوئی لفظ توبہ کا رٹا لگانے سے قبول نہیں ہوتی اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس غلط کاری والے جرم کی اصلاح بھی کریں۔ جو بات امام مسلم نے جان بوجھ کر کھولی نہیں۔ قرآن حکیم بتاتا ہے کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ (32-22) یعنی اس شخص سے زیادہ کون شخص بڑا ظالم ہو سکتا ہے جس کو اللہ رب العالمین کی قرآنی احادیث (6-45) سے نصیحت کی جائے پھر بھی ان سے مونہہ پھیر لیتا ہے (یاد رکھو) ہم ایسے مجرموں اور گناہ کرنے والوں سے انتقام لینے والے ہیں۔

محترم قارئین! کچھ لوگ مجھ سے شکایت کرتے ہیں کہ آپ کی تنقید کا لہجہ بے جا حد تک سخت ہوتا ہے میں ایسے مہربانوں سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ نے کبھی غور فرمایا ہے کہ جس آقاء دوجہان جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے شان میں رب العزت فرمائے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (33-21) (مفہوم) تم سب لوگوں کے اتباع کے لئے جناب رسول کی حیات طیبہ نمونہ ہے سمبل ہے جو نہایت حسین ترین بھی ہے ان لوگوں کے لئے جو یوم آخر کے موقعہ پر اللہ کی رحمۃ کے طلبگار ہوں گے اور ہر وقت اللہ کے قانون کو یاد کرتے ہوں گے۔

محترم قارئین! آپ مجھے بتائیں کہ جو حدیث ساز لوگ جن کو امام کے لقب سے پکارا جاتا ہے انہوں نے جناب رسول علیہ السلام کے بارے میں حدیثیں بنائی ہیں کہ وہ ان کی روایات میں آپ نے پاس جونیہ نامی اور عرب قبیلہ کی کوئی حسینہ قسم کی عورتیں منگاتا تھا پھر یہ حدیث ساز لوگ آپ کے پاس بلائی ہوئی اس قسم کی عورتوں کی زبان سے جناب رسول علیہ

السلام پر روبرو تبرا کراتے ہیں۔ میں آپ نے دل پر پتھر رکھ کر وہ حدیثیں نقل کرتا ہوں جن کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ عن ابی اسید عن اسید رضی اللہ عنہ قال خرجنامع النبی ﷺ جتی انطلقنا الی حائط یقال لہ الشوط حتی انتھینا الی حائطین فجلسنا بینھما فقال النبی اجلسوا ھٰھنا ودخل وقدأتی بالجونیۃ فانزلت فی بیت فی نخل فی بیت امیمہ بنت النعمان بن شراحیل ومعھا دایتھا حاضنۃ لھا فلما دخل علیھا النبی ﷺ قال ھبی نفسک لی قالت وھل تھب الملکۃ نفسھا لسوقہ قال فاھوی بیدہ یضع یدہ علیھا لتسکن فقالت اعوذباللہ منک فقال عذت بمعاذ ثم خرج علینا فقال یا اباسید اکسھا رازقیتین والحقھا باھلھا (حوالہ کتاب بخاری کتاب طلاق کی حدیث نمبر چار)۔

جناب قارئین! اس حدیث کو ابو اسید آپ نے بیٹے اسید سے روایت کرتا ہے کہ شوط نامی باغ میں امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے گھر میں جونیہ نامی ایک عورت لائی گئی تھی جو اپنی محافظ باڈی گارڈ عورت کے ساتھ لائی گئی تھی ہم جناب رسول علیہ السلام کے ساتھ وہاں گئے تھے جناب رسول ہمیں گھر سے باہر گلی میں بٹھا کر خود اندر گئے اور جاتے ہی جونیہ کو کہا کہ ھبی نفسک لی، یعنی خود کو ہبہ میں یعنی مفت میں میرے حوالے کرو، تو جواب میں اس جونیہ نامی عورت نے کہا کہ وھل تھب الملکہ نفسھا لسوقہ یعنی کیا کوئی ملکہ اور رانی کسی بازاری شخص کو (مفت میں) خود کو حوالے کر سکتی ہے؟ پھر جناب رسول جونیہ کے اوپر تسکین کی خاطر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں تو وہ عورت اعوذ باللہ منک پڑھتی ہے۔ پھر جناب رسول باہر آکر آپ نے ساتھی ابو اسید کو فرماتے ہیں کہ یہ دو رازقی کپڑے دے کر اس کو گھر پہنچا دو۔ (حدیث کا خلاصہ ختم کرتے ہیں)۔

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ یہ حدیث ابو اسید آپ نے بیٹے اسید سے روایت کرتا ہے۔ پھر اخیر میں جناب رسول پرائے گھر یعنی امیمہ بنت نعمان کے گھر میں منگائی ہوئی وڈیری کہیں چودھرانی کہیں یا الفاظ حدیث کے مطابق ملکہ کہیں کے پاس سے باہر نکلے تو گلی

میں بٹھائے ہوئے آپ نے ساتھی ابو اسید کو کہا کہ اسے یہ دو رازقی کپڑے دے کر اسے گھر پہنچا کر آؤ۔ حدیث کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو اسید اور اس کا بیٹا یہ روایت نقل کرنے والا اسید دونوں نبی کے ساتھ جونیہ کے پاس گئے ہیں سو وہاں روایت کرنے والا اسید کہتا ہے رسول نے ہمیں گلی میں بٹھایا اور آپ اکیلے اندر گئے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باہر بیٹھے ہوئے باپ اور بیٹے میں سے ابو اسید نے آپ نے بیٹے اسید (جو اس حدیث کا راوی ہے) کو کہا ہوگا کہ جاؤ اور کسی طریقے سے اندر کی کہانی تو معلوم کرو پھر اسید نے یہ روایت کردہ ماجرا دروازے کے سوراخ سے دیکھا یا کسی چور دروازہ سے اندر گیا یا دیوار کو عبور کیا جب ہی تو اندر کی کہانی حدیث میں بیان کردہ واردات کو آپ نے باپ ابو اسید سے بیان کیا۔ اب قارئین لوگ ان حدیث ساز اماموں کے لئے بتائیں کہ یہ لوگ کس قماش کے ہو سکتے ہیں (جو شرم ان کو مگر نہیں آئی)

محترم قارئین! دیکھتے جائیں یہ آگے والی حدیث بخاری اور مسلم دونوں کی روایت کردہ میرے پاس حوالہ کی کتاب میں بخاری میں اس کا نمبر 5637 ہے اور مسلم میں اس کا نمبر 236 5 ہے۔ حدیث یہ ہے کہ قال ذکر للنبی ﷺ امرأۃ من العرب فامر اباسید الساعدی ان یرسل الیھا فارسل الیھا فقدمت فنزلت فی اجم بنی ساعدہ فخرج النبی ﷺ حتی جاء ھا فدخل علیھا فاذا امرأۃ منکسۃ رأسھا فلما کلمھا النبی ﷺ قالت اعوذباللہ منک فقال قد اعذتک منی فقالوا لھا اتدرین من ھذا قالت لاقالوا ھٰذا رسول اللہ ﷺ جاء لیخطبک قالت کنت انا اشقی من ذالک (حدیث ختم) (خلاصہ) اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ عرب نسل کی ایکس وائی زیڈ عورت کا ذکر نبی علیہ السلام کے لئے کیا گیا پھر حکم فرمایا آپ نے ابا اسید ساعدی کو کہ بھیج کسی کو اس عورت کو لے آنے کے لئے پھر بھیجا اسی نے اس عورت کی طرف (کسی کو) اور وہ آئی اور نازل ہوئی بنی ساعدہ کے قلعہ میں پھر نکلے جناب رسول علیہ السلام اتنے تک کہ آئے اس

عورت کے پاس پھر داخل ہوئے اس کے ہاں پھر پایا اس عورت کو سر نیچے کئے ہوئے بیٹھی تھی پھر جب کلام کیا اس عورت کے ساتھ نبی علیہ السلام نے تو کہا اس عورت نے کہ اعوذ باللہ منک جواب میں پھر فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ میں نے آپ کو پناہ دے دی آپ نے آپ سے۔

محترم قارئین! حدیث بنانے والے لکھتے ہیں کہ لوگوں نے اس عورت کو کہا کہ کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ کون تھا جواب میں عرب عورت نے کہا کہ نہیں میں نہیں جانتی تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو رسول علیہ السلام ہے آپ نے لئے آپ کے ساتھ شادی کرنے کی بات کرنے آئے تھے پھر اس عورت نے کہا کہ میں تو بد بخت ہوئی اسی سے (خلاصہ ختم) غور فرمایا جائے کہ حدیث کے مطابق کہ عورت نے جناب رسول کو نہیں پہچانا تھا۔ تو پھر بتایا جائے کہ حدیث میں نبی کا عورت کے ساتھ اس کے اعوذ باللہ کہنے سے پہلے کلام کرنے اور گفتگو کرنے کا جوذکر کیا گیا ہے اور حدیث کے آخر میں جو لکھا گیا ہے کہ وہ عورت جناب رسول کو ان کے کلام کرنے کے بعد تک بھی نہیں پہچانتی تھی سو حدیث کے آخری حصہ سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام نے اس کے ساتھ جو کلام کیا اس گفتگو میں تعارف نہیں کرایا تھا اور وہ کلام اور گفتگو بھی ایسی تھی جس پر عورت نے غصہ اور نفرت میں آکر اللہ سے پناہ مانگنے کی التجا کی ہے کہ میں اس شخص کی وجہ سے اللہ سے پناہ مانگتی ہوں۔ غور کیا جائے کہ حدیث کے آخری جملوں میں لوگوں نے اس عرب عورت کو بتایا کہ یہ آدمی رسول علیہ السلام تھے آپ کو شادی کی دعوت دینے آئے تھے پھر اس عورت نے نبی کے ساتھ شادی کرنے سے رہ جانے پر آپ نے آپ کو بد بخت بھی کہا ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول کا عورت سے پہلے کلام اور گفتگو میں نہ تعارف تھا نہ دعوت نکاح تھی، علم حدیث بنانے والے مجوسی اماموں کے وارث موجودہ حدیث پرست لوگ کہتے ہیں جس طرح قرآنی آیات ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں اس طرح ان کی حدیثیں بھی ایک دوسری حدیث کی شرح کرتی ہیں۔ سو ان کے اس دعوی سے

ثابت ہوتا ہے کہ جونیہ نامی عورت کے ساتھ نبی علیہ السلام کے ملنے والی حدیث میں جو اس کے ساتھ رسول نے کلام کیا ہے کہ ھبی نفسک لی یعنی آپ نے آپ کو میرے حوالے کر دو تو اس نے جواب میں کہا کہ اعوذ باللہ۔ اس کے بعد ہم اس عرب نسل کی وڈیری عورت والی حدیث پر غور کریں کہ جناب رسول کی اس کے ساتھ گفتگو کیا تھی تو جونیہ اور اس عربی نسل کی عورت کے ساتھ جناب رسول کے کلام کے جواب میں جملے تو ایک جیسے ہیں یعنی جونیہ نے بھی کہا اعوذ باللہ منک اور عربی نسل کی عورت نے بھی کہا کہ اعوذ باللہ منک سو ان حدیث سازوں کے بنائے ہوئے اصول کے مطابق کہ ایک حدیث دوسری حدیث کو کھولتی ہے تو جونیہ والی حدیث میں اس کے ساتھ نبی علیہ السلام کا کلام تھا کہ ھبی نفسک لی تو اس عربی نسل کی عورت کے ساتھ کیا ہوا کلام بھی یہی ہوگا کہ آپ بغیر نکاح کے ہبہ میں آپ نے آپ کو میرے حوالے کریں جب ہی تو اس نے اعوذ باللہ منک کہا ورنہ حدیث کے آخری الفاظ کی روشنی میں یہ عربی نسل کی عورت نبی علیہ السلام کے ساتھ شادی کرنے میں تو راضی نظر آتی ہے۔ اس لئے پہلے کلام میں اگر تعارف اور اس کے ساتھ دعوت نکاح ہوتی تو کبھی بھی یہ عورت اعوذ باللہ نہ کہتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ لوگوں کا اس عورت کو کہنا کہ یہ نبی علیہ السلام تھے اور آپ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے تھے یہ بھی باقی حدیثوں کی طرح جھوٹی بات ہے۔

محترم قارئین! ان کے علاوہ کتاب بخاری کی ایک اور ایسی حدیث پیش خدمت ہے قال سمعت انس بن مالک قال جائت امرأة من الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ السلام فخلا بھا فقال واللہ ان کن لاحب الناس الی۔ یعنی انصاریوں کی ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی پھر آپ نے اس کے ساتھ خلوت کی پھر اسے کہا کہ آپ انصار کی عورتیں مجھے سارے لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔

یہ حدیث بخاری کے کتاب النکاح میں ہے اس کا نمبر میرے پاس کے نسخہ میں 218 ہے اور باب کا نمبر 142 ہے، معلوم ہونا چاہیے کہ امامی علوم کی اصطلاحات کے اندر خلوت بھی

ایک اصطلاح ہے جو اگر نئے شادی شدہ جوڑے کو خلوت کا مکمل چانس مل جائے اس کے بعد اگر ان میں طلاق واقع ہو جائے گی تو خلوت کا موقعہ ملنے کی وجہ سے نکاح میں مقرر شدہ مہر دینا پڑ جائے گا (خواہ اس خلوت میں جماع ہوا ہو یا نہیں ہوا ہو مطلب کہ خلوت فقہا کے نزدیک جماع کے قائم مقام ہے)۔

محترم قارئین! شکست خوردہ یہود مجوس، نصاریٰ کے اتحاد ثلاثہ کی تھنک ٹینک کے دانشوروں نے اسباب شکست اور ان کے ازالہ کیلئے جو آپس میں یہ پتہ لگایا کہ ان کو یہ شکست عرب قوم کی فوج نے نہیں دی بلکہ انہیں ملی ہوئی کتاب قرآن کی تعلیم نے دی ہے پھر انہوں نے ایک سازش کے تحت امت مسلمہ میں رائج قرآنی تعلیم کے اساتذہ کی جگہ اپنوں میں سے جو لوگ بہروپیے بنا کر امامی القاب کے ساتھ بائبل اور زند اویستا کے فلسفہ کے مطابق بنائی ہوئی احادیث کی تعلیم دینے کے لئے بھیجے تھے، میں نے ابھی اس در انداز کردہ گینگ میں سے تقیہ کے غلافوں میں ملبوس چار اماموں کا ذکر کیا دو فقہ کے امام اور دو علم حدیث کے امام اور ان کے جدا دو عدد ایک علم فقہ دوسرا علم روایات کی تعلیم و تعلم کا نصاب جو اوپر کی بیان کردہ چار شخصیتوں کی جدوجہد سے آگے بڑھا تو فارس نسل کے لوگ بنو عباس نام سے خود کو عرب کہلانے والی حکومت کے سایہ عاطفت میں انہوں نے اپنی فنکاریوں کے ساتھ زندہ اللہ کے کلام قرآن کو مردہ لوگوں کے ایصال ثواب کی ڈیوٹی میں مرکوز اور محدود کر دیا اور ان کے مرے ہوئے اماموں کے فقہی علوم اور روایات کو زندہ انسانوں کے مسائل حیات کی رہنمائی کے لئے فتاویٰ جات کا نصاب تعلیم بنا دیا۔

میرے ان دعووں کا ایک ثبوت آپ نے ان اماموں کی ناموسِ رسالت کی ہتک والی حدیثوں کی شکل میں پڑھا اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ امت مسلمہ کے جملہ فرقوں کے مذہبی فتاویٰ جات کی کتابوں کو کنگھال کر دیکھیں گے تو یہ فرقوں والے چہ جائیکہ ایک دوسرے کے

قاتل اور خون کے پیاسے بھی ہیں اس کے باوجود ان سب کے فتاویٰ جات کا مأخذ علم قرآن کی جگہ علم روایات ہوگا۔

تیسرا ثبوت: جناب قارئین! ابھی آپ نے جن چار اماموں یعنی دو علم حدیث کے امام دو عدد علم فقہ کے اماموں کا ذکر پڑھا ان میں سے دو فقہ کے نام سے امام کہے جانے والوں میں سے ابو حنیفہ کو امام اعظم کا لقب دیا ہوا ہے یہ صاحب اہل سنت فرقہ کے زیدی شیعہ امام ہیں۔ زیدی شیعوں اور اثنا عشری شیعوں میں فرق صرف یہ ہے کہ اثنا عشری شیعے امامت کے منصب کو فاطمی بطن کی نسل میں محدود مانتے ہیں اور زیدی شیعہ لوگ جملہ علویوں یعنی علی کی فاطمہ کے علاوہ دوسری سات عدد بیویوں کے پیٹ سے پیدا شدہ اولاد کو بھی امامت کا اہل اور مستحق قرار دیتے ہیں۔ اثنا عشری شیعہ امام جعفر اور زیدی شیعہ امام ابو حنیفہ ایک تو ہم عصر ہیں اور اثنا عشری لوگوں کے کہنے کے مطابق ابو حنیفہ صاحب امام جعفر کے شاگرد بھی ہیں۔ اب آئیں امام جعفر صاحب جو امام اعظم کے بھی استاد ہیں اس کی تعلیم و تلقین پر بھی غور کریں۔ یا معلیٰ التقیۃ من دینی و دین آبائی لادین لمن لاتقیۃ لہ۔ یعنی اے معلیٰ تقیہ (خوف کی وجہ سے سچ کو چھپا کر جھوٹ بولنا) یہ میرے دین میں سے ہے اور میرے آباء اجداد کا دین ہے جو شخص تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں ہے (حوالہ الشافی اصول کافی جلد چہارم باب نمبر 226 حدیث نمبر 8) امام جعفر کے والد امام باقر نے بھی فرمایا تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباء اجداد کا دین ہے جس کے لئے تقیہ نہیں اس کے لئے دین نہیں (حوالہ الشافی ترجمہ اصول کافی جلد چہارم باب تقیہ باب نمبر 225 حدیث نمبر 12)

امام جعفر نے فرمایا اے سلیمان تم اس دین پر ہو کہ جس نے چھپایا، خدا نے اسے عزت دی اور جس نے ظاہر کیا، اللہ نے اسے ذلیل کیا (باب اکتمان نمبر 226۔ حدیث نمبر 2 کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی)

فرمایا امام جعفر نے اپنی زبانوں کو تقیہ کی صورت میں روکو اور اپنے گھروں میں چپ چاپ بیٹھو، یعنی اپنے مخالفوں پر خروج نہ کروتا کہ تم دوامی مصیبت سے محفوظ رہو خروج آل محمد تک اور زیدیہ فرقہ کے لوگ جو جہاد بالسیف کے معتقد ہیں تمہارے لئے مصیبت لانے والے بن جائیں گے یہ مصیبت زیدیوں ہی کے لئے چھوڑ دو۔(حوالہ الشافی ترجمہ اصول کافی باب راز کو چھپانا نمبر 226 حدیث نمبر 13)

محترم قارئین! اتحاد ثلاثہ کے تھنک ٹینک نے امت مسلمہ کی قیادت خلفاء قریش (جن کا بطور گالی اور تبرا کے علم حدیث بنانے والوں نے بنوامیہ نام رکھا ہوا ہے جس کا معنی ہے بن باپ کے پیداشدہ) کے خلاف جو منصوبہ بنایا کہ ان سے اقتدار چھین کر اور فاتح بننے کے بعد جو حکومت ہم قائم کریں گے اس کے ذریعے امت والوں سے قرآن چھین کر اس کی جگہ حدیث رسول کے نام سے جو علم بنائیں گے اس کی احادیث اور روایات بائیبل اور زنداویستا کے فلسفہ کے مطابق بنائیں گے اور یہ ساری سکیم استحقاق خلافت آل رسول سے کرنی ہوگی اور آل رسول کی مظلومیت کے افسانوں اور مرثیوں سے بھی تیار کرنی ہوگی۔اس ساری سکیم میں اتحاد ثلاثہ کے ماہر دانشور خلافت کا منصب قریش (بنوامیہ) سے چھیننے کے لئے آل رسول کے استحقاق کے نام سے میدان میں آئے جن کی کاوشوں سے قریش (بنوامیہ) کو جزوی شکست تو ملی لیکن آل رسول نامی دوعدد دعویداروں یعنی علوی اور عباسیوں میں سے اقتدار پر صرف عباسی قابض ہوگئے اور انہوں نے شریک جنگ فاطمی علویوں کو نہ صرف اقتدار سے محروم رکھا بلکہ الٹا ان کی نسل کشی کرنے کے درپے ہوگئے۔جس طرح فتح سے پہلے یہ دونوں آل رسول ہونے کے مدعی ایک ساتھ قریش (بنوامیہ) کی نسل کشی کرنا چاہتے تھے۔بہر حال میں نے جو اپنے اس مضمون میں انکشاف کیا ہے کہ اتحاد ثلاثہ کے تھنک ٹینک نے مسلم امت کے اندر جو آرٹیفیشل آل رسول ایڈجیسٹ کر کے پھر ان کی معرفت علم حدیث نامی علم سے

بھی ایک ایسا آرٹیفیشل اسلام بھی میدان میں لانے کا پروگرام بنایا جو کلمہ گو مسلمانوں کو قرآن کے قریب نہ آنے دے۔میری ان دونوں باتوں کا ثبوت یہ ہے کہ آل رسول آرٹیفیشل نسل ہے اس بات کے لئے قرآن حکیم کا اعلان ہے کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (33-40) اور میرے دوسرے دعویٰ کہ اتحاد ثلاثہ کا مسلم امت کو قرآن سے دور کرنے کے لئے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی طرف خلاف قرآن من گھڑت علم حدیث کی جھوٹی روایات منسوب کر کے ان کو قرآن کی تفسیر اور اصلی اسلام قرار دینا۔اس کو بھی قرآن حکیم ایک ہی ٹھوکر سے اڑا دیتا ہے کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ. لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ. فَمَا مِنكُم مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ. وَاِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ. وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ (69-44 سے 49) یعنی جناب نبی علیہ السلام نے قوانین دین کے لئے سوائے قرآن کے اپنی طرف سے ایک بھی حدیث جاری نہیں فرمائی اگر ایسا کرتے تو ان کی وفات پہلی ہی حدیث بتانے سے حکم قرآن کے مطابق رگ حیات کے کٹ جانے سے واقع ہو جاتی۔پھر یہ لاکھوں کی تعداد میں حدیثیں کس طرح آتیں یعنی جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام نے اللہ کے حکم (69-44 سے 40) کی اطاعت کرتے ہوئے ایک بھی حدیث ڈکلیئر نہیں فرمائی۔مطلب کہ قرآن نسل آل رسول کا انکار کرتا ہے اور عباسی اور ہاشمی علوی آل رسول کے شجرہ دونوں کی آیت کریمہ (33-40) سے نفی ہو جاتی ہے۔اس دعوی کا مزید ثبوت ابھی ابھی عرض کی ہوئی احادیث بسلسلہ تقیہ اور رازوں کو چھپانے کی روایات پر غور کرنے سے سمجھ میں آجائے گا۔وہ اس طرح کہ مدعی آل رسول ائمہ حضرات کتنے تو سہمے ہوئے نظر آتے ہیں جو لوگوں کو اپنا تعارف کھل کر کرانے سے بھی کتراتے ہیں کہ کہیں ان کا آل رسول سے ہونے کا دعویٰ کا پول نہ کھل جائے اور امام ابوحنیفہ کا امام جعفر کے شاگرد ہونے کے باوجود تقیہ کے پردوں میں نہ رہنا یہ جرات ان کی عباسی حکمرانوں سے دوستی اور حمایت کی وجہ سے تھی ورنہ اہل سنت کے

چاروں امام نظریہ آل رسول کے بھی ماننے والے تھے یعنی آج تک اہل سنت یعنی زیدی شیعے لوگ بھی اپنی نمازوں میں التحیات کے بعد یہودیوں اور آرٹیفیشل آل محمد پر خلاف قرآن درود پڑھتے رہتے ہیں۔

محترم قارئین! مجھے اس مضمون بنام "المناک المیہ" میں جو باتیں عرض کرنی ہیں ان میں سے دو عدد باتیں آگئیں، ایک امت مسلمہ کی تعلیم کا نصاب جس کی بنیاد علم کے جملہ قرآنی موضوعات کو امت مسلمہ سے چھین کر اس کی جگہ بائیبل اور مجوسیوں کی آتش پرستی کے لئے ان کی زردشتی کتاب زنداوستا کے فلسفہ کی روشنی میں فقہیں اور حدیثیں بنانا تھا جن کو امت مسلم کی درسگاہوں میں جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی طرف نسبت کرکے انہیں پڑھانا تھا۔ دوسری بات کہ بائیبل اور زنداوستا کے زیر فلسفہ بنائی ہوئی احادیث اور ان سے بنائی ہوئی فقہیں اور تاریخ پھر ان جملہ موضوعات کو پڑھانے کے لئے بھی اپنے ہی بندوں کو تقیہ کے غلافوں میں مسلم بلاک میں امامت کے نام سے ایکسپورٹ کرنا، اس کا بھی ذکر ہو گیا، تیسری بات یہ تھی کہ جب خلافت کے استحقاق کے لئے اپنے فارسی نسل لوگوں کو فرضی بنو عباس لوگ بناکر اصلی قریش حکمرانوں سے فرضی آل رسول کے نام سے اقتدار چھیننے میں کامیاب ہو گئے، تو اس جنگ میں کرایہ کے تاریخ نویسوں نے صرف حکمران خاندان قریش (بنو امیہ) کے افراد کے قتل کئے جانے کے کئی قصے لکھے ہیں جو ایک بہت بڑا افراڈ ہے جبکہ اصل میں اس جنگ میں سیاسی اقتدار چھیننے کے ساتھ ایک بہت بڑا منصوبہ یہ بھی تھا کہ مسلم امت کے اندر سے قرآنی علوم کا ذخیرہ کتب اور ان کے پڑھانے والے جملہ اساتذہ علماء قرآن کا بھی فزیکل آپریشن کیا جائے جیسا کہ ہلاکو نے بھی فتح بغداد کے وقت کیا گیا تھا لیکن وہ آپریشن دوسرے نمبر پر بعد کا تھا، میری اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ جیسے ہی جعلی طور پر عرب بنائے ہوئے عباسیوں کی خلافت شروع ہوتی ہے تو فارس کے آل بویہ اور برامکہ کا انتظامی وزارتوں پر عمل

دخل شروع کیا جاتا ہے جس کے ساتھ محکمہ تعلیم میں سب سے زیادہ امامی علوم کو پہنچنے کے چانس دئے گئے۔ یہ بات ان کی موجودہ تاریخ خود بتاتی ہے کہ خلیفہ مامون رشید نے قرآن کے مقابلہ میں علوم روایات کی مکمل طور پر سرپرستی اور آبیاری کی ہے، سو آل کے نام سے انقلاب لانے والوں کے ہاتھوں قریش (بنو امیہ) کے قتل عام کا چرچا کتب تاریخ میں بڑھا چڑھا کر لکھا گیا جو کہ 90 پرسنٹ جھوٹ ہے۔ ویسے یہ قتل عام ضرور ہوا ہے جتنا کتب تاریخ نے لکھا ہے بلکہ اس سے سو پرسنٹ سے بھی بڑھ کر ہوا ہے لیکن وہ قریش کے ساتھ علماء قرآن کا بھی ہوا ہے اور کتب کے لحاظ سے خاص کر تفاسیر قرآن بالقرآن کا ہوا ہے۔ لیکن تاریخ نویسوں نے اس فزیکل آپریشن کا رخ صرف بنو امیہ کے حکمران افراد کی نسل کشی کی طرف محدود کرکے پیش کیا ہے اور علماء قرآن کے قتل عام اور ان کی کتب تفاسیر کے دریا برد کرنے کے قصوں کو اس طرح دبایا ہے جس طرح امام خمینی کے انقلاب میں ایران کے اندر کمیونسٹ تودہ پارٹی کے سو پرسنٹ ممبروں ورکروں حامیوں کو قتل کیا گیا تھا جس کو یہودیوں کے میڈیا نے دبا دیا تھا اور عالمی میڈیا جو کہ اسرائیل کے کنٹرول میں ہے ان کے اخبار انٹرنیشنل کیہان تہران نے امام خمینی کے انقلاب کو صرف شاہ ایران کی معزولی کی حد تک محدود مشہور کیا۔ اس سے بڑھ کر اس کا اصل پس منظر نہیں بتای۔ ایہ ذکر میرے ساتھ ان دنوں ایران کے ایک بھگوڑے لیڈر نے کراچی میں ایک پریس کے اندر ملاقات میں کیا، جو وہاں خمینی کے خلاف ایک کتاب چھپوانے آتا تھا کتاب کا نام تھا "گرگ درلباس میش" اس نے مجھے بتایا کہ میرے لئے ایران میں گولی کا حکم ہے میں یہ کتاب تیار کرواکر فرانس چلا جائوں گا۔

محترم قارئین! فارس روم اور یہودیوں کے سہ فریقی اتحاد کے تھنک ٹینک کے اسباب شکست اور اس کے ازالہ کی رپورٹ سے متعلق میں عرض کر رہا تھا۔ اس حوالہ سے:

المیہ پر المیہ

اس رپورٹ میں یہ تجویز تھی کہ دنیاوالوں سے بالعموم اور مسلم امت سے بالخصوص اللہ کی کتاب قرآن چھینی جائے۔اس ہدف کو حاصل کرنے کی تجاویز میں سے ایک خطرناک تجویز یہ بھی تھی کہ مسلم امت کے دو مرکزوں مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کا سیاسی قبضہ جاء نشین قریش خلفاء رسول علیہ السلام سے چھینا جائے پھر مسلم لوگوں کے لئے جو ہم نے نصاب تعلیم فلسفہ بائیبل اور زنداویستا کے مطابق حدیث رسول کے نام سے علم دینے کی تجویز پاس کی ہے اس علم کو ان مراکز یعنی مکہ و مدینہ سے جاری کریں۔اس سے ان شہروں کے تقدس کی نسبت سے ہمارے ایجاد کردہ خلاف قرآن علم حدیث کی ساکھ بھی قابل قبول ہو سکے گی،اس لئے ہمارے تیار کردہ امامی علوم کی ترویج کے لئے ضروری ہے کہ ہماری بھی ان شہروں پر کوئی سیاسی حکومت ہو جس کے قبضہ میں یہ دونوں شہر آجائیں جہاں سے آئندہ ہمیشہ کے لئے دین اسلام کی تعبیر بجائے قرآن کے ہمارے جاری کردہ علم حدیث کے ذریعے ہوتی رہے تو اس تھنک ٹینک کے دانشوروں نے اپنی تجویز کے کچھ مرحلے تیار کئے۔ایک موجودہ خلفاء رسول سے اقتدار چھین کر آرٹیفیشل آل رسول اور عرب قبیلہ بنام بنو عباس قبیلہ کو یعنی اپنے لوگوں کو امت مسلمہ کی قیادت دی جائے۔اس بات کا ثبوت یہ ہے عباس نام کا جناب رسول کا چچا فاسق معنی کی وجہ سے ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرے مرحلہ میں یہ کام تب ہو سکتا ہے جب ہم اپنی تیار کردہ مسلم حکومت کی نوراکشتی والی آرٹیفیشل حزب اختلاف پارٹی بھی بنائیں جو ساری کی ساری ان قریش کی بجائے ہماری فارسی نسلوں میں سے ہو۔ پھر اپنی علمی روایاتی میڈیائی طاقت سے دنیاوالوں سے آرٹی فیشل آل رسول کے رشتہ ہاشمی نسل کو عرب سے ہونا قبول کروائیں اور وارث رسول کی حیثیت سے موجود خلفاء قریش کو ان وارثین رسول کا حق استخلاف اور ورثہ جاء نشینی چھیننے والے اور غاصب قرار دیں۔ پھر جب فلسفہ آل کے زور سے جو آل اللہ نے اپنے نبی کو دی بھی نہیں تھی (33-40) ہم اقتدار حاصل کر جائیں، تو اب جو ہم نے نصاب تعلیم احادیث رسول کے نام

سے تیار کیا ہے اس کی جب مکہ اور مدینہ یعنی مقدس مقام سے تعلیم جاری کریں گے تو دنیا والوں کو باور کرانے میں آسانی ہوگی کہ مکہ مدینہ سے ملا ہوا علم جناب رسول کا اصلی علمی ورثہ یہی احادیث ہیں اور دنیاوالوں کو یہ بھی باور کرائیں کہ یہ علم حدیث قرآن کی تشریح اور تفسیر کرتا ہے اس لئے مسائل دین کے لئے علم روایات پڑھو باقی قرآن کو تبرک کے لئے پڑھو اور اپنے مرے ہوئے آباء واجداد کی روحوں کو ثواب ٹرانسفر کرنے کے لئے بن سمجھے خود پڑھو یا اڑوس پڑوس کے مکتبوں اور ملاؤں سے کچھ ہدیوں کے عوض پڑھایا کرو اس سے قرآن کا حق ادا ہو جائے گا۔

محترم قارئین! آگے چل کر اس تھنک ٹینک کی تجویزوں کی روشنی میں علم حدیث بھی تیار ہوا اور ان کے دانشور بہروپئے بن کر اسلام میں داخل بھی ہوئے اور اپنے لئے آل رسول اور امامت کا منصب تجویز بھی کیا اور علم کا پلیٹ فارم ان اماموں کے حوالے کرکے فی الحال سیاسی حزب اختلاف کا پلیٹ فارم اتحاد ثلاثہ کے ہی افراد نے سنبھالا جو اپنے فارسی نسل عباسی اور ہاشمی ناموں سے خود کو متعارف کرایا تھا پھر اپنے سیاسی گروہوں کو طاقت ور بنانے کے لئے تقیوں میں چھپے ہوئے اماموں کے باطنی زیر زمین حامیوں کی حمایتوں سے اللہ اور نبی کی غیبی تائیدوں کے بھی دعویدار بن گئے یعنی عوام میں یہ چکر چلاتے رہے کہ اللہ کا اپنے نبی کی معرفت دیا ہوا دین قریش قیادت کے پاس نہیں ہے اللہ کے دئے ہوئے دین نبی اور شریعت کی امین یہی آل رسول ہے۔

جناب قارئین! آگے چل کر ان کی دعوت آل رسول کے فلسفہ کی تبلیغ سے بھرتی اتنی بڑھ گئی کہ یہ لوگ علاقائی خطوں میں بلوے اور بغاوتیں کرنے شروع ہو گئے جو چلتے چلتے ان کا یہ سلسلہ (اموی نامی) قریش کی مرکزی طاقت سے ٹکر کھانے کی پوزیشن میں آگئے اور نوبت فیصلہ کن جنگ کی بھی آگئی جس میں یہ ریڈی میٹ آرٹی فیشل عباسی آل رسول (33-40) جیت گئی اور قریش ہار گئے لیکن ان کی یہ ہار صرف مکہ مدینہ عراق وشام کے علاقوں میں ہوئی،

بقایا اسپینی اور رومی علاقے پہلے کی طرح (اموی) قریش کے پاس رہے۔اس پر عباسی وہاشمی فاتح آل رسول نے بھی مکہ مدینہ یعنی حجاز عراق وشام کے قبضہ میں آجانے پر سوچا کہ مسلم امت کے مقامات مقدسہ ان کے قبضہ میں آگئے ہیں اتنے سے ان کا کام قرآن کو غلافوں میں قید رکھ کر ان کی من گھڑت حدیثوں کو اسلامی علم قرار دینے والا منصوبہ کامیاب ہو جائے گا اور انہوں نے جو قرآن کا متبادل وحی خفی کے نام سے علم روایات ایجاد کیا تھا اس علم کو مذکورہ علاقوں پر حکومت قائم رکھنے کے لئے مقامات مقدسہ کی چھاپ سے دنیا والوں کو حقیقی اسلام کے نام سے منوا سکیں گے۔ آج کے دور میں جو اسلام کے خلاف جھوٹا اور شرمناک پراپیگنڈا ہے کہ یہ اسلام کس طرح کا ہے جس میں عورتوں کو ذلیل تصور کیا جاتا ہے جس میں غیر مسلموں کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا اور بغیر نکاح کے ان کے ساتھ ہمبستر ہونا جائز بنایا ہوا ہے اور غیر مسلموں کو بھی غلام بنایا جاسکتا ہے اور بغیر ایمرجنسی حالات کے یعنی لڑائیوں میں مردوں کے ختم ہوجانے اور عورتوں کے بے سہارا ہوکر آوارہ ہوجانے کے اندیشے کے سوا بھی ہر دور میں ایک مرد کو چار چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے یہ کس قسم کا دین ہے۔

محترم قارئین! اس قسم کی ساری خرافات سے قرآن کا بتایا ہوا دین پاک وصاف ہے۔
اوپر کی قسم کے سارے انسانیت دشمن قوانین آل رسول نامی قائم شدہ عباسی حکومت کے دئے ہوئے علم حدیث سے ماخوذ ہیں۔

روح قرآن اقوام یورپ لے اُڑیں

محترم قارئین! مذکورہ علاقوں یعنی فارس کے مفتوح علاقہ جات کے ساتھ حجاز عراق شام مکہ مدینہ پر عباسی آل رسول نامی حکومت قائم ہوئی اور بقایا یورپ اور اسپینی علاقہ جات میں حسب سابق قریش (بنوامیہ) حکمران رہے جنہوں نے وہاں پہلے والا قرآنیء علوم کا نصاب

تعلیم حسب سابق مسلم اور عیسائی نسلوں میں جاری رکھا جس کی یونیورسٹیاں غرناطہ، قرطبہ، اشبیلیہ عالم آشکار ہیں اور اپنی خلافت میں جو شورائی نظام حکومت قائم کیا تھا اور اپنی پارلیمنٹ الحمرا نام سے جو تیار کی تھی وہ آپ کو خود دشمنوں کے اوراق تاریخ بھی بتا چکے ہیں مطلب کہ اسپین کی یونیورسٹیوں میں جو قرآنی سائنس اور فلسفہ کے مطابق مضامین، علوم پڑھائے گئے وہ تسخیر کائنات کے علوم آبی جہاز رانی Irrigation اور Water Management کا نظام Agriculture سائنس کے علوم گلوبل ویلیج تک کے اہداف (14-32-33) (16-12-14) (29-65) (31-20) (38-13) (38-36) (81-7) سارے قرآن میں موجود ہیں۔ میں بھی آج تک سوچتا رہا ہوں کہ علامہ اقبال مکہ مدینہ اور حج پر تو نہیں گیا لیکن اسپین جاکر وہ غرناطہ اور قرطبہ اور الحمرا کے بوسیدہ اور تاراج شدہ در و دیوار دیکھ کر رویا ہے اور زوال اسپین پر مرثیے لکھے ہیں اس میں آخر کوئی تو بات ہے!!!

جناب قارئین! علامہ اقبال سمجھ رہا تھا کہ یورپ کی آج کی ترقی ان کے نسلوں کو اسپین میں مسلم اساتذہ کی پڑھائی ہوئی قرآنی سائنسی، علوم کی مرہون منت ہے۔ جن کے طفیل سقوط اسپین سے پہلے ہی ان کے عیسائی یورپی شاگردوں نے آپ نے ہاں آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیاں قائم کردی تھیں۔

جناب قارئین! اللہ عزوجل کے سامنے جو پروگرام مسلم امت کو مرکزی حکمرانی اور تسخیر کائنات اور شھداء علی الناس کا منصب دینا تھا (2-143) وہ آپ کو دور قریش (بنوامیہ) کی قرآنی حکمرانی والا ایک سو تینتیس سالہ عرصہ تو دیا، لیکن جب آپ امت مسلمہ کے لوگ مدعی آل رسول اتحاد ثلاثہ کے عجمی سازشیوں کے ایجاد کردہ، علوم روایات کی طرف قرآن کو چھوڑ کر چلے گئے تو سمجھا کرو کہ اللہ کو جو محبت بلد امین مکہ یا یثرب کے ساتھ تھی وہ تو صرف علم قرآن کے حوالہ سے تھی۔ ان شہروں کی دیواروں سے نہیں تھی۔ پھر جب آپ نے قرآن کو

چھوڑ کر بائیبل اور زنداوستا کی فلاسفی کے لئے ایجاد کردہ علم حدیث کو گلے لگایا تو اللہ بھی آپ سے روٹھ گیا۔ اللہ کو محبت اپنی کتاب قرآن سے ہے مکہ مدینہ کی گلیوں اور در و دیواروں سے نہیں ہے۔ سو اسپین میں جب رومیوں اور اسپینش یورپی نسلوں نے اپنے قریش مسلم استادوں سے قرآن کا فلسفہ معاشرت و عمرانیات پڑھ کر سمجھا تھا تو آج دنیا میں وہ قرآن کے بتائے ہدف امۃ وسط کی مرکزیت پر فائز ہیں اور شہداء علی الناس بنے ہوئے ہیں۔ قارئین سے معافی کے ساتھ کہ شاید میری یہ بات ناپسندیدہ ہو عرض کرتا ہوں کہ امریکہ کی اپنے لوگوں کی حفاظت اور نگرانی کی ایک چھوٹی سی مثال ہے سرزمین افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف امریکہ کی جنگ چل رہی تھی۔ کراچی کے بن قاسم بندر پر بحری جہازوں سے اسلحہ و بارود اترتا تھا جو ٹرالوں میں لوڈ ہو کر افغانستان پہنچایا جاتا تھا۔ اس حمل و نقل کی نگرانی امریکن فوجی افسر خود کرتے تھے جو بن قاسم کے قریب ریسٹ ہاؤس میں رہائش پذیر تھے، بندرگاہ سے لے کر ریسٹ ہاؤس تک حفاظت کے لئے برجیاں بنی ہوئی ہیں ان پر رینجر کے سپاہی امریکیوں کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے تھے اور ریسٹ ہاؤس کے اندر کاریڈور میں بن قاسم تھانہ کی پولیس کا عملہ چوکی دیتا تھا۔ رات کو ساڑھے تین بجے پنٹاگون امریکہ سے بن قاسم بندر کے ریسٹ ہاؤس میں سوئے ہوئے امریکی فوجی افسر کو کہا گیا کہ آپ کے محافظین میں سے فلاں نمبر برجی والا سپاہی کیا کر رہا ہے؟ تم سوئے ہوئے ہو کیا؟ نیند سے اٹھے ہوئے فوجی افسر نے اپنے کمرے کے لنک ٹی وی پر دیکھا کہ وہ سپاہی مشت زنی کر رہا تھا تو اس نے ہاؤس کے کاریڈور میں محافظ پولیس افسر کو بلا کر کہا کہ دیکھو یہ آپ کا سپاہی کیا کر رہا ہے؟ اس پر پولیس والے نے اسے دیکھ کر سلوٹ کرتے ہوئے جواب دیا کہ سر وہ مرکزی حکومت کا ملازم ہے میں صوبائی حکومت سندھ کا ملازم ہوں وہ کچھ بھی کرے میں اس سے بازپرس نہیں کر سکتا۔ غور کیا جائے کہ امریکہ کہاں سے کہاں اپنے لوگوں کے لئے نگران بنا ہوا ہے۔ یہ تعلیم ان کے بڑوں نے اسپین میں

خلافت قریش کے دور خلافت میں حاصل کی تھی جو 990 ہجری تک ان کے بڑوں نے اسپین میں حاصل کی۔ پھر ان علوم سے جا کر انگلینڈ میں کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹیاں قائم کیں۔ پھر قرآن حکیم کے ہدف وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (7-81) کو حاصل کر کے دنیا کو گلوبل ولیج، گلوبل ہال اور گلوبل ہینڈ بنا دیا اور وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ کے ہدف سے (13-45) لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (143-2) کے خطاب سے قریش کے دور خلافت کے بعد اللہ نے اس مقام پر اقوام یورپ کو فائز کر دیا اور سقوط اسپین کے بعد قرآنی تعلیم کی علمبردار مسلم نسل کا جب قتل عام کیا گیا پھر بقیہ مسلم امت بجائے قرآن کے عباسی آل رسول کی قیادت میں مجوسیت کو علم حدیث کے ہنر سے اسلامائز کر کے اثناعشری شیعت، فاطمی باطنیت چھاپ شیعیت اور اہل سنت کی چہار امامی زیدی شیعت کے چوغے پہن کر خلاف قرآن نظریہ آل رسول (40-33) پر تاہنوز تادم تحریر رواں دواں ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام اور مسلم نام سے یہ جملہ فرقے قرآن کے حکم کہ صلوۃ اور زکوۃ صرف حکمرانوں کا ہی کام ہے الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (22-14) یعنی جن کو ہم دھرتی پر اقتدار دیں وہ ایسا نظام قائم کریں جس سے زمین والوں کو سامان پرورش ملے۔ اس حکم میں صلوۃ کا معنی آتش پرست مجوسیوں کی نماز کر دی گئی ہے اور جو جملہ رعیت کو سامان پرورش روزانہ بار بار دینا تھا اسے بجائے حکومت کے رعیت کے جملہ مالدار لوگوں پر عائد کیا گیا ہے وہ بھی سال میں ایک بار۔ مطلب کہ انہوں نے جو صلوۃ کا ترجمہ نماز قرار دیا تو نماز میں جملہ فرقوں والے آپس میں اختلافات کے باوجود بناوٹی آل رسول پر ایک ہی طرح کا درود پڑھتے ہیں اور زکوۃ جس کا معنی سامان پرورش ہے جس کے اندر خوراک لباس تعلیم گھر علاج

وغیرہ سب آجاتے ہیں اس کا معتی سال میں ایک بار ایک سو روپے پر ڈھائی روپے علم حدیث بنانے والوں نے قرار دیا ہوا ہے۔

مصر اور پاکستان کے کئی دانشور جو علوم قرآن سے آشنا تھے وہ جب یورپ گھومنے گئے تو واپسی پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے جو دین اسلام سمجھا ہوا ہے وہ ہم یورپ میں دیکھ کر آئے ہیں یہ اور بات ہے کہ وہاں اس کے ڈرائیور مسلمان نہیں تھے اور یہاں اپنے پاس سب لوگ مسلمان تو ضرور ہیں لیکن ان کے پاس اسلام نہیں ہے۔ مجھے شہر فیصل آباد میں محمد یاسین نامی ایک دوست نے اپنی جان پہچان والے ایک شخص کے حوالہ سے بتایا کہ امریکہ کے شہر شکاگو میں ایک یونیورسٹی ہے جس میں Ph.D کی ڈگری میں پہلے نمبر پر پاس ہونے والے شاگرد کو پاس ہونے پر آفر دی جاتی ہے کہ انعام میں نوکری مانگو، دنیا کی سیر کرنا مانگو، گاڑی بنگلہ مانگو جو بھی مانگو آپ کو دیا جائے گا تو اس کی جان پہچان والا شاگرد وہاں فسٹ پوزیشن میں پاس ہوا اور اسے بھی مذکورہ آفر دی گئی تو جواب میں اس نے کہا کہ مجھے میرا منہ مانگا انعام دیا جائے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون سا؟ تو اس نے کہا کہ اس یونیورسٹی میں جو ایک انڈر گراؤنڈ مخفی فکلٹی ہے جس میں مخصوص لوگوں کے سوا اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے اور یہ بھی کسی کو معلوم نہیں کہ وہاں کس قسم کی تعلیم دی جاتی ہے سو میرا انعام کے لئے مطالبہ ہے کہ مجھے اس انڈر گراؤنڈ فکلٹی میں اندر جانے کی اجازت دی جائے کہ میں وہ مخفی علم بھی معلوم کر سکوں۔ انتظامیہ نے مجبور ہو کر اسے اجازت دی اور وہ دوسری صبح کو اندر گیا اور دیکھا کہ وہاں دنیا جہان کی معاشرت، معیشت و عمرانیات سے متعلق سوالوں کے چارٹ لگے ہوئے ہیں اور وہاں آنیوالے سکالرز کو حکم ہے کہ ان سوالوں کے جواب قرآن سے نکال کر بغیر قرآن کے نام کے حوالہ سے تھیسز تیار کرو۔ پھر پاس شدہ جوابات ملک کی انتظامیہ کو نفاذ کے لئے دئے جاتے ہیں۔ ویسے یہی بات میرے ساتھ گجرات کے قریب دیونہ منڈی میں رہنے والے میرے دوست چودھری اکرم صاحب نے بھی کی جو ملک بلجیئم کا رہنے والا اور وہاں کا گرین کارڈ

ہولڈر ہے۔ اس نے بتایا کہ وہاں بغیر رازداری کے یونیورسٹیوں میں Ph.D کرنے والوں کو ملکی انتظامیہ کے مسائل ریسرچ سکالرز کو دئے جاتے ہیں کہ ان کے حل کے لئے وہ کتاب قرآن سے تھیسز تیار کریں پھر پاس شدہ مضامین ملکی انتظامیہ کو دئے جاتے ہیں کہ ان کی روشنی میں وہ ملک کو چلائیں البتہ وہ اپنے سکالرز لوگوں کو یہ ضرور کہتے ہیں کہ اپنے استخراج کردہ حل اور جزئیات کے حوالہ جات نہ لکھیں کہ یہ کتاب قرآن کی فلاں سورت کی فلاں آیت سے لئے گئے ہیں۔

محترم قارئین! یہ بات تو ہوئی دشمنان اسلام یہود و نصاری کی جو آج دنیا پر اور خود حاملین قرآن مسلم امت کے لوگوں کے اوپر نیز بناوٹی آل رسول پر بھی حکمران بنے ہوئے ہیں اور جو مسلم امت والے وارث قرآن ہونے کے دعویدار لوگ بنے ہوئے ہیں، ان کی مذہبی کتابوں پر میں کیا کیا تو تبصرہ لکھوں میں ابھی ابھی جو نمونہ کے طور پر دو عدد فقہی اماموں کی علمیت اور دو عدد علم روایات کے اماموں کی خرافاتی روایات پیش کر چکا، لیکن علم قرآنی کے تعویذات کا کیا کہنا جو اس کے اشتہارات تو آپ نے تعویذ لکھنے والے پیروں اور دھندا کرنے والے عامل لوگوں کے پڑھے ہوں گے کہ محبوب آپ کے قدموں میں یا گم شدہ کی تلاش کا تعویذ یا اولاد ملنے کا تعویذ یا دولت اور دکان میں برکت کا تعویذ یا کئی امراض سے شفا حاصل کرنے کا تعویذ اس طرح کے کئی ڈھکوسلوں کے لئے اشتہاروں میں لکھنا کہ یہ سب چیزیں علم قرآن کی طاقت سے وہ لکھتے ہیں صدیوں سے آج تک مسلم امت کی مذہبی تعلیم کا نصاب ایسی خرافات سے ٹمثار ہے۔

محترم قارئین! غلام جیلانی برق نے متحدہ ہندستان کے زمانہ کا ایک واقعہ غالباً اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ انگریز وائسرائے پشاور میں آئے اور جرگہ کے اجلاس کو خطاب کیا۔ اختتام مجلس کے بعد ر سیشن کے دوران ایک قبائلی سردار نے وائسرائے سے کہا کہ خوچا آپ

بہت اچھے آدمی ہیں لیکن آپ کے اندر ایک خرابی ہے۔ انگریز وائسرائے نے پریشان ہو کر پوچھا وہ کیا خرابی ہے۔ سردار صاحب بولے کہ آپ کافر ہیں آپ آخرت کے جہان میں دوزخ میں جائیں گے۔ اگر آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں تو آپ بہشت میں جائیں گے۔ انگریز ہوشیار آدمی تھا سمجھ گیا اور جواب میں بولا کہ سردار صاحب میں کافر ہوں اللہ مجھے دوزخ میں ڈالے گا لیکن ہم نے اس دنیا میں ایسا علم حاصل کیا ہے کہ ہم اپنے دوزخ کو صاف کر کے درست کر کے بہشت بنادیں گے اور آپ لوگوں نے ایسا علم نہیں پڑھا پھر بھی اللہ آپ کو کلمہ کی وجہ سے آخرت کے جہان میں جب بہشت میں ڈالے گا تو آپ وہاں نسوار تھوک کر اور قبائلی رقابتوں میں آکر ایسا گند کریں گے جو آپ کو ملا ہوا بہشت بھی دوزخ ہو جائے گا۔ سو ہمیں دوزخ کو بہشت بنانے کا ہنر آتا ہے آپ اپنے ملے ہوئے بہشت کو بچانے کی فکر کریں۔

محترم قارئین! انگریز جانتا تھا کہ قرآن کی رو سے آخرت کی جنت اسے ملی گی جس کو دنیاوی زندگی کو جنت بنانے کا سلیقہ آتا ہو جس کے لئے قرآن بھی فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ سے مطالبہ کریں گے کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّار (2-201) یعنی قرآن کی تعلیم سکھاتی ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کو یکساں طور پر حسین بناؤ ،آخرت کے ساتھ دنیا کے حسن کو بھی انجوائے کرو (77-28) لیکن خود انگریزوں نے مسلم امت سے قرآن چھیننے میں بڑا کردار ادا کیا جو نواب صدیق حسن خان جیسے لوگوں سے اس برصغیر میں اپنی مذہبی درس گاہوں میں علم الحدیث داخل درس نصابی کروا کر جو امت مسلمہ کے سر میں مارا تھا اس میں کتاب بخاری کے اندر کتاب المحاربین کے حوالہ سے حدیث نمبر 724 کے اندر قرآن کو ناقص اور غیر محفوظ ثابت کرنے کے لئے امام بخاری نے ایک لمبی اور جھوٹی حدیث خلیفہ ثانی کے حوالہ سے لکھی ہے۔ جو جمعہ کے خطبہ میں فرماتے ہیں کہ قرآن میں رجم سے متعلق آیت نازل ہوئی تھی اور ہم اس کی تلاوت بھی کرتے تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے آج کل وہ قرآن میں نہیں پا رہے اور یہ بھی آیت نازل ہوئی تھی کہ اپنے آباء

اجداد (کے دین سے)، مونہہ نہ پھیرو ایسا کرنا کفر ہوگا۔ اس کے علاوہ اہل سنت کے مدارس کے درس نظامی کی کتاب امام ابن ماجہ نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ قرآن میں جو رضاعت کبیر کے جواز سے متعلق آیت نازل ہوئی تھی اور وہ کھجور کے پتوں پر لکھی ہوئی تھی وہ پتے میرے سرہانے کے نیچے رکھے ہوئے تھے وہ وفات رسول کے دن میری بکری کھا گئی۔

محترم قارئین! میری ان باتوں کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ مدارس عربیہ کے درس نظامی کے مرتب نظام الدین سہالوی در زمان اورنگ زیب کی تاریخ کھول کر پڑھیں۔ اس میں صحاح ستہ نامی کتب حدیث نہیں ہیں اور جب 1857ء میں بغاوت کرنے والوں کو انگریز سرکار نے پھانسیوں کی سزائیں دیں ان میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کا بھی نام تھا پھر وہ پھانسی سے کس طرح بچ گیا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ سر سید احمد خان اور نانوتوی صاحب ایک ہی استاد کے شاگرد رہے تھے اور سر سید جانتا تھا کہ نانوتوی صاحب کتنے بڑے پایہ کا عالم ہے۔ سو اس نے انگریز حکومت سے کہا کہ اس آدمی سے پھانسی دینے کے عوض کوئی سودا کرو۔ اس جیسا باصلاحیت آدمی آپ کو اور کوئی نہیں مل سکے گا۔ تو انگریز سرکار نے نانوتوی صاحب سے یہ بات کی کہ اگر آپ ہماری دو شرط مانیں گے تو آپ کی پھانسی کی سزا معاف اور آپ سے ہماری دوستی پکی۔ وہ شرط یہ ہیں کہ ایک تو آپ ایک فتویٰ جاری کریں کہ اگر کوئی شخص آج کے دور میں خود کو نبی کہلائے تو اس سے جناب محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کو کوئی خطرہ نہیں، دوم یہ کہ آپ ایک دینی تعلیم کا مدرسہ کھولیں اور اس میں صحاح ستہ کے نام سے کتب حدیث بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ کو داخل درس نظامی کریں اور آگے سارے ہندستان میں ان کی تعلیم شروع کرائیں۔ جس سے یہ کتب ہمیشہ کے لئے دینیات کا حصہ بن جائیں پھر نانوتوی نے یہ دونوں شرط قبول کر کے خود کو پھانسی سے بچا کر دین اسلام کو پھانسی پر چڑھا دیا۔
درس نظامی کے اندر علم حدیث کی مذکور کتابیں شامل کرنے کے ایام مدرسہ دار العلوم دیوبند

کے قیام سے ملتے ہیں۔ حوالہ کیلئے پڑھیں، مصنفین درس نظامی کی تاریخ وغیرہ اور دوسری طرف فرقہ اہل حدیث کی علمی اور تنظیمی پشت بانی کا دور بھی کم و بیش اس عرصہ سے ملتا جلتا ہے جو جب شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید نے انگریز حکومت کے خلاف بغاوت کی تھی۔ ان دنوں انگریزوں نے اپنے محکمہ سی آئی ڈی کے کئی لوگوں کی یہ ڈیوٹی لگا کر باغی فوج میں بھرتی کرایا تھا کہ آپ لوگ سید احمد شہید کے ہاتھوں پر انگریزوں کے خلاف جہاد کے لئے بیعت کریں پھر ان کے ایسے صلاح کار بن جائیں جو ان کی فورس کو بجائے انگریزوں کے ساتھ لڑنے کے، انگریزوں کی دوست دیسی حکومت کے سکھوں سے ٹکرادیں۔ ان دنوں نواب صدیق حسن خان جو نواب بھی بعد میں بنا اور مشہور اہل حدیث رہنما بھی بعد میں بنا جس کا پہلے کا تعلق شیعہ مذہب سے تھا اس کا والد سید اولاد حسن تھا جو شیعہ ہونے کے باوجود انگریزوں کے خفیہ حکم سے سید احمد شاہ کے مرید بھی بنے اور خلافت بھی حاصل کی۔ اسی عرصہ میں ریاست بھوپال کے نواب کی وفات ہوگئی تو اس کی بیوہ کو انگریز حکومت کے اہلکاروں نے اولاد حسن کے بیٹے صدیق کے ساتھ شادی کرنے کی ترغیب دی جس کے لئے وہ آمادہ ہوگئی اس طرح صدیق حسن صاحب نواب صدیق حسن خان بھی بن گئے اور اپنی نوابی کے لقب اور عہدہ سے نانوتوی صاحب کی طرح علم حدیث کی ہندوستان میں خوب آبیاری بھی کی۔ نواب صدیق حسن خان کے والد اولاد حسن کے شیعہ ہونے اور شاہ احمد شہید کی جہادی فورس میں بیعت کرنے کی کہانی شیخ محمد اکرم نے اپنی کتاب موج کوثر میں "اہلحدیث" سرخی اور عنوان کے حوالہ سے لکھی ہے اور آج آپ کے موجودہ دور میں علم حدیث کو بچانے کے لئے جو "پیس" نامی ٹی وی چینل (channel) ہے اسے کھول کر اس پر فرقہ حدیث پرستوں کے زندہ اور مرے ہوئے سکالرز کے دروس دیئے جارہے ہیں۔ ان کو دیکھیں جس میں ذاکر نائک بڑی ڈھٹائی سے کہتا رہتا ہے کتب حدیث میں سے کتاب بخاری اور مسلم کی جملہ احادیث متفقہ طور

پر سب کی سب صحیح ہیں جن کو آنکھیں بند کر کے قبول کیا جائے۔ اس کی سرپرستی بھی عالمی سامراج کی دم چھلہ حکومت سعودیہ کی معرفت کی جاتی ہے۔

محترم قارئین! یہ نظریہ شرک بالقرآن ہے یعنی اللہ کے کلام کے مقابل غیر اللہ کے کلام کو قوانین دین کے لئے سند اور ماخذ ماننا یہ بھی اللہ کے ساتھ شرک ہوا۔ سو مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی تاسیسی جڑ کے تانے بانے کو چھپانے کے لئے نانوتوی صاحب نے مدرسہ کے پسماندگان کے لئے وصیت لکھی کہ اس مدرسہ کے لئے حکومت وقت کے کسی ادارے سے امداد نہ لی جائے۔ دوسری طرف بریلوی لٹریچر میں لکھا گیا ہے کہ انگریز حکومت مخفی طور پر نانوتوی صاحب کو چھ سو روپیہ ماہانہ دیتی تھی۔ یہ وہ ایام ہیں جن میں ایک مولوی کی ماہوار تنخواہ دس روپیہ بھی مشکل سے ہوتی تھی۔ نانوتوی کی وفات کے بعد اس کے فرزند مولانا محمد احمد صاحب نے ہندوستان کی انگریز حکومت کو وفاداری کا خط لکھا تو انگریز حکومت نے اسے شمس العلماء کا لقب دیا۔ بہر حال مرزا غلام احمد قادیانی کا روح رواں سکالر اور خلیفہ اول مولوی نورالدین تھا وہ بھی شروع میں سرکاری افسر تھا اور مولانا مملوک علی خان دلی میں انگریز حکومت کا ملازم تھا جو سر سید اور نانوتوی صاحب کا استاد تھا۔ شاہ ولی اللہ نے نادر شاہ کو دیسی حکمران مرہٹوں کے خلاف خط لکھ کر دلی پر حملہ کرایا تھا سو خاک وطن کے غداروں اور ملت حنیف کے منکروں کی داستان بڑی لمبی ہے۔ یہاں ہر چیز بکتی ہے بولو کیا کیا خریدو گے؟ جب نادر شاہ کے لٹیرے سپاہ والے دلی کی حکومت کو تاراج کرنے کے بعد شہر کے گھر گھر میں گھس کر ان کی پونجی لوٹنے لگے تو شاہ ولی اللہ نے اپنے گھر کے دروازہ پر بینر آویزاں کرایا کہ یہ گھر شاہ ولی اللہ کا ہے جس نے خط لکھ کر نادر شاہ کو دلی پر حملہ کے لئے بلایا ہے۔

ابامہ اور داعش کی طرف سے کعبۃ اللہ کو ڈھانے کا اصل پس منظر قرآن میں سعودیوں اور اہل حدیثوں کی معرفت حرفی ملاوٹ والے نسخے دنیا میں لانے کی سازش سے امت مسلمہ کی توجہ ہٹانی ہے۔

امریکہ کے صدر بارک ابامہ نے اپنے پہلے دور اقتدار میں آنے کے لئے جو الیکشن لڑا تھا
اس مہم میں اس نے کہا تھا کہ اگر میں صدر ہوا تو مسلم امت کا کعبہ مسمار کروں گا۔ یہی بات اس
کے دوسرے صدارتی دور میں ان کے اور اسرائیل کے مشترکہ طور پر تیار کردہ بہروپیے
ابو بکر بغدادی داعش نے بھی کہی کہ میں شہر مکہ کے کعبہ کو ڈھادوں گا۔ اصل میں سامراج
کے دانشور بڑے سیانے لوگ ہیں۔ یہ اعلان انہوں نے ابامہ اور داعش سے اس خاطر کرایا
ہے کہ مسلم لوگ حکومت سعودیہ کو نگران کعبہ اور محافظ بیت اللہ تصور کرتے ہوئے ان کی
زیادہ سے زیادہ حمایت کریں اس سارے معاملہ کا ایک خطرناک پس منظر ہے وہ یہ کہ حقیقت
میں مسلم امت بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کا کعبہ قبلہ ہادی اور امام قرآن ہے۔ قرآن کو سامراج
نے سعودی حکومت کے پروردہ اور لے پالک اہل حدیث مذہبی پیشوائیت کے ہاتھوں حرفی اور
لفظی ملاوٹوں سے تتر بتر کر دیا ہے۔ اس عمل میں سعودی، کویت اور مصر سے بڑھ کر قرآن
دشمن سامراج نے یہ کام حکومت پاکستان کی پروردہ مذہبی پیشوائیت فرقہ اہل حدیث سے بھی
لیا ہے۔ فرقہ اہل حدیث کے اوپر جماعت اسلامی کی عنایات کسی بھی اہل مطالعہ سے مخفی نہیں
ہیں اور طالبان فورس کے اوپر بھی جماعت اسلامی کی سرپرستی کسی سے مخفی نہیں ہے اور اہل
حدیث، طالبان، اور جماعت اسلامی پاکستان کی نہایت پاور فل ایجنسی آئی ایس آئی کی چھتری
تلے پلے بڑھے ہیں۔ یہ بھی حقیقت عالم آشکار ہے کہ طالبان القائدہ داعش اخوان المسلمون
اور جماعت اسلامی کے فکری رشتے ناطے بھی میڈیائی صفحات پر جریدہ عالم میں معلوم اور
محفوظ ہیں۔ قرآن میں ملاوٹ کا سعودی حکومت کا تیار کردہ نسخہ "قرآن البوزی" انٹرنیٹ پر
لایا جاچکا ہے۔ ہمیں گمان ہے کہ لاہور کے اہل حدیثوں نے جو سولہ عدد ملاوٹی حرفوں والے
قرآن تیار کئے ہیں جن کے لئے ان کا کہنا ہے کہ ہم یہ چھپوانے کے لئے سعودی حکومت کو دیں
گے ہمیں خطرہ ہے کہ ان ملاوٹی سولہ نسخوں میں سے کوئی نسخہ حکومت پاکستان کے ادارہ

اسلامی نظریاتی کونسل کی معرفت نہ چھپوایا جائے جو گذشتہ دنوں ان کی میٹنگ کے ایجنڈا میں
بحث کے لئے "مثالی قرآن" چھپوانے کا بھی ایک اسم یا بل شامل تھا۔ جو چیئرمین شیرانی
صاحب کے اپنے ممبر طاہر اشرفی صاحب کے ساتھ جھگڑے کی وجہ سے بحث میں آنے سے رہ
گیا۔ ہمیں یہ گمان دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے مقاصد قیام اور
کانسیپٹ میں قرآن حکیم کی طباعت کا کام شامل نہیں ہے۔ پھر یہ مثالی قرآن کے نام سے
قرآن کی طباعت کا کام اس ادارے کی معرفت کیوں؟ دوسرے نمبر پر ہمیں یہ گمان اور شک
اس وجہ سے بھی ہے کہ چیئرمین ادارہ شیرانی صاحب جمعیۃ علماء اسلام کے ممبر ہیں اور جمعیۃ
سیاسی پارٹی ہونے کے ساتھ مذہبی حلقوں میں بھی ایک اہم مقام رکھتی ہے سو جو مثالی قرآن
ان کے توسط سے چھپے گا اس کی ساکھ بھی ایسی ہو سکے گی جو کوئی پڑھنے والا آنکھیں بند کر کے
اسے بحیثیت سند کے قبول کر سکے گا یعنی "مثالی قرآن" کی مقبولیت کے لئے جمعیۃ علماء اسلام
پارٹی کی مذہبی ساکھ کو بھی استعمال کر کے اسے لوگوں سے منوایا جائے۔ ویسے قرآن حکیم کی
درست طباعت کے لئے حکومت پاکستان کا مستقل ایک ادارہ بھی قائم ہے جس کی ذمہ داری
میں پروف کی درستی کا کام بھی شامل ہے اور طباعت کے اقسام کے حوالوں سے اب تک قرآن
کو رنگین، عکسی اور سونے کے پانی سے بھی شائع کیا جاچکا ہے بلکہ سونے کے تاروں سے بھی
قرآن کی طباعت ہو چکی ہے۔ اب جو یہ مثالی قرآن کے نام سے قرآن لایا جارہا ہے وہ بھی ان
دنوں میں یا موسم میں جماعت اسلامی اور آئی ایس آئی کے چہیتے اہل حدیثوں نے کفریہ کام
کر کے (4-36) سولہ عدد حرفی اور لفظی ملاوٹوں سے قرآن کے شمارے تیار کر دئے ہیں تو
اس مثالی قرآن کی خصوصیت اور امتیازی حیثیت بھی فی الحال نامعلوم ہے۔ صدیوں سے ملت
اسلامیہ کی تاریخ دشمنان قرآن کی چیرہ دستیوں اور تحریفی تیروں سے چھلنی بنی ہوئی ہے اور وہ
بھی اسلام میں داخل کردہ یہودیوں مجوسیوں اور نصاریٰ کے پیراشوٹ بہروپیوں کی

کارستانیوں سے ڈبی ہوئی ہے جس کا سلسلہ ہر دور میں تاہنوز جاری ہے۔ جو اس قسم کے پیرا شوٹ بہروپیئے اسلام میں داخل ہونے کے بعد امت کی مذہبی پیشوائیت کی مسندوں پر براجماں ہو کر مفتی قاضی شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور تو کیا مدینۃ المنورہ کی مسجد نبوی میں بھی جاسوس انگریز عیسائی کرنل لارنس آف عربیہ کی طرح سات سال تک پیش امام بن کر نمازیں بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ اپنی ڈیوٹی کے دنوں میں اس نے مسجد نبوی کا مؤذن بھی ایک سی آئی ڈی انسپکٹر ہندو کو دلی سے مدینہ منورہ میں ٹرانسفر کر کے اسے نمازوں اذانوں اور عربی زبان کی ٹریننگ دینے کے بعد مقرر کیا تھا اور یہ آتم کتھا خود اسی ہندو مؤذن نے دلی میں ریٹائرمنٹ کے بعد خان عبدالولی خان سے بیان کی تھی۔ ان پیرا شوٹ مذہبی پیشوا بہروپیوں کے ٹریننگ سنٹر برطانیہ اور امریکہ میں موجود ہیں جن کا ذکر میں اپنی کتاب "حجت صرف قرآن ہے"، میں کر چکا ہوں۔ جن کو اسلام میں سامراج کے پیدا کردہ فرقوں چہار امامی اہل سنت دوازدہ امامی اہل شیعت اور نو امت حدیث ساز امامی گروہ اہل حدیثوں کا شیخ الحدیث بنا کر بھیجا جاتا ہے جو کہ امت کے اندر سامراج کے فتنہ ففتھ کالمسٹ ہوتے ہیں۔ اب جو رواں دور میں ایک ہی وقت میں دو عدد چیزیں سامنے آئی ہیں ایک امریکی صدر کا کہنا کہ میں مسلم امت کا کعبہ ڈھادوں گا۔ دوسرا انہیں کے پروردہ پیرا شوٹ ابو بکر بغدادی "داعش" کا کہنا کہ میں کعبہ کو ڈھادوں گا۔ سوچنے کی بات ہے جو ایک طرف کعبہ مسجد الحرام کی دیواروں کو ڈھانے کی دھمکی دے کر عین انہی ایام میں انہی طاقتوں کے لے پالک حکومت سعودیہ نے امت مسلمہ کے اندر ملاوٹ والا قرآن البوزی تیار کیا، پاکستان کے اندر اہل حدیثوں نے حرفی ملاوٹوں والے سولہ قرآن تیار کرنے کا اعلان کیا جن اہل حدیثوں کو پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی اور مذہب کے نام پر قائم سیاسی جماعت، جماعت اسلامی کی مکمل حمایت اور سرپرستی بھی حاصل ہے۔ اس سے اسلام دشمن طاقت کی جوٹر منالوجی ابھر کر سامنے آئی وہ یہ ہے کہ

ایک طرف سے مسلم امت کو کعبہ کی دیواریں مسمار ہونے سے بچانے کا خوف دلاؤ جو وہ کعبہ کو بچانے کے لئے سعودی حکمرانوں کو مقامات مقدسہ کا محافظ کہہ کر ان کو پوجنے کی حد تک مفروضہ مشکلات سے بچانے کیلئے اسلام کا واحد سہارا سمجھیں اور ان سے عقیدت اور محبت کریں اور ان کی حمایت کریں دوسری طرف پھر اسی دوران خود سعودیوں سے ہی قرآن کے لاتعداد لاہوری مصری کویتی حرفی ملاوٹ والے تیار کرائے ہوئے قرآن کے نسخے شائع کرائیں جس کے بعد کئی انجیلوں کی طرح قرآن کیلئے بھی دشمن کہہ سکیں کہ "Which Quran" کونسا قرآن؟۔

محترم قارئین! برطانیہ کے جاسوس افسر ہمفرے نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ ان کو برطانیہ نے جن دنوں میں خلافت ترکیہ کو ملیامیٹ کرنے کی ڈیوٹی کیلئے مشرق وسطی میں کام پر لگایا تھا انہی ایام میں ان کو ایک یہ بھی ٹارگٹ دیا تھا کہ خلافت ترکیہ کے ختم ہو جانے کے بعد اپنا کام ختم نہ سمجھیں آپ کو دنیا کے اندر سے دین اسلام کو ایک سو سال تک مکمل طور پر ختم کرنا ہو گا۔ سو عالمی سامراج نے اس ہدف کو پہنچنے کیلئے علمی مارکیٹ میں کئی قرآن لانے ہیں۔ سو لاہوری اہل حدیثوں کی طرف سے ملاوٹ حرفی اور لفظی والے سولہ قرآن تیار کرنا سعودی کویتی مصری حکومتوں کی طرف سے بھی کئی سارے ملاوٹی قرآن تیار کرنا یہ سب ایک ہی لڑی کی کڑیاں ہیں جو اس مقصد کی خاطر تجویز کی گئی ہیں کہ کارل مارکس نے بھی بقول سبط حسن "موسیٰ سے مارکس تک" کے حوالوں سے موجودہ سامراج نے بھی اپنے پیش روؤں کی طرح بھانپ لیا تھا کہ اس کا کمیونزم بھی علم وحی سے اخذ کردہ ہے، اس لئے انہوں نے قرآن کی بیخ کنی ضروری سمجھی۔ کہ وہ ایسی ڈیوٹی داڑھی پوش جبا پوش مسلم مذہبی پیشوائیت سے قرائنوں کے بہانے کئی قرآن ملاوٹ والے تیار کروا رہے ہیں۔ جس کا ثبوت لاہوری اہل

حدیثوں کا آپ نے رسالے رشد شمارہ (4) ماہ جون 2009ء کے اسپیشل نمبر قرئات میں یہ اقرار ہے کہ انہوں نے سولہ عدد قرآن تیار کئیے ہیں۔

محترم قارئین! مطالعہ کے میز سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جن دنوں سوویت یونین کے خاتمہ کیلئے طالبان نامی مسلح فورس قائم کی جا رہی تھی ان دنوں امریکن سی آئی اے کی ایک میٹنگ میں ایک ممبر نے سوال اٹھایا تھا کہ جب ہم اس اسلام کے نام پر طالبان فورس سے سوویت یونین کو شکست دے کر نیو ورلڈ آرڈر کے چمپین بن جائیں گے تو پھر یہ ہماری ایجاد کردہ اور پروردہ طالبانی فورس کہیں خود ہمارے گلے میں پڑ کر بلی شیر سکھایا پھر وہ بلی کو کھانے آیا کی طرح تو نہیں گلے میں پڑیں گے۔ اس سوال کے جواب میں جو تفصیل پاس ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ان طالبان کو اخوان المسلمین القاعدہ شبان اسلام وغیرہ کی طرح فرمانبردار سمجھو۔ یہ لوگ آگے چل کر تعلیمی اداروں پارکوں یا بازاروں میں کالے برقعہ پوش عورتوں کے سوا کھلے مونہہ والی خواتین کو دھمکایا کریں گے سرعام کوڑے ماریں گے گھروں میں ٹی وی چلانے پر سزائیں دیں گے گرلز سکولوں کو زمین بوس کریں گے اور لوگوں کو اہل حدیث فورس کے ذریعے گستاخ رسول اور توہین رسول کے الزامات کا مرتکب قرار دے کر ان کو ملکی عدالتوں سے ذوالفقار علی بھٹو سے تیار کرائے ہوئے توہین رسالت نامی قانون کی معرفت تاعمر قید اور پھانسیوں کی سزائیں دلائیں گے۔ یہ سلسلہ اتنے تک چلے گا جتنے تک کیتھولک فرقہ کے سربراہ پوپ پال بینی ڈکٹ کے اعلان کے مطابق کہ اکیسویں صدی دنیا کے اندر عیسائیت کے غلبہ کی صدی ہوگی۔ جو انڈونیشیا میں مشرقی ٹیمور کے نام سے نئی عیسائی مملکت قائم کرنا اور صومالیا کو بھی عیسائی مملکت کے طور پر اقوام متحدہ کے لسٹ میں شامل کرنے سے اس ہدف کی طرف عالم عیسائیت کا کارواں تیز رفتاری سے جاتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اب بقیہ مسلم ریاستیں بھی اس کے نشانے پر ہیں اور اس ہدف کو حاصل کرنے کیلئے چھ باتوں اور چھ کلموں والے میڈاِن رائیونڈ اسلام کی تبلیغ کی دعوتوں سے ان کے گھر بال بچے چھڑانے کی اتنی تو بھر مار کی جائے کہ

جب تک ان کی دعوت کے جواب میں جان چھڑانے کیلئے لوگ اپنے لئے ہندو اور عیسائی ہونے کا بہانہ نہ کریں، اتنے تک ان کا پیچھا نہ چھوڑیں۔ میرے خیال میں اباما اور داعش کا اعلان کہ ہم کعبۃ اللہ کو مسمار کریں گے اس کا اصل پس منظر قرآن کے تحریفی نسخوں کو مثالی قرآن وغیرہ کے ناموں سے علمی دنیا میں لے آنا ہے جو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

محترم قارئین! ملک کی مذہبی تنظیموں کے قائدین کو ان کے ظاہری فوٹو اور شیپ کی طرح کا نہ سمجھیں۔ مشرقی پاکستان کو ستر کے الیکشن کے بعد مغربی پاکستان سے کاٹ کر علحدہ کرنے کیلئے صدر یحییٰ خان کی طرف سے ذوالفقار علی بھٹو کو ملک کا نائب وزیر خارجہ بنا کر اقوام متحدہ کی عدالت میں پاکستان کو متحد رکھنے کیلئے پولینڈ نے جو قرارداد پیش کی تھی بھٹو کو اس سے جان چھڑانے کیلئے بھیجا تھا۔ یہ کہہ کر کہ اگر آپ اس قرارداد سے ہماری جان چھڑا دیں گے تو پھر بقایا ملک (مغربی پاکستان) کا ہم آپ کو وزیر اعظم بنائیں گے۔ سو بھٹو نے وہاں جا کر ایک ہی تقریر سے ملک کو متحد رکھنے والی پولینڈ کی قرارداد کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا۔ پھر ملک واپس آنے سے پہلے پاکستان میں اپنے ایک قریبی دوست کو کہا کہ آپ لاہور جا کر مولانا مودودی سے ملو اور اس سے بڑے ہنر اور طریقے سے معلوم کرو کہ اس بقایا پاکستان کا وزیر اعظم کون ہو سکتا ہے اگر وہ میرے نام کو اس عہدہ کیلئے قبول کریں تو میں جلدی آجاؤں نہیں تو کوئی مزید سفارشی حیلے تلاش کروں۔ پھر بھٹو کا دوست گیا اور مولانا مودودی کی مجلس میں ملک کی نئی قیادت کے مسئلہ کو چھیڑا جس میں مودودی صاحب نے فرمایا کہ اب بھٹو کے سوا کوئی اور وزیر اعظم نہیں ہو سکے گا۔ اس گرین سگنل کے مل جانے کے بعد بھٹو جلد ہی واپس آگیا۔

محترم قارئین! سال 1949-2-2 میں کراچی کے اندر حاجی مولا بخش سومرو کے گھر میں پاکستان کے جملہ مذہبی فرقوں کے سربراہوں کی جو کانفرنس ہوئی تھی جس میں قرارداد

مقاصد پاکستان پاس کی گئی تھی اس موقعہ کے حوالہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مولانا محمد علی جالندھری نے مجھے بتایا کہ میں نے وہاں آئے ہوئے مولانا مودودی سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ امریکہ ملک کے وزیر اعظم چودھری محمد علی کو اپنے عہدہ سے ہٹانا چاہتا ہے! تو جواب میں مودودی صاحب نے کہا کہ جب تک امریکا نے مجھ سے اس معاملہ میں بات نہیں کی تو وہ ایسے کیوں کر سکتا ہے۔اس طرح چھ باتوں اور چھ کلموں والی تبلیغی رائیونڈی جماعت کے روح رواں بھائی عبدالوہاب کی خدمت میں آکر نواز شریف اور اس کا بھائی شہباز شریف بریلوی ہونے کے باوجود مخفی مجلس میں گھنٹوں شرف باریابی حاصل کرتے ہیں کلمہ پر محنت کی تربیت سے اور جو وہاں سے ملی ہوئی دعائوں کے طفیل یہ برادران بر سر بام پہنچ سکے ہیں ۔میں رائیونڈی چھ کلموں والے اسلام کی بات بتاتا چلوں جو ان کے جونیئر سینئر سب لوگوں کو یہ تبلیغ کیلئے رٹائی ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی کھوپڑیوں اور دماغوں میں یہ سوچ اور نظریہ بٹھائیں کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین دل میں آجائے اور مخلوق سے اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہ ہونے کا یقین دل میں آجائے۔

محترم قارئین! خبر نہیں کہ آپ لوگ اس رائیونڈی کو ٹیشن کو سمجھ سکے یا نہیں؟، تبلیغی کورس کا یہ بنیادی نظریہ اصل میں فارس کے جلال الدین رومی کا حسن بصری کا حسین بن منصور حلاج، ابن عربی اور شمس تبریزی کا نظریہ وحدت الوجود ہے۔جس کو رواں دور میں نئے اداروں اور جماعتوں کے پلیٹ فارم سے فری میسن والے اور باطنی فرقے نئی نئی جدتوں سے نئے نئے پیرایوں میں لاتے رہتے ہیں۔جو کہ اصل میں یہ نظریہ وحدت الوجود عالمی سرمایہ داریت اور جاگیر داریت کو تحفظ دینے کا ایک حیلہ ہے۔میں قارئین کی خدمت میں ان کی توجہ ان عالمی تحریکوں کی طرف بھی مبذول کراتا چلوں جن کی شیطنت کا شکار خود حکماء یونان بھی ہوئے اور بقول قرآن وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ

وَمَا يَفْتَرُونَ (6-112) اللہ کے جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک نبی کے خلاف مہذب اور بد و سب لوگ شیطان بن کر ہر قسم کی مربوط اور مخفی سازشیں کرتے تھے۔میں اپنی اس بات سے جو خاص گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جو تصوف یا صوفی ازم یونانی حکیموں نے ایجاد کیا تھا اس کی بنیاد انہوں نے وحدت الوجود پر رکھی تھی اور وحدت الوجود کی تشریح پر غور کریں گے تو ایک طرف شرک کی دکان تھوک کے حساب سے یہ نظریہ کھڑا کرے گی، دوسری طرف انا الحق کے پرمٹ سے اللہ کی جو توہین ہوگی اس کی بھی حد و شمار تصور سے بالاتر ہے۔یہ سب علم وحی کے خلاف ہر دور کی سازشیں ہیں جو نت نئی اصطلاحوں، عنوانوں اور تنظیموں سے یہ لوگ علمی مارکیٹ میں لاتے رہتے ہیں۔دنیا کے تاریخ نویس اتنا تو خیانت باز اور بے ایمان ہیں جو حمورابی کو تو پہلا مقنن اور قانون ساز قرار دیتے ہیں لیکن اللہ کے نبی جناب ابراہیم علیہ السلام جو اللہ کے حکم سے عالمی عدالت کے مؤسس اول بنے (2-125) اسے کبھی بھی اس کی شان کے مطابق تاریخ نویسوں نے اپنے خاندانی بادشاہ سے ٹکرانے اور بغاوت کرکے علم وحی کے قانون پر مشتمل حکومت قائم کرنے والا اور عالمگیر حکومت کا شہنشاہ بننے کا واقعہ انہوں نے کبھی بھی نہیں لکھا (2-124) جناب سلیمان علیہ السلام نے اللہ کے عطا کردہ سائنسی علم سے بحری جہاز چلائے ہوائی جہاز ایجاد کرکے چلائے جن کی رفتار اتنی تیز ہوتی تھی جو صبح یا شام کے ڈھائی تین گھنٹوں میں ایک مہینہ کی مسافت کے برابر سفر کرتے تھے۔ (36-38) (12-34) تاریخ نویسوں کو بخار چڑھا ہوگا جو اللہ کے ایک نبی کو سائنس دان کرکے بھی پیش کر سکیں۔جناب سلیمان علیہ السلام کا سول انجنیئر نگ میں کمال کا فن جو اس نے شاہی ایوان کیلئے جو شیش محل بنوایا جس کے صحن میں پانی کا تالاب تیار کرکے پانی کے اوپر شیشے کا فرش جڑایا (27-44) ان کے علاوہ اس کی سائنسی کمالات میں سے زندہ مثال اہرام مصر ہیں جس کی نظیر دنیا کے فن کدوں میں ملنی محال ہے۔نیز یہ بھی عین امکان ہے کہ ان ہی اہرام کی طرح جناب سلیمان علیہ السلام کی اپنی وفات سے پہلے ساتھیوں کو ہدایات دے

کر آپ نے جسد اطہر کو کیمیکل قسم کی دوائوں سے صحیح سالم لکڑی کے سہارے کھڑا کر کے رکھوایا ہو، پھر اس لکڑی کو دیمک کے کھانے کے بعد وہ گر پڑے ہوں (34-14) اور مفسرین توریت اور قرآن جان بوجھ کر ایک نبی کے سائنس دان ہونے کے اس سائنسی کمال کی حقیقت کی طرف اپنی تاریخوں میں جگہ نہیں دی، جبکہ قرآن حکیم کی عبارت سے یہ بات صاف ثابت بھی ہو رہی ہے۔ مفسرین علم توریت اور قرآن کا اس احتمال کی طرف نہ جانا خاص اس سبب سے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ایک نبی کی طرف سائنسی علم میں کمالیت اور دلچسپی کی نسبت کو لوگوں سے چھپانا چاہتے ہوں گے، جس طرح رواں دور کے حدیث گزیدہ مسلمان دین کے مسائل میں عقل اور سائنس کے استعمال کو ممنوع قرار دیتے ہیں اور انہوں نے حدیث بھی بنائی ہے کہ اہل الجنۃ بلہ۔ جنت میں جانیوالے لوگ بیوقوف ہوں گے۔ سوچا جائے تو روح قرآن اصل میں ہے ہی تسخیر کائنات۔ پھر غور کیا جائے کہ تسخیر کائنات کے اہداف آسمان اور زمین کی اور ان کے درمیان جملہ اشیاء کی تسخیر (45-13) رات، دن، سورج اور قمر کی تسخیر (16-12) ان سب کیلئے قرآن میں "لکم" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے یورپ والے سمجھ گئے کہ اس سے قرآن انسان کو سائنسی ایجادات کی طرف متوجہ کر رہا ہے جس سے ایک طرف ایگری کلچر سائنس کے حوالوں سے جملہ اناج میوہ جات اور ان کے مختلف موسم مراد ہیں۔ دوسری طرف پانی سے بجلی سورج کی شعاعوں سے سولر بجلی پیدا کر کے صنعتی مشینوں اور گاڑیوں کے پہیے چلانا، گرم موسم میں مکانات کو ٹھنڈا بنانا اور سرد موسموں میں گھروں کو گرم رکھنا یہ بھی سارے ہنر تسخیر شمس و قمر، لیل و نہار سے تعلق رکھتے ہیں، یہ سب مراد ہیں۔ یہ سارے ہنر انگریزوں نے اپنی یونیورسٹیوں کے سکالرز سے قرآن کی ہدایات يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ (2-34) قسم کی آیات سے مستنبط کرائے ہیں جن کے طفیل قرآن کے ایماء پر یورپ والے تو آج کل شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (143-2) کی منزل پر

پہنچ چکے ہیں، ان کافر کہے جانے والے سائنس دانوں کے مقابلہ میں کلمہ گو مؤمن مسلمان مرنے کے بعد والے جہان میں جنت کا خود کو مالک اور وارث ہونے کا یقین کئے بیٹھے ہیں۔ ایسے لوگ قرآنی آیات پر تحقیق کرتے ہوئے عملیات نامی علم کی کتابیں لکھ کر بتاتے ہیں کہ اس آیت کے اس قسم کے استعمال سے دولت میں برکت ہو گی محبوب آپ کے قدموں میں وغیرہ وغیرہ۔

میں اپنی اس کتاب "روح قرآن اقوام یورپ لے اُڑیں" میں جو تفصیل لا رہا ہوں اس کا خلاصہ نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ جو سر دست ذیل کی دس عدد آیتوں میں غور کرنے سے قارئین حضرات سمجھ سکیں گے۔ ایک ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (56-51) یعنی تخلیق آدم کی پرواز کے ہدف کو پہنچ پانا، یہ صرف اور صرف خالص اللہ کی عبدیت میں مضمر ہے۔ جس کی علمی رہنمائی قرآنی تعلیم میں ہے جو بلا شرکت امامیء ملوم کے قرآن کو پڑھنا اور سمجھنا ہو گا۔ دوسری أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (20-31) (12-16) یعنی تسخیر کائنات جس میں آپ کو مریخ تک کی رسائی کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے (33-55) جناب قارئین اللہ کی عبدیت قبل اسلام والی مجوسی مذہب کی آگ کیلئے پوجا کرنے کی خاطر ایجاد کردہ نمازوں میں نہیں ہے بلکہ یہ عبدیت کے نام سے معراج انسانیت میں مضمر ہے اللہ کے بتائے ہوئے اس ہدف میں کہ فَكُّ رَقَبَةٍ ۔ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۔ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۔ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (11تا18 - 90) ویسے تو معراج انسانیت کیلئے۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر،
تو چہ دانی کہ دراین گرد سوار باشد۔

یعنی یہ معراج مٹی میں لتھڑے ہوئے یتیموں اور مسکینوں کو روٹی کھلانے میں ہے اور فک رقبۃ کے حوالہ سے غلامی کے خلاف جنگیں لڑ کر حیلے کر کے انہیں آزاد کرانے میں ہے۔ سواس قسم کی روح قرآن کو ایک تو فلاحی حکومتیں پاس کی ہیں جن کے رجسٹروں میں فہرستیں بنی ہوئی ہیں کہ کون محتاج اور مفلوج کہاں کہاں بیٹھتا اور سوتا ہے۔ پھر کھانوں اور طعام کی گاڑیاں بھر کر وہاں وہاں سرکاری اسٹاف جا کر ان کو کھانا پہنچاتا ہے اور جن کی ہسپتالوں میں امیروں اور بیکس لوگوں کا علاج ایک جگہ پر سیم معالجوں اور دوائوں سے ہوتا ہے جن کے سکولوں میں بے سہارا لوگوں کی اولاد اور حکمران طبقہ امیر طبقہ کی اولاد ایک ساتھ اساتذہ سے ایک ہی نصاب کا علم حاصل کرتے ہیں۔

محترم قارئین! کئی لوگ مجھ سے چڑ کر سوال کرتے ہیں کہ اگر اسلام میں ان کی حدیثوں کے مطابق مؤمنوں کو معراج پر لے جانے والی یہ نمازیں نہیں ہیں تو اللہ کی عبادت اور کون سی ہو سکتی ہے؟ سو میں ایسے اللہ کی عبادت کی تلاش کرنے والے مؤمن بندوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے یہ تو سوچو کہ اللہ مؤمن کن کو تسلیم کرتا ہے پھر سوچو کہ آپ اس طرح کے اگر مؤمن نہیں بن پائے تو بجائے معراج کے آپ کی یہ نمازیں تو آپ کو اسفل السافلین کی طرف لے جا رہی ہوتی ہیں کیونکہ اگر معراج بمعنی اونچائی پر چڑھنا ہے تو اس معراج کا پتہ تو قرآن سے معلوم کرنا ہوگا کہ اگر کوئی مؤمن ایسے معراج کو پانا اور حاصل کرنا چاہے تو اس کے لئے قرآن حکیم کیا نسخہ بتاتا ہے۔ سو قرآن کا جواب یہ ہے کہ فلا اقتحم العقبہ یعنی اے معراج کا شوق رکھنے والو! عقبہ کو عبور کیوں نہیں کرتے؟ عقبہ بمعنی اونچے جبل کو کیوں پار نہیں کرتے۔ اونچے جبل کی چوٹی پر چڑھنا ہی تو کمال کو پہنچنا ہے۔ اونچے جبل کی گھاٹی کو سر کرنے میں تو کمال ہے اور معراج ہے۔ عقبہ قرآن کا محاوراتی استعارہ ہے اونچائی کو پہنچنے کے معنی کیلئے، سو آپ جانتے ہو وما ادراک ما العقبہ یعنی اس معراج والی چوٹی کا آپ کو پتہ

بھی ہے کہ ہے کیا؟ وہ بھی آپ کو قرآن بتاتا ہے کہ فک رقبۃ کسی گردن کو غلامی سے آزاد کرانا یا اطعام فی یوم ذی مسغبۃ یعنی کسی بھوکے کو کسی دن روٹی کھلاؤ۔ اللہ کے ہاں یہ آپ کا عمل چوٹی سر کرنا اور معراج کے برابر ہوگا یعنی ان مٹی اور غبار میں آلودہ یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے والا اللہ کے نزدیک ثم کان من الذین آمنوا، ایسے لوگ پھر جا کر آمنوا کے مقام اور معراج کو پہنچ سکتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ یہ قرآنی نسخہ صرف اپنے آپ تک محدود نہیں رکھنا اللہ کی عبدیت کا عبودیت کا جس کسی کو شوق ہو وہ غلامی کے خلاف غلام ساز مترفین سے جنگ کرے اور محنت کشوں کا استحصال کرنے والوں لوٹنے والوں سے جنگ کرے، پھر وہ لٹیرے بھی آپ کے ساتھ لڑیں گے تو اللہ فرماتا ہے کہ آپ بھی اپنے ساتھیوں کو وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ایک تو ثابت قدمی اور استقامت کی تلقین کریں اور اس کام میں اپنے پارٹی ورکروں اور ساتھیوں کو جوڑے رکھنے میں نرم دلی کے رویوں سے کام لینے کی وصیت کرتے رہیں کیونکہ آپ کی جنگ اصحاب المشئمہ جہنمی طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ہے، اس لئے آپ آپس میں رحماء بینھم بن کر ہی جنگ جیت سکیں گے، روح قرآن کے حوالہ سے جو میں نے تسخیر کائنات اور تسخیر شمس و قمر کی بات کی ہے عین ممکن ہے کہ علامہ اقبال نے اسی خاطر یہ کہا ہو کہ۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے،
ستاروں پہ جو ڈالتے ہوں کمند۔

اور بھوکوں اور ناداروں کی خستہ حالی کو دیکھ کر علامہ اقبال نے یہ بھی کہا ہو کہ۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگادو،
کاخ امراء کے در و دیوار ہلادو،

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی،

اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلادو۔

میرا خیال ہے کہ روح قرآن کو علی عباس جلال پوری اپنی کتاب روح قرآن میں بھانپ سکا ہے چھوسکا ہے اور قرآن پر امریکہ اور یورپ کے مخفی ادارے جو ریسرچ کراتے ہیں ان کے سائنسدان اور ریسرچ سکالرز تسخیر کائنات اور فلاحی مملکتیں قائم کرنے والے لوگ تو روح قرآن کو پاسکے ہیں لیکن جلال الدین رومی نے جو کہا ہے کہ

ماز قرآن مغز رابرداشتم،

استخوانہارا پیش سگان انداختیم

یہ بھی گویا اس نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم فارس والے بھی قرآن کا جوہر اور روح پاسکے ہیں لیکن حقیقت میں یہ اس کا دعویٰ امامی خرافات ہے کیونکہ رومی کے اس دعویٰ کو ہم نے دیکھا ہے کہ اس کا معراج وحدت الوجود نظریہ کے اندر ہے جس کے ایسے نظریہ میں شرک ہے اور اللہ کی وحدانیت کا انکار ہے۔ یہ نظریہ جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کی ملی بھگت سے تیار کرایا ہوا ہے اور یہ نظریہ اتھیسٹ ازم کے مترفین تخلیق کاروں اور منکرین خدا کی مشترکہ فکری سازش کی بھی پیداوار ہے۔ لیکن یہاں اس حقیقت کو بھی ذہن میں ملحوظ رکھا جائے کہ یہ سارا انقلاب رب تعالی وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (17-90) ہمدردی اور رحملی کے حوالوں سے لانا چاہتا ہے۔ لیکن ساتھ میں یہ بھی وارننگ دیتا ہے کہ اے دنیا کہ مترفین لٹیروا گر میری محبت اور مرحمت کی تعلیم سے تم لوگ نہیں سدھرتے تو آپ کے دماغ ٹھکانے لگانے کیلئے اسٹالن قسم کے لوگ بھی پیدا ہوں گے (27-82) اس آیت کریمہ میں لفظ تکلمھم کے معنی میں علم کلام اور زخم پہنچانے کی چیرہ دستی مشترکہ طور پر مضمر ہے۔ اگر چہ اسٹالن نے بجائے قرآن کے علم کلام کارل مارکس کا لایا تھا اس نے مارکسی کلام تو ضرور لایا تھا اور اسے نہ ماننے کے بعد اس نے لوگوں کا فزیکل آپریشن کیا تھا لیکن اس آیت کریمہ میں علم

کلام سے مراد خود قرآن کا اپنا نظریہ معیشت ہے اور لفظ تکلمھم میں علم کلام اور فزیکل آپریشن دونوں کے معنی ضرور موجود ہے۔ لیکن اللہ اپنا علم وحی کا دیا ہوا نظریہ بجائے تشدد کے بالمرحمہ کے روٹ سے منوانا اور سمجھانا چاہتا ہے۔ سو جو بھی کوئی معاشرہ اللہ کی مرحمت کی راہ کو قبول نہیں کرے گا تو حالات زمانہ استحصالی لٹیروں کے خلاف آپریشن کو کہاں سے کہاں تک بھی لے جاسکتے ہیں۔ سو اس وجہ سے میں عالمی سرمایہ داروں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وقت کی قدر کرو۔ دنیاوی زندگی کے دن بہت تھوڑے ہیں اجتماعی فلاحی مساوی معیشت کے قانون خداوندی کے آڑے نہ آؤ۔ اگر آج آپ نے ضد نہ چھوڑی تو کل کو دنیا میں ہی کوئی اسٹالن پھر سے آئے گا۔ نہیں تو قیامت نے تو ضرور آنا ہے اس دن آپ ضرور پچھتائیں گے لیکن وہ کس کام کا!!!

حدیث سازوں کے امت مسلمہ کے ساتھ مذاق!!!

قرآن حکیم نے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی تحریک ختم نبوت اور مشن کو تقویت دینے کیلئے قبیلہ قریش کا نام لے کر ان کو فرمایا کہ آپ لوگ تحریک ابراہیمی کی علامت بیت اللہ کے احسان مند اور ممنون ہو۔ اس لئے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ (3-106) یعنی اس بیت عتیق کے منشور، انسانوں کو غلامی سے آزادی دلانے (7-157) اور قرآن کے دیئے ہوئے نظام ربوبیت کی انقلابی مقتضیات پر چلو۔ سو اس حکم ربی کو رؤسائے قریش مشرکین مکہ میں سے انقلاب دشمنوں نے ٹھکرایا، انکار کیا اور جناب رسول علیہ السلام کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ جب جناب رسولُ علیہ السلام پہلے سے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے انقلاب کا شیڈو مرکز مدینۃ المنورہ کو بنا چکے تھے، وہاں کو ہجرت کرکے جاتے ہیں جس جگہ جاکر اپنی آزاد قرآنی منشور والی حکومت قائم کی اور وہاں پہنچنے کے بعد فوراً ہی مکہ کو فتح کرکے واپس حجاز کی حاکمیت

کیلئے جو مسلمہ علامت کیپٹل پوائنٹ مکہ تھا اس پر قابض ہونا چاہتے تھے، جس کے لئے اللہ نے بھی اپنے رسول کو سہارا دیا کہ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ (2-144) معاندین مشرکین مکہ کو جناب رسول علیہ السلام کے اعلان حکمرانی سے خطرہ ہوا کہ یہ آج نہیں تو کل یہاں مکہ میں آکر بھی ہمیں فتح کرے گا اس لئے انہوں نے دو عدد اقدامی جنگیں لڑیں جن میں ان کی عناد میں شدت والی قیادت قتل ہوگئی پھر فتح مکہ کیلئے راستہ ہموار ہوگیا جو بالآخر فتح بھی ہوا۔ پھر جملہ قریش مشرف بہ اسلام ہو کر وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ (94-8) یعنی جناب رسول علیہ السلام کے انقلاب کو ایکسپورٹ کرنے کے حکم پر ساتھی بن کر عمل پیرا ہوگئے۔ وہ بھی اس حد تک کہ شروع سے ہی اللہ کو اپنے نبی کو کہنا پڑا کہ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ (6-52) یعنی اے محمد علیک السلام آپ کے یہ ساتھی اس حد تک آپ کے مشن کے پیروکار ہیں کہ اب آپ کا ان کے اوپر کوئی حق وحساب باقی نہیں بچتا اور آپ بھی بڑے قدردان ہیں آپ نے ان کیلئے حق رفاقت ادا کیا ہوا ہے۔

محترم قارئین! یہ قائدین انقلاب ٹوٹل قریش تھے ان کی انقلابی کامیابیوں سے اتحاد ثلاثہ یہود مجوس ونصاریٰ جل بھن اٹھے تھے۔ اس حد تک کہ جھوٹی روایات سے جھوٹا علم الانساب تیار کیا اور ان کو بجائے قریش نام سے تسلیم کرنے کے ایک فرضی شجرہ میں کسی کا فرضی اور گالی والا نام امیہ ابن خلف تجویز کر کے سب کو اس کی نسل سے مشہور کیا کہ یہ لوگ سارے بنو امیہ ہیں۔ جاننا چاہیے کہ لفظ امیہ کی معنی ہے "ماں والا" سو اس طرح سے یہود و مجوس حدیث سازوں نے اندر کی شکست والی بھڑاس نکالنے کیلئے قریش کو یہ گالی دی کہ یہ سب ولد نامعلوم ہیں یہ سب بغیر جائز نکاح کے پیدا شدہ ہیں۔ میرے اس دعویٰ کے دو عدد ثبوت

روح قرآن اقوام یورپ لے اڑیں

ہیں۔ ایک یہ کہ امت مسلمہ کے پہلے خلیفۃ الرسول اور جانشین کی ان حدیث سازوں نے کنیت ابو بکر گالی کے معنی والی مشہور کی ہوئی ہے۔ یہ خود اس بات کا بھی ثبوت قارئین کی خدمت میں پیش کروں کہ پہلے جانشین جناب صدیق اکبر کی دوسری کنیت بھی علم حدیث بنانے والوں نے ابن ابوقحافہ تجویز کی ہوئی ہے۔ قحافہ کی معنی ہے گند اور گٹر کا ڈھیر۔ (نوٹ: میں لغت کی کتابوں کا حوالہ دینا ضروری نہیں سمجھتا اس لئے کہ ڈکشنریز کئی ساری ہیں اِن الفاظ کے معنی سب کے اندر ہونے چاہئیں۔ ہر کوئی جا کر میری طرح محنت کرے)۔ خلیفہ ثانی کا لقب فاروق رکھا ہے جس کا ویسے قرآن حکیم نے تو معنی بتایا ہے ڈرپوک اور بزدل (9-56) لیکن نیک نیت لوگ قرآن سے دل چسپی نہ رکھنے کی وجہ سے ایک حدیث کے حوالہ سے معنی بنائے ہوئے ہیں، فرق کرنے والا اور یہ بھی انہوں نے ایک جھوٹی حدیث کے حوالہ سے بتایا ہوا ہے ۔وہ یہ کہ ایک مسلمان اور یہودی نے جناب رسول سے ایک متنازعہ چیز پر فیصلہ کرایا تو جناب رسول نے یہودی کے حق میں فیصلہ کیا پھر ان دونوں کی واپسی کے وقت مسلمان نے یہودی سے کہا کہ راستہ میں یہ عمر کا گھر ہے یہ مقدمہ دوبارہ اس سے بھی کراتے ہیں اور وہ اس کے پاس گئے تو یہودی نے عمر کو کہا کہ یہ معاملہ پہلے ہم جناب رسول کے پاس لے گئے انہوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا اب یہ ساتھی کہتا ہے کہ پھر یہ فیصلہ آپ سے بھی کرائیں۔ اس پر عمر واپس اپنے گھر کے اندر گئے اور وہاں سے تلوار لاکر مسلمان کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ پر جناب رسول نے عمر کا لقب فاروق قرار دے دیا۔ اس حدیث کو میں نے جھوٹی حدیث لکھا ہے وہ اس لئے کہ اگر جناب رسول علیہ السلام اس معنی کی مناسبت سے حق وباطل میں یا مؤمن اور منافق میں فرق رکھنے والا لقب تجویز فرماتے تو وہ بجائے فاروق کے معنی کے لحاظ قرآنی عربی کے استعمال والا لفظ فارق تجویز فرماتے (4-44) (4-77) اس سے ثابت ہوا کہ خلفیہ ثانی

کا یہ غیر قرآنی عربی والا لقب فاروق جناب رسول علیہ السلام کا تجویز کیا ہوا نہیں ہے اس لئے حدیث من گھڑت اور جھوٹی ہے۔

اصل بات کہ قارئین لوگ جانتے ہوں گے کہ اللہ عزوجل نے جناب رسول علیہ السلام کو منع فرمایا ہوا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو خفیہ نمونے سے بھی لعن طعن نہ کرو اور برے القاب اور نام بھی نہ رکھو ایمان لانے کے بعد۔ اگر کسی نے جاہلیت کی وجہ سے پرانے وقت میں اگر ایسے نام رکھے ہوئے بھی ہوں تو لوٹ کر اچھی معانی والے نام رکھو جو کوئی ایسے نہیں کرے گا تو وہ ظالموں میں سے ہوگا (11-49) اس آیۃ کریمہ کے حکم کے حوالہ سے ہمارا ایمان ہے کہ جناب رسول علیہ السلام نے اپنے دور مبارکہ میں دور جاہلیت کے رکھے ہوئے برے معنوں والے سارے نام اچھے معنوں والے ناموں سے تبدیل کئے ہوں گے بحکم قرآن۔

جناب قارئین! میں آپ کی خدمت میں اتحاد ثلاثہ کے دانشور اماموں کی خلاف قرآن گھڑی ہوئی حدیثوں اور اصحاب کرام کی ہجو میں بنائی حدیثوں کی نہایت ہی مختصر فہرست پیش کر رہا ہوں۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ان حدیث سازوں نے جناب آقاء نامدار خاتم الانبیاء علیہ السلام کے خلیفہ سوم کا اپنی گھڑی ہوئی حدیثوں میں جو عثمان نام رکھا ہے جس کا معنی ہے سنپولا۔ اور سانپ کا بچہ۔ یہ تبرانہ صرف اولی العزم صحابی رسول کے نام کے حوالہ سے ہے بلکہ اس کے والد کا نام عفان بھی من گھڑت اور تبرائی سکیم کی عکاسی کرنے والا رکھا ہے یعنی عفونت بھرا تعفن اور بدبودار۔ یہ نام ایسا ہے جو کوئی غیر مسلم اور غیر مؤمن آدمی بھی اپنا نام "بدبو والا" قبول نہیں کرے گا۔ اے لوگو! گنتی کرتے چلیں، علم حدیث سازوں کے مذاق امت کے اوپر صرف ناموں میں ہی تبرائی نفرت جھلک رہی ہے اور خلیفۃ الرسول ان کی احادیث کے مطابق بیک وقت چہارم بھی اور پنجم بھی اس کا نام ان کی حدیثوں کے مطابق

معاویہ مشہور کیا ہوا ہے۔ اس کا معنی بھی بھونکنے والا ہے۔ بتایا جائے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کا پیدا ہوتے ہی ایسا نام رکھ سکتا ہے؟

محترم قارئین! علم حدیث کے وضاعین اور گھڑنے والوں کی احادیث سے ہی یہ نام دنیا والوں کو جناب رسول کے صف اول کے ساتھیوں کو دیئے گئے ہیں۔ میں قارئین سے منصفی کی اپیل کرتے ہوئے نہایت ادب اور عاجزی سے سوال کرتا ہوں کہ علم حدیث بنانے والوں نے اصحاب رسول کے ایسے گالیوں اور غلاظتوں کے مفہوم رکھنے والے نام رکھے ہیں جو آپ کو اور ہر صاحب مطالعہ آدمی کو معلوم بھی ہیں۔ آپ خدارا انصاف کرتے ہوئے بتائیں کہ خلفائے اسلام جو اول تا آخر سب کے سب قریش تھے ان کو ان حدیث ساز روایت ساز پیرا شوٹ کے راستہ سے آئے ہوئے بہروپیوں نے تو بنوامیہ کہا یعنی جس کا کوئی باپ نہ ہو۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ میرے پاس ان حدیث سازوں کی بدباطنی اور بددیانتی کے دو عدد ثبوت ہیں۔ ایک ثبوت میں پہلے خلیفۃ الرسول کے حوالہ سے عرض کر چکا ہوں دوسرا ثبوت ان حدیث سازوں کی بدباطنی کا یہ ہے کہ انہوں نے شہر مدینۃ المنورہ کے رئیس المنافقین کا نام اپنی حدیثوں میں عبداللہ بن ابی لکھا ہے جس کا معنی بھی ہر کوئی شخص جانتا ہے کہ عبداللہ اپنے باپ کا بیٹا۔ اب کوئی غور کرکے بتائے کہ جناب رسول کے جملہ قریش ساتھیوں کو حدیث سازوں نے بنوامیہ یعنی صرف ماں کی پیدائش والے اور باپ نامعلوم مشہور کیا اور دشمن رسول اور دشمن اسلام رئیس المنافقین کا نام ایک تو عبداللہ رکھا یعنی اچھے معنی والا نام رکھا پھر یہ بھی اس کے نام میں شامل کیا کہ یہ اپنے باپ کا بیٹا تھا۔ اب قارئین لوگ تقابلی انداز سے غور کرکے خود بتائیں کہ حدیث سازوں کی ڈکشنری میں جناب رسول علیہ السلام کے عزیزوں اور جان نثاروں کے نام ایسے برے معنوں والے کیوں ہیں؟ جن ناموں کے اوپر اللہ کی بندش بھی ہے کہ ایسے نام نہ رکھو (11-49) لیکن بندش کے باوجود وہ ان

حدیث سازوں نے یہ گالیوں والے نام عام کئے ہوئے ہیں۔ فاطمہ کا ایسا نام بھی ان حدیث سازوں نے آخر کیوں رکھا جس کا معنی تو ہے کاٹنے والی۔ پھر وہ وضاحت بھی خود لکھتے ہیں کہ علم کو کاٹنے والی۔ یہ بات کوئی بھی جستجو کا ذوق رکھنے والا اصول کافی کتاب کے میلاد ائمہ کے ابواب میں میلاد فاطمہ کے حوالہ سے پڑھ سکتا ہے۔ سو امام یعقوب کلینی سے کوئی بھی سوال کر سکتا ہے کہ کس علم کو کاٹنے والی؟ اس دور میں تو فقط جناب رسول علیہ السلام کو علم وحی بلا شرکت غیرے ملی تھی اور امت کے پاس بھی اس وقت قرآن وحدہ لاشریک کتاب تھی!!!

جناب قارئین! ان حدیث سازوں کے احسانات امت مسلمہ پر کیا کیا شمار کریں کہ ان لوگوں نے جناب رسول کو اپنی حدیثوں میں جو اولاد رسول کی ماں، بیوی کر کے دی ہے اس کا نام بھی حدیثوں میں خدیجہ بتایا ہے جس کا معنی ہے اونٹنی کا حمل کے لحاظ سے کچی حالت میں گرا ہوا بچہ۔ ایسی صورتحال میں پیدا شدہ بچہ کو آج کی زبان میں تو ابنارمل کہا جاتا ہے۔ سو بتایا جائے کہ ایسے حدیث ساز لوگ کیوں کر جناب رسول علیہ السلام کے گھر کے داخلی افراد کے قبیح معنوں والے نام رکھ کر دشمنوں کو کیا بتانا چاہتے ہیں؟ اس سے تو شاتم رسول، تم حدیث سازی پر امام کہلانے والے خود ہی آپ بنتے ہو! آپ کی حدیثوں میں جناب رسول کے ایک چچا کا نام عباس بتایا ہوا ہے عبس کا معنی ہے کہ اونٹ کی مینگنی اور پیشاب جو اس کی دم کو لگ کر سوکھ جائے تو اسے عبس کہا جاتا ہے۔ آپ کی بخاری کی حدیثوں نے جناب رسول کو خلاف قانون قرآن عائشہ نامی چھ سال کی لڑکی کے ساتھ منگنی اور اس کی نو سال کی عمر میں شادی لکھی ہے جبکہ قرآن نے نکاح کو میثاق غلیظ لکھا ہے (4-21) یعنی پختہ ایگریمنٹ۔ تو کیا چھ سال کی عمر میں کوئی بھی پختہ ایگریمنٹ کر سکتا ہے؟ پھر ان من گھڑت جھوٹی حدیثوں کو تم لوگ وحی خفی قرار دے کر علم قرآن سے ٹکرا رہے ہو۔ قرآن حکیم نے تو لڑائیوں میں بڑی تعداد کے حساب

سے مردوں کے قتل ہو جانے پر عورتوں کے بیوہ بن جانے سے ان کی سنبھال کرنا معاشرہ کیلئے ایک معاشرتی مسئلہ بن جاتا ہے سو اس بحران کو حل کرنے کیلئے قرآن نے بیوہ عورتوں کی سرپرستی کی ایک عارضی اور وقتی صورت نکالی کہ ان کی لاوارث، بیوہ، یتیم اور بے سہارگی ختم کرنے یا نسلوں کو بڑھانے اور بچانے کی حد تک ایک سے زیادہ چار تک ان کے ساتھ نکاح کرو بشرط عدل اور ہٹلر کی طرح نہ کریں جس نے جرمنوں کی برٹن سے جنگ میں نسل کے خاتمہ سے بچنے کیلئے چکلے کھولے تھے۔ جبکہ اس آیت کریمہ (4-21) سے پہلے والی آیت کریمہ (4-20) میں اللہ نے نارمل حالات میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی منع بھی فرمائی ہوئی ہے۔ لیکن حدیث سازوں نے ایک سے زیادہ چار تک شادیوں کے قرآنی پرمٹ کی ورڈنگ کا خیال نہیں کیا۔ عبارت میں یتامیٰ کے لفظ سے جو عارضی اور مشروط کیفیت مترشح ہے اس میں ایک سماجی مشکل مسئلہ کا عارضی حل بتایا ہوا ہے۔ اس کنڈیشنل اور مشروط پرمٹ کو حدیث ساز لوگوں نے دائمی اور غیر مشروط بنایا ہوا ہے۔ لعنت ہو ایسے مخالفین قرآن پر جو قرآن دشمنی کی سوچ سے قانون سازی کر رہے ہیں، جس سے اسلام کی دنیا میں رسوائی ہوتی رہتی ہے۔ وہ بھی ان کی غلط روایات اور تعبیرات کی وجہ سے۔ جبکہ قرآن کی تعلیم اور تفہیم خود تصریف آیات قرآن سے موجود بھی ہے جس کا حکم خود رب تعالیٰ نے دیا ہوا ہے۔ (6-55-56)

لیکن اسلام کے ان دشمنوں کے بارے میں قرآن فرماتا ہے کہ وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (72-22) جب ان منکرین پر ہماری کھلی ہوئی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو پہچان جائے گا ان کو چہروں سے جو لوگ قرآن کے انکاری ہیں، قریب ہے کہ یہ قرآن دشمن لوگ میری آیات سنانے والوں پر استدلال میں قرآنی آیات پیش کرنے کی وجہ سے حملہ کر بیٹھیں۔ ان حدیث سازوں کا جو اصل مقصد ہے کہ وہ دنیا والوں کو یہ باور کرائیں کہ اللہ کے نبی اور ان کی معرفت ملا ہوا علم

وحی یہ سب رہبانیت، گوشہ نشینی اور خانقاہیت کی تعلیم دینے آئے تھے۔ دنیا جہان کی سیاسی قیادت کے ساتھ اللہ کے نبیوں اور انہیں ملی ہوئی کتب سماوی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں جو اللہ نے اپنے نبی کو فرمایا ہے کہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيلِ (1-105) یعنی اے میرے نبی! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے کیا کیا ہاتھیوں والے لشکریوں کے ساتھ، اس خطاب میں جو حقیقت ہے کہ آپ مکہ پر کعبہ کو ڈھانے کیلئے آئے ہوئے ابراہ بادشاہ کے حملہ کے وقت موجود تیر انداز سنگبار اور عمر میں نوجوان تھے، اس معنی کو علم حدیث بنانے والوں نے بتایا ہے کہ آپ اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور آیت کریمہ میں الم تر کا خطاب واقعہ کے اوروں سے سنے سنائے حوالہ سے تعلق رکھتا ہے مشہور کیا۔ لیکن قرآن حکیم نے علم حدیث بنانے والوں کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے مزید فرمایا کہ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ (4-105) آپ پھینک رہے تھے ان پر گھڑے ہوئے سخت پتھر یعنی مار رہے تھے ان کو۔ یہاں صیغہ ترمیھم واحد مذکر مخاطب صاف صاف ثابت کر رہا ہے کہ یہ خطاب جناب نبی علیہ السلام کو ہے اور اس خطاب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ جوانی کو پہنچ چکے تھے آپ نشانہ باز بھی تھے اور اس وقت جنگجو پہلوان بھی تھے (17-8) سو علم حدیث بنانے والوں کی یہ سازش رہی ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کو جنگی پہلوان اور حفاظت کعبہ کیلئے لڑنے والے کی بجائے خانقاہی دعا تعویذوں والا پیر بنا کر پیش کریں۔ اس لئے انہوں نے یہاں تک جھوٹی حدیثیں بنا ڈالیں کہ ابراہ کے حملہ کے دنوں میں نبی علیہ السلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے مطلب کہ ان حدیث سازوں کی روایت سازی سے جناب نبی علیہ السلام کا سال پیدائش بھی مخدوش قرار پاتا ہے، جس سے تاریخ اسلام کی جڑ ہی اکھاڑ، پچھاڑ کا شکار بن جاتی ہے۔ سوچا جائے کہ علم حدیث گھڑنے والوں نے تاریخ کے بہانے مسلم امت کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ کوئی اس طرف توجہ ہی نہیں دے سکا، صرف جعلی علم حدیث کے تقدس کے ڈر کے

مارے تاریخ اسلام اور کلچر کو اس حد تک لاوارث بنایا ہوا ہے کہ اپنی غلطیوں کو درست کرنے کیلئے اصلی رہنما کتاب قرآن کا نام بھی نہیں لیا جا رہا وہ بھی اندرونی قرآن دشمن مافیا کے ڈر کی وجہ سے۔ کراچی شہر میں میری ایک ملاقات بحریہ کے ایک افسر کے ساتھ ہوئی جس نے بتایا کہ میں کراچی یونیورسٹی میں تفسیر القرآن بالقرآن پر Ph.D کر رہا ہوں۔ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ اندازاً ایک سال کے بعد خیال آیا کہ اس صاحب موصوف سے جا کر ملوں اور اس کے کام کی معلومات حاصل کروں پھر جب اس سے ملا اور موضوع سے متعلق اضافی کام کے بارے میں کچھ پوچھا تو اس نے جواب میں کہا کہ وہ کام تو شروع سے ہی آگے نہیں چل سکا تھا، میں نے سبب پوچھا تو جواب میں بتایا کہ یونیورسٹی کے متعلقہ چیئرمین نے مجھے کہا کہ تفسیر القرآن بالقرآن کے موضوع کے سوا کسی اور موضوع پر ڈاکٹریٹ کرو تو وہ موضوع آپ کو دیا جاسکے گا لیکن قرآن پر یہ کام نہیں کیا جاسکے گا۔ اللہ کی کتاب قرآن جو عباسی دور حکومت کے زمانہ سے حکمرانی کے اختیارات سے معزول کردہ ہے اور تاہنوز اسلامی درسگاہوں اور فتویٰ گھروں سے مسائل حیات کے قوانین ان اماموں کے علوم سے اخذ کئے جاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں صفحات خرافاتی روایات کے علوم پر تو لکھے ہیں لیکن کسی بھی نام چڑھے امام نے ایک صفحہ بھی تفسیر القرآن بالقرآن پر نہیں لکھا اور ان اماموں کی مدح سرائی میں یہ مسلسل لکھا جا رہا ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے اور ساری ساری رات نفل نمازوں میں ختم قرآن پورا کرتے تھے اور دن کو روزے بھی رکھتے تھے۔ میں قرآن حکیم کے دشمنوں کا کیا تعارف کراوں؟ ان کا چہرہ کون ساڈھکا چھپا ہوا ہے جو اس کے کھولنے کی ضرورت ہو؟

علم حدیث بنانے والوں نے اپنی خرافاتی روایات میں جہاں ہمارے نبی آخر الزمان علیہ السلام کی توہین میں کوئی کسر نہیں چھوڑی وہاں قرآن حکیم کے احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں بھی کیں۔ مثال کی طور پر قرآن حکیم نے روزوں کو جو ڈیشری پنشمنٹ کی اقسام سے

شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ حج کے دنوں میں شکار کرنے پر بندش ہے اگر کسی نے شکار کا کوئی جانور قتل کیا تو اس کے برابر بدلہ دینا ہوگا جو دو عادل لوگ اس کا فیصلہ کریں گے اور بدلہ کا جانور مہمانان کعبہ کیلئے بطور ہدیہ پہنچانا ہوگا اور اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ (5-95) یا کفارہ میں مسکینوں کو بعام کھلانا ہوگا یا بطور سزا روزے رکھنے ہوں گے تا کہ چکھ لیں مصیبت اپنے کئے ہوئے معاملہ کی۔

محترم قارئین! دیکھا آپ نے کہ قرآن حکیم نے روزہ کو گناہوں کا کفارہ یعنی سزا اور مصیبت میں سے شمار کیا ہے جبکہ علم حدیث نے روزوں کو ایسی عبادت میں سے شمار کیا ہے کہ جن لوگوں کے لئے جہنم واجب ہو چکا ہوا گروہ لوگ بھی روزے رکھیں رمضان کے تو ان کو جنت مل جائے۔ غور کیا جائے کہ قرآن کیا کہتا ہے اور علم حدیث کیا کہتا ہے۔ انہی روزوں کے بارے میں قرآن حکیم نے روزوں کے شروع کرنے اور ختم کرنے کے اوقات بتائے کہ فجر کے وقت کے سفید دھاگے سے شروع کرو اور مکمل کرو رات کے آنے تک (یعنی عشاء کے وقت تک) جبکہ علم حدیث کے حوالہ سے روزہ کی شروعات سحر کے وقت سے کی جاتی ہے اور اختتام بجائے لیل کے غروب سورج کے وقت کو قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب ہوا کہ دونوں طرف سے قرآن کی مخالفت کی گئی ہے۔

اللہ کی جانب سے صلوٰۃ اور زکوٰۃ صرف حکمرانوں کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے (41-22) لیکن علم حدیث نے قرآن کی ان دونوں اصطلاحی لفظوں کے معنوں میں تبدیل کر کے صلوٰۃ کا معنی آتش پرست مجوسیوں کی نماز بنادی اور وہ بھی روزانہ پانچ وقت اور وہ بھی ہر قسم کے پبلک کے ٹوٹل آدمیوں پر اور لفظ زکوٰۃ کا جو معنٰی سامان پرورش ہے (19-18) جس کی روزانہ بار بار ضرورت پڑتی ہے اسے سال میں ایک بار دینے کا حکم دیا ہے وہ بھی بجائے حکمرانوں کے صرف عوام کے مالداروں پر، وہ بھی بچت مال پر چالیسواں حصہ جس کا ایسا تعین سارے قرآن میں کہیں بھی نہیں ہے۔

قرآن نے حکم دیا ہے کہ (اسلام کے آنے سے پہلے والے) غلاموں میں سے اگر کوئی آپ سے اپنی آزادی کی خاطر کوئی تحریر لینا چاہے تو آپ ان میں صرف خود کفالت کا میرٹ چیک کر کے فوراً آزادی کا پروانہ لکھ کر اس کے حوالے کریں۔ نہ صرف اتنا بلکہ اپنے مال میں سے اسے اتنا بھی ضرور دیں جس سے خود کفیل بننے تک وہ آپ کے دیئے ہوئے پیسوں سے اپنے آپ کو سنبھالے رکھے (24-33) محترم قارئین! یہ قرآن کی ایک لاجواب نصیحت ہے لیکن اللہ غرق کرے ایسے فقہ ساز اور حدیث ساز اماموں کو جنہوں نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ اگر آپ کا غلام آپ سے آزادی کی تحریر مانگے تو آپ اس کو جب ایسی تحریر لکھ کر دیں تو اس سے اس کی قیمت وصول کریں۔

محترم قارئین! دیکھا آپ نے علم روایات گھڑنے والوں کی قرآن دشمنی اور انسان دشمنی کا اندرونی روپ!!!

اللہ نے اپنے جس خاتم الانبیاء علیہ السلام کیلئے فرمایا کہ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (7-157) یعنی یہ میرا نبی ان سے بوجھ ہٹانے آیا ہے ان کی گردنوں سے غلامی کے طوق اور زنجیریں توڑنے آیا ہے سو اس مشن والا نبی ایسی کوئی خلاف قرآن حدیث جاری کر سکتا ہے؟ جس میں وہ فرمائے کہ غلاموں سے پیسے لے کر معاوضہ لینے کے بعد ان کو آزاد کرو۔

مسائل حج قرآن کی روشنی میں

قرآن کی روشنی میں حج کیا ہے؟

قرآن حکیم کی جانب سے سمجھائے ہوئے نظام حکومت کی اصطلاحات اور محکمہ جاتی امور مملکت میں سے حج بھی ایک اہم محکمہ ہے جو کسی بھی معاشرہ اور ریاست کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کو محکمہ عدالت اور لاء ڈیپارٹمنٹ کہا گیا ہے۔ لفظ حج کے شروع والے حرف "حا" کے پیش سے معنی ہوگا دلیل اور ثبوت۔ اس معنی کے ثبوت کی خاطر پڑھیئے سورت الجاثیہ کی آیت نمبر 25 اور حرف "حا" کی زبر سے معنی ہوگا ارادہ کرنا (2-158) دوسرا معنی بنتا ہے جھگڑا کرنا۔ حوالہ کیلئے پڑھا جائے (6-80) تیسرا معنی بنتا ہے جھگڑوں کے فیصلے کرانا (2-197) اور حرف "حا" کی زیر کے ساتھ معنی بنے گا سال (27-28)۔

چھوٹی کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک کی عدالتوں کو قرآن حکیم نے حج کا نام دیا ہے جس کے لئے پڑھ کر دیکھیں (2-189) اور بین الاقوامی عدالت یعنی اقوام متحدہ کی کورٹ کو قرآن حکیم نے حج اکبر کا نام دیا ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں (9-3) یہ عدالت شروع دور میں تو جناب ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں قائم ہوئی تھی (22-27) اور جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے زمانہ میں اس کا جو قیام ثانی ہوا، اس کے لئے فرمایا گیا وَاَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ (9-3) اور یہ موقعہ حج اکبر فتح مکہ کے دور سے شروع ہوا ہے۔ یہاں یہ بھی حقیقت ذہن میں رہے کہ یہ بین الاقوامی عدالت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک وہاں بگ پاور عالمی لیول کا کوئی حکمران برسراقتدار ہو جو دنیا بھر کی قوموں سے اپنے

فیصلے منوانے کی طاقت رکھتا ہو جیسا کہ شروع میں اس پہلی عدالت کا بین الاقوامی حاکمیت اعلیٰ کے منصب پر فائز ابراہیم علیہ السلام تھے (2-124) تو ان کے دور تک بیت اللہ کا حج چلا۔ ان کی وفات کے اندازاً چوبیس سو سالوں کے بعد تک بین الاقوامی عدالت حج معطل اور موقوف رہی۔ پھر محمد سلام علیہ اس منصب پر فتح مکہ کے سال میں فائز ہوئے۔ اور اس کا ایک عدد بین الاقوامی سیشن ان کی صدارت میں چلا (1 تا 6 -9) پھر تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی وفات حسرت آیات ہوئی جس کے بعد اس کے جاء نشین قریش خلفاء کی زیر قیادت یہ ادارہ اقوام متحدہ مقام ابراہیمی پر فائز رہتے ہوئے برسر اقتدار رہے۔ جو ان کے زوال سال 133 ہجری کے بعد مکۃ المکرمہ پر عباسی حکومت کے قبضہ کی وجہ سے یہ حج اکبر تاہنوز ختم ہے اور وہ نیویارک میں 1945ء میں دوبارہ قائم ہوئی۔ مہربان قارئین لوگ آیۃ کریمہ (2-125) کو غور سے پڑھیں جس میں رب تعالیٰ نے بیت اللہ کو لوگوں کیلئے امن کے حصول کی خاطر بار بار لوٹ آنے کا مقام قرار دیا ہے، ساتھ میں یہ بھی حکم دیا ہے کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کی نبوت اور قیادت کو ذات انسان کیلئے روئے زمین کی وسعتوں تک محیط بنا دیا گیا تھا تو اس کے لئے فرمایا کہ اس بین الاقوامی عدالت کی حدود کو بھی ابراہیمی قیادت کی حدود کے مطابق یعنی جملہ انسانوں تک کیلئے وسیع بنائے رکھو، یعنی قومیتوں کے تنگ دائروں میں عدل اور امن عالم جیسی چیز کو محدود اور مقید نہ بناؤ۔

مسائل حج قرآن کی روشنی میں

قرآن حکیم نے جو نظام تمکن فی الارض سکھایا ہے یعنی دنیا میں حکمرانی کا جو اسلوب سمجھایا ہے اس میں عدالتی نظام اور لاء ڈپارٹمنٹ کی مبادیات کو نہایت شاندار نمونہ سے کھول کر سمجھایا ہے جس کیلئے محکمہ عدل کی ایک اصطلاح بنام حج قرار دی ہوئی ہے جس کا معنی ہے

جھگڑوں کا فیصلہ۔ قارئین حضرات پہلے اس اصطلاحی لفظ کے اپنے اصل معنی کو سمجھیں جو یہ ہے کہ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رِبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللهُ الْمُلْكَ (2-258) اس آیت کریمہ میں جناب ابراہیم علیہ السلام کی بحث وقت کے بادشاہ کے ساتھ پیش کی گئی ہے جس میں لفظ حج کو ماضی کے صیغہ میں لا کر اس کا معنی جھگڑا کیا، سمجھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ لفظ حجۃ کے معنی دلیل، ثبوت اور Prove ہے جس کی مثال قرآن حکیم سے وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَا هَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (6-83) ہے۔ پیچھے آیت نمبر (6-74) سے جناب ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد اور اپنی قوم سے بحث و مباحثہ کا ذکر ہے جس میں جناب ابراہیم اپنے موقف کی سچائی کیلئے جو دلیل پیش کرتے ہیں اسے قرآن حکیم حجت کے لفظ سے تعبیر فرماتا ہے جس کا معنی ہے دلیل اور ثبوت۔ اس مثال سے سمجھا جائے کہ عدالتی ماحول اور کلچر میں فریادی کو داعی کو اپنا مدعا ثابت کرنے کیلئے دلیل اور ثبوت دینے کے سوا سنا ہی نہیں جاتا۔ مطلب ہوا کہ لفظ حجت بھی عدالتی زبان کا ایک اہم حصہ ہے اس لئے قرآنی ڈکشنری کے حوالہ سے کورٹ اور عام عدالت کا نام بھی حج تجویز کیا گیا ہے۔ جس کا ثبوت ہے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (2-189) اس آیت کریمہ میں چاند کی مختلف حالتیں شروع سے چودہ دن تک تدریجاً تکمیل کو پہنچنا پھر واپس اسی حساب سے سکڑنا اس کے بعد ایک دو دن غائب رہنا قرآن حکیم نے چاند کے اس انداز کو ایک ماہ کی تاریخوں کے برابر ہونے کو انسانوں کے آپس میں معاملات کی تاریخوں کو مقرر کرنے اور حکومتی عدالتی فیصلہ جات کی تاریخیں اور پیشیاں مقرر کرنے کی ضرورت پوری کرنے کیلئے قمری جنتری قرار دیا ہے اور فرمایا کہ چاند کا یہ تکمیل کیلئے بڑھنا اور پھر واپس سکڑنا ایک ماہ کی تاریخوں کی پہچان کیلئے ہے۔ اس آیت کریمہ (2-189) میں لفظ حج کورٹ اور عدالت کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جو ملکی اور قومی لیول کی داخلی عدالتیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ دوسری اقوام سے اگر جھگڑا ہو اور ان

کے فیصلوں کا معاملہ ہو تو عدالت برائے کثیر الاقوام کا نام قرآن حکیم نے حج اکبر تجویز فرمایا ہے۔ جس کا ثبوت آیت کریمہ (9-3) میں موجود ہے۔ جس کے فیصلہ کے اندر لفظ ناس کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے یہ عدالت بین الاقوامی سمجھنی ہو گی۔ لفظ حج کو قرآن حکیم نے سال کے معنی میں بھی استعمال فرمایا ہے جو بحوالہ آیت کریمہ (27-28) سے سمجھا جائے۔ جس میں جملہ ثمانی حجج کا ترجمہ آٹھ سال ہے اس معنی سے حکم ربی کہ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (22-27) یعنی اے ابراہیم لوگوں میں اعلان کر دو عدالت حج میں آنے کا، ان دونوں آیتوں سے حج ایک سالانہ عدالتی کانفرنس بھی قرار پاتی ہے۔ میں نے اس آیت کریمہ (22-27) میں حج کی طرف بلاوے کو سالانہ عدالتی حج کانفرنس کا نام دیا ہے، وہ اس دلیل سے کہ خود قرآن کی اطلاع اور اعلان ہے کہ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (22-28) اس مقام پر لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ سے مراد ہے جملہ اقوام کے نمائندے اس اجتماع میں آئیں اور اپنے لئے فوائد اور نفعوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔ یہ جملہ بتاتا ہے کہ یہ سالانہ اجتماع بنام حج کثیر المنافع یعنی ملٹی پرپز ایجنڈا پر مشتمل ہو گا جس میں عالمی سطح کے تنازعات کے حل سے لوگوں کیلئے بھی بین الاقوامی ترقی کے راستے کھولے جائیں گے۔

قرآنی ڈکشنری کے حوالہ سے کئی مقامات پر لفظ نفع کو ضرر کے مقابلہ میں لایا گیا ہے اس لئے اقوام متحدہ کی عدالت عالیہ بنام حج میں عالمی سہولتوں رعایتوں منفعتوں کے معاملات کو ایجنڈا میں رکھ کر انہیں پاس کیا جائے گا، جس سے دنیا کے اندر ضرر نام کی ہر شئے کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ چاند پر پہنچنے، مریخ تک پہنچنے، خلائی سیٹلائیٹ اور خلائی راستوں کے استعمال کے روٹ یہ جملہ معاملات بھی انسانی فلاح کے نام سے عالمی ادارے حج کے اجتماعات کے ایجنڈا میں فیصل کرنے ہوں گے۔ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ امریکہ خلاؤں میں موجود مختلف سیٹلائیٹوں کے عمل دخل کو جام کرنے کیلئے خلاء میں ان سے بھی اوپر

کوئی اپنا سیٹلائیٹ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو دنیا کے مدبر اور مفکر لوگ امریکہ کے اس عمل کو اقوام عالم کے اس حق کہ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (7-81) یعنی گلوبل ہال اور کلوز کمیونیکیشن کے استحقاق کو محفوظ رکھنے کیلئے عدالت حج یعنی اقوام متحدہ کی کورٹ میں ایسی زیادتی کرنے والی ریاست کو بھی چیلنج کرنا چاہیں تو چیلنج کرسکیں گے یہ سب کو حق پہنچتا ہے۔

حج بین الاقوامی اتھارٹی اور حکمران کے ماتحت ہوسکے گا

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ (22-27) سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بین الاقوامی عدالت کا ادارہ، وہ اتھارٹی قائم کرسکتی ہے جس کے اختیارات کا دائرہ کار بھی عالمی اور بین الاقوامی ہو۔ سو شروع میں جناب ابراہیم علیہ السلام سے لے کر جو یہ حج کا ادارہ قائم کیا گیا تھا تو اس کا منصب اور مقام بھی ذات انسان کی امامت اور قیادت کا تھا (2-124) اس لئے لفظ "یاتوک" میں آپ کی طرح کے حکمران کے ماتحت ایسی عدالت قائم ہونی ہے اور یہ عدالت جناب ابراہیم علیہ السلام کی حکومت کے بعد بند ہوگئی۔ اس کے بعد سارے انبیاء بین القومی تھے پھر جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام کے زمانہ حکومت سے یہ حج شروع ہوا کیونکہ ان کی نبوت بھی جملہ انسان ذات کیلئے ہے (7-158) جو ان کی وفات کے بعد بھی ان کے جانشین خلفاء قریش حکومت سال 133 ہجری تک یہ عدالت چلاتے آئے۔ ان کے زوال کے بعد جب عباسیوں کی حکومت کا دور آیا تو ان کے دور میں قرآنی حکومت کی بجائے فارسی بیوروکریسی کے مجوسی آل بویہ اور برامکہ کی نگرانی میں علم حدیث کے فلسفہ رہبانیت کی حکومت کا دور شروع ہوا جن کے ایام حکمرانی میں حج بجائے عالمی عدالت کے ایک زیارت گاہ اور تیرتھ یاترا بن گیا۔ اس دور سے لے کر آج تک ملک حجاز کے شہر مکہ کا حج قرآنی تعبیرات کا حج نہیں رہا۔ اس لئے

کہ مسجد الحرام بیت اللہ کیلئے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ (3-96) (2-125) یہ امن دینے والا گھر ذات انسان کیلئے ہے۔ اس عدالت نے ہر کسی کو انصاف دینا ہوگا۔ قرآنی ڈکشنری کے حوالوں سے مسجد کا معنی چونکہ سرکاری دفاتر اور کورٹس ہیں، اس لئے عباسی خلفاء کے دور سے جو علم حدیث کے ذریعہ معنی بگاڑ کر مسجدوں کو صرف مسلمانوں کی رہبانیت میں محبوس کردیا گیا اس سے آج تک جملہ حدیث پرست مسلمان آیت کریمہ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (2-114) کے مرتکب ہیں مطلب کہ قرآن کی سیاسی اور انقلابی اصطلاحوں کے معانی علم حدیث کے ذریعے بگاڑے گئے ہیں۔

عمرہ

عمر۔ یعمر۔ تعمیر: لفظ عمرہ خود ہی اپنی معنی کو واضح کئے ہوئے ہے کہ یہ ترقیاتی اور تعمیری امور کا بین الاقوامی اجلاس ہے ویسے تو ایک یونین کونسل سے لے کر ملکی لیول کی ڈویلپمنٹ کی سکیموں کے لئے اجلاس ہوا کرتے ہیں لیکن جب حکم دیا گیا کہ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ (2-196) یعنی جس طرح حج اکبر کا اجتماع ذات انسان کو امن دینے کیلئے ہے اس طرح عمرہ کے اجتماع کے ایجنڈا میں بھی بین الاقوامی اور بین الانسانی ترقیاتی اہداف کو ملحوظ رکھا جانا۔ ہوگا اس بات کا ثبوت یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ میں للہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا معنی ہے کہ حج اور عمرہ کے فیصلے اللہ کیلئے کئے جائیں سو اللہ کے لیئے کا معنی ہے اللہ کے بندوں کی حاجات اور مشکلات کو حل کرنے کیلئے، ان کے دفع کرنے کیلئے فیصلے کئے جائیں۔ ویسے اللہ کی ذات تو حوائجات سے مستغنی ہے سو حج اور عمرہ اللہ کیلئے ہیں کے معنی اللہ کے بندوں کی حاجات اور ترقیاتی کاموں کیلئے ہیں اور بس۔

یہ لفظ عمر۔ یعمر۔ تعمیر، ترقیاتی تعمیری کاموں اور پائیداری کے معنی میں ڈویلپمنٹ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔اس کا استعمال قرآن حکیم میں کل تین بار ہوا ہے اس کا ایک استعمال جو لفظ حج کے ساتھ اکٹھا قرآن میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ اِنَّالصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنشَعَآئِرِ اللّٰهِفَمَنْحَجَّا لبَيْتَاَو اعْتَمَرَ فَلاجُنَا حَعَلَيْهِاَنيَطوَّفَبِهِمَا وَمَنتَطوَّعَخَيْرًا فَاِنَّاللّٰهَشَاكِرٌ عَلِيمٌ (2-158) یہاں غور فرمائیں کہ حج کے معنی آپ نے ابھی پڑھے کورٹ عدالت یعنی جھگڑوں کے فیصلے کرنے کی جگہ تواللہ عزو جل نے اس آیت کریمہ میں عمرہ کو ایک ساتھ ایک ہی آیت میں حج کے ساتھ ذکر فرما کر ایک طرح سے تعلیم دے دی کہ آپ کی ملکی قومی ترقی اور تعمیر کا راز اس میں ہے کہ آپ کی عدالتیں مستعد اور چوکس رہیں یعنی آپ کے آپس میں جھگڑے نہ ہوں بھائی چارہ ہو۔ جب آپ کی رعیت میں ملک میں دنیا میں امن ہو گا عدل ہو گا آپ کی ڈویلپمنٹ آپ کی ترقیاتی سکیمیں تعمیری معاملے عمارتی کمپلیکس ہمیشہ روبترقی رہیں گے۔ سو عمرہ کے معنی سے حج بمعنی کورٹ اور عدالت کی طرح عمرہ کے معنی تعمیری ترقیاتی کاموں کی میٹنگ، کانفرنس، یا سیمینار وغیرہ۔ لفظ عمرہ قرآن حکیم میں کل تین بار استعمال ہوا ہے ایک بار آیت (2-158) میں اور دو عدد بار آیت (2-196) میں۔

حج کے ایام معلوم میں حج افسران کی جانب سے اجتماع میں آئے ہوئے لوگوں کو فیصلوں اور لیکچروں کی صورت میں جو تعلیم ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ (22-30) کی اور ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ (22-32) کے ضمن میں ملی ہو جس کے ساتھ قلوب کے اندر تقویٰ کی قلبی یعنی تجلی اور روشنی حاصل ہوئی ہو اب جو آپ انَ تعلیمات سے مزین اور منور ہو گئے تو آپ نے سماج اور معاشروں کی تعمیر اور ترقی کے لئے جو بھی ڈویلپمنٹ کی رینج متعلقہ ماہرین کی رہنمائی میں سکیمیں پاس کریں گے۔ وہ بجائے علاقائی اور انفرادی قومیتوں کے جملہ انسان ذات کیلئے ہوں گی۔

ایام حج میں سامان بعام کو ہدیہ کا نام دینا

قرآن حکیم نے اس قسم کی مشاورت، سیمیناروں اور کانفرنسوں کو عمرہ کا نام دیا ہے اور قرآن نے عمرہ کے ان سیمیناروں کے اجتماعات میں مندوبین اور شرکاء کے بعام کیلئے بھی حج کی طرح خورد و نوش کے بعام کی خاطر راشن اور گوشت کے جانوروں کو ہدیہ کے نام سے مقام اجلاس میں میسر کرنے کا حکم دیا ہے یعنی حج و عمرہ کے لئے آنیوالوں کے بعام و قیام کا جملہ بندوبست اقوام متحدہ کی انتظامیہ کی جانب سے اجتماعی عطیات اور ہدیوں کی صورت میں دینا ہو گا اور اس کی ذمہ داری حج کی انتظامیہ ڈپارٹمنٹ کی جانب سے ہونی ہے، جس کے لئے فرمایا کہ ہدیہ کا راشن یا گوشت جانور وفود حج کے اوپر بطور ٹیکس لازم سمجھا جائے۔ جس کی غرض وغایت قیاماللناس ہے (2-197) (5-97) جو علم روایات کے اندر یہ بات نہیں ہے اور وہ ہو بھی کیوں؟ وہ اس لئے کہ علم روایات کا حج اور عمرہ ملکی نظام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا، علم روایات کے حج میں شرکاء حج کے خورد و نوش کیلئے گوشت کے جانوروں کو قرآن کے دیئے ہوئے نام ہدیہ سے بھی نہیں پکارا جاتا اسے روایات اور حدیثیں گھڑنے والوں نے قربانی کا نام دے رکھا ہے۔ علم حدیث بنانے والے جانتے تھے کہ اگر ہم حج کے موقعہ پر لے جانے والے راشن اور جانوروں کو قرآنی لفظ ہدیہ سے پکاریں گے تو حج اور عمرہ کو ملکی سیاسی نظام سے متعلق امور میں سے شمار کیا جائے گا جس کی وجہ سے ان کی وہ سازش جو انہوں نے پورے قرآن کو اور اسلام کو جو ایک رہبانیت کا مراقبہ اور گوشہ نشینی والا مذہب مشہور و متعارف کرایا ہوا ہے کہیں اس کا بھید نہ کھل جائے۔ سو ہدیہ کے اصل قرآنی معنی ماننے سے ان کی سازش کا بھید ظاہر ہو جائے گا۔ بالکل اسی وجہ سے عمرہ کے شرکاء مندوبین کیلئے جو حج کی طرح قرآن نے راشن اور گوشت کی خاطر ہدیہ کے جانوروں کا انتظام کرنے کا حکم دیا ہے (2-196) تو حدیث سازوں نے گوشت کے جانوروں کا ذکر صرف حج کیلئے مجبوراً بحال رکھا وہ بھی ہدیہ کے معنی میں نہیں

بلکہ قربانی کی تحریف کردہ معنی میں یعنی خلاف قرآن معنی میں مشہور کیا۔ جس کا نام بھی بجائے ہدیہ کے اضحیٰ رکھا جبکہ یہ لفظ اضحیٰ مختلف صیغوں میں سات بار قرآن میں استعمال بھی ہوا ہے لیکن کہیں بھی حج اور عمرہ کے وقت جانور ذبح کر کے گوشت حاصل کرنے کے معنی میں نہیں آیا اور اس کا مقابل لفظ ہدیہ بھی سات بار قرآن میں استعمال ہوا ہے جس کے ساتوں استعمالات میں راشن اور گوشت والے جانور کے معنی نکلتے ہیں اور لفظ اضحیٰ کے ساتھ کہیں بھی ہدیہ کا لفظ اکٹھے استعمال نہیں کیا گیا اور ہدیہ لفظ کو بھی کہیں گوشت والے جانور کے ساتھ مقید نہیں رکھا گیا اس وجہ سے ثابت ہوا کہ گوشت، آٹا، دال چاول یہ سب چیزیں ہدیہ میں سے شمار کی جائیں گی۔

حج و عمرہ شخصی اور انفرادی عمل یا فعل نہیں ہے

محترم قارئین! آپ نے قرآن حکیم کے حوالہ جات سے جو ابھی پڑھا کہ یہ حج و عمرہ قرآن کے سمجھائے ہوئے نظام حکومت کے بہت اہم انتظامی اور عدالتی محکمہ سے متعلق جو شعبے ہیں جن کا تعلق وارڈ کمیٹی ٹاؤن کمیٹی، یونین کونسل تحصیل کونسل ضلع کونسل صوبائی کونسل مرکزی کونسل اور ملکی لیول سے بھی بڑھ کر بین الاقوامی لیول پر بھی ہوتا ہے۔ سو سمجھا جائے کہ حج یا عمرہ بین الاقوامی ایجنڈا والی کانفرنس اور میٹنگ اور مشاورتی اجتماع ہے جس کے فیصلے کسی ایک فرد واحد کے شخصی اور انفرادی یا ذاتی مفاد کیلئے نہیں ہیں یہ اور بات ہے کہ حج اور عمرہ کے سرکاری فیصلوں سے رعیت کے جملہ افراد کو اجتماعی فوائد ضرور ملیں گے۔ بلکہ یہ ادارے ہیں ہی افراد اور رعیت کے مفادات کی خاطر جو کہ حکومتی اور سرکاری حکام کو سرانجام دینے ہیں اور ان کی جگہ کہیں بھی ہو سکے گی۔ مکہ مکرمہ کے حوالہ سے حج و عمرہ کی بات ان دونوں کی ہے جب اس بلد امین شہر مکہ کی حیثیت وہاں بین الاقوامی حکمران کے قبضہ اور رہائش کے

دنوں میں ہوتی تھی۔ اب تو سعودی حکمران خود ہی گھر بیٹھے عالمی دہشتگردی کی تنظیم داعش سے بھی پریشان ہیں یعنی مکہ نامی شہر میں بین الاقوامی عدالت کا قرآن والا حج مسجد الحرام سال 133 ہجری سے بند کرایا گیا ہے۔ بہر حال شہر مکہ والا حج و عمرہ جو قرآنی حوالہ والا ہے وہ ہجری سال 133 کے بعد سے اب تک بند اور معطل ہے اور ویسے بھی قرآن والا حج رب تعالیٰ نے شروع سے جمیع انسان ذات کے مسائل حیات کے سلجھانے کی خاطر کرایا تھا جس کو عباسی آل رسول نے اپنے دور اقتدار سے لے کر حج کے قرآنی معاشی سماجی مقاصد لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيٓ اَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (22-28) سے ہٹا کر آج تک آثار قدیمہ کی طرز کا تیرتھ یاترا بنایا ہوا ہے۔

حج اور عمرہ جمیع انسانوں کیلئے ہے صرف مسلمانوں کیلئے نہیں

اس دعویٰ کیلئے ثبوت آیت کریمہ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (2-196) بھی ہوئی اور آیت کریمہ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ (9-3) یعنی اللہ ورسول (حکومت کے محکمہ حج) کی جانب سے آرڈر ہے لوگوں کو حج کی طرف آنے کا۔ اس مقام میں بلاوے کے اندر عام لوگوں کا ذکر ہے خاص کسی مذہبی چھاپ والوں کو نہیں بلایا گیا۔ اور آیت کریمہ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوكَ رِجَالًا وَعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَاْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (22-27) یہ بھی دلیل ہے اس واسطے کہ عدالت حج جملہ انسان ذات کیلئے ہے اور علماء لغت نے اگرچہ لفظ ضامر کا معنی تھکی ماندی سواری کیا ہے جس سے میں کوئی تعرض نہیں کر رہا لیکن اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اگر کوئی فریادی اپنی کتھا رازداری میں رجسٹر کرانا چاہے تو اس کو اجازت ملنی چاہیے کیونکہ مقدمہ داخل ہونے کے بعد مخالف جانب کو اپنی صفائی اور جواب دینا ہے۔ البتہ مقدمہ داخل کرنے سے پہلے مخالف اگر طاقتور ہو گا تو وہ کمزور فریادی

کو کہیں اگلے جہان نہ بھیج دے۔ یہ معنی یا نکتہ لفظ ضامر میں موجود ہے کیونکہ ضامر ضمیر کا ہی دوسرا صیغہ ہے جس میں اشارہ اور اخفاء کا معنی موجود ہے اور آیت کریمہ کا جملہ من كل فج عميق بھی بتا رہا ہے کہ فریادی لوگوں کیلئے ملکی اور ریاستی حد بندیوں کی رکاوٹیں نہیں ہونی چاہییں۔ بہر حال مطلب ہوا کہ بین الاقوامی عدالت میں آکر انصاف اور عدل لینے کیلئے نہ کوئی مذہبی رکاوٹ ہونی چاہیے نہ ہی یہ کہ اقوام متحدہ ادارے کے غیر ممبر اقوام و ممالک کا بھی کوئی طبقہ یا قبیلہ اگر فریاد کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی کوئی بندش نہ ہونی چاہیے۔

بین الاقوامی حج سیشن کم سے کم تین ماہ کا ہونا چاہیے

ادارہ اقوام متحدہ کی عدالت دنیا جہان کے کئی اقوام و ممالک کی ممبر شپ پر مشتمل ہوتی ہے ان سب کے کئی سارے مقدمات ہو سکتے ہیں۔ سو عین ممکن ہے کہ ان سب کے تنازعات تین ماہ میں بھی نمٹ نہ سکیں۔ سو حاکم اعلیٰ کو یہ بھی اختیار ہے کہ سیشن کی میعاد کو تین ماہ سے بھی بڑھا سکے۔ اصل میں قرآن حکیم نے میعاد حج کانفرنس کیلئے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (2-197) کا حکم جمع کے صیغہ میں دیا ہے اور جمع کے صیغہ میں کم سے کم تین عدد آتے ہیں زیادہ کی کوئی حد نہیں ہوتی سو جتنے ماہ بھی سیشن حج میں داخل ہوں گے وہ سارے ذوالحج کہلائے جا سکیں گے۔ موجود عربی بارہ ماہ کے نام علم حدیث بنانے والوں نے گڑبڑ کردہ ناموں سے تجویز کئے ہوئے ہیں کیونکہ یہ نام اصل میں شمسی جنتری کے معنی کے ہیں۔ ان کو قمری جنتری میں بطور خیانت کے مشہور کیا ہوا ہے۔ ان کے غلط ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم نے عدالت حج کے فیصلوں کے بعد چار ماہ کو اشہر حرم کہا ہے (9-36) علم الحدیث بنانے والوں نے ایک ماہ کا نام محرم رکھا ہوا ہے مطلب کہ حدیث ساز اماموں نے امت مسلمہ کی ہر چیز کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ایسی بگاڑ کی تخریب کاری کے نشانات کو بھی انہوں نے مٹانا

ضروری نہیں سمجھا جیسے کہ موجود بارہ مہینوں کے ناموں میں سے صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب شعبان۔ رمضان۔ شوال یہ سارے نام سال کے موسموں سے تعلق رکھتے ہیں اور موسمی معنویت شمسی جنتری سے منسلک ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ قمری جنتری کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ لیکن حدیث ساز اماموں نے اپنی اس علمی اور تاریخی تخریب کاری میں جناب نبی علیہ السلام کے اسم گرامی کے ساتھ اپنی گھڑی ہوئی احادیث کی جھوٹی نسبت کا ایسا تو افسون دماغوں میں بٹھا دیا ہے کہ امت کے علمی مشاہیر کو تو قریش بنام بنوامیہ اور بنو عباس نامی جنگ میں قتل کر دیا گیا تھا بقیہ جاہل عوام فاتحین کی سفاحیت کی ڈر کے مارے کچھ کہہ بھی نہ سکی۔ ویسے شیخ سعدی نے ہلاکو کی بنو عباس کے ساتھ جنگ میں خونریزی اور قتل عام پر اپنے مرثیہ میں کہا تھا کہ آسمان راحق بود گر خوں ببارد بر زمین یعنی بغداد کے سقوط کی جنگ میں ہلاکو کے لشکر نے جتنی بھی قتل و غارتگری کی ہے اس پر اللہ کو بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ قاتلین کے اوپر بھی بدلہ لینے کیلئے خون کی بارش برساتے۔ شیخ سعدی اس بیت سے اہل سنت کے زیدی شیعہ ثابت ہو رہے ہیں۔

اس بین الاقوامی عدالت کو مسجد الحرام اور بیت اللہ کیوں کہا گیا؟

قرآنی ڈکشنری کے مطابق لفظ مسجد کی مصداقی معنی تو حکومتی دفاتر ہیں۔ ویسے مسجد اسم ظرف مکانی کا صیغہ ہے مسجد کا معنی ہے جھکنے کی جگہ۔ پھر اس سے مسجد کا معنی بنے گا ایسی جگہ جہاں سے جاری ہونے والے فرامین کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے جھکا جائے اور لفظ حرام کا معنی ہے واجب الاحترام اور محترم و معزز۔ اس کے بعد وہ سرکاری دفتر اور آفس جس میں لوگوں کے تنازعات اور جھگڑوں کے فیصلے ہوتے ہوں جس کو عدالت اور کورٹ بھی کہا جاتا ہے تو اس عدالتی مسجد اور کورٹ کو اللہ نے بیتی یعنی بیت اللہ کہہ کر پکارا ہے (2-125)

(22-26) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عدالت کے فیصلوں سے جب لٹے پٹے ہوئے اللہ کے بندوں کو لوگوں کو عوام کو سکون ملتا ہے تو اللہ نے بھی اس عدالت کو سکون دینے والے گھر سے تعبیر کیا۔ یہ بھی اس حوالہ سے کہ قرآن نے گھروں کو جائے سکون سے تعبیر فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَنًا (16-80) لیکن اگر کوئی سوال کرے کہ یہ امن یہ سکون یہ عدل تو لوگوں کو ملا، بندوں کو ملا تو یہ بیت الناس سے بیت المسلم کیسے بنا؟ جواب یہ ہے کہ واقعی اللہ اس گھر کو ان اول بیت وضع للناس کہہ کر (3-96) عوامی مرکز تسلیم کرتا ہے جس میں ہندو مسلم سکھ عیسائی چمار اور برہمن سب برابر کے مکین اور مستفید ہونے میں ایک جتنا استحقاق رکھتے ہیں۔ یہ گھر جب ان سب کا ہے تو اللہ نے فرمایا کہ یہ سب لوگ جو میرے ہیں تو ان کا گھر بھی میرا گھر بنا، یعنی ایک ہی وقت میں کعبہ لوگوں کا بھی ہے اور اللہ کا بھی۔ اس لئے کہ لوگ جو اللہ کے ہیں (2-186) (15-49) اور اللہ بھی سب کا ہے بحوالہ رب العالمین اور الرحمان الرحیم کے۔ اس استدلال سے ثابت ہوا کہ جتنی بھی عدالتیں انصاف سے فیصلے کرنے والی ہیں اور ان کے فیصلوں سے لوگوں کو جو امن اور سکون ملتا ہے تو ایسے سب ادارے بیت اللہ ہوں گے جبکہ وہ سب مساجد بھی تو ہیں ہی۔

عدالت حج کو کامیاب بنائے رکھنے کی ہدایات

فرمان ربی ہے کہ جو کوئی بھی عدالت حج میں آپ نے لئے شریک ہونا لازم بنا لے ایسے جملہ لوگوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (2-197) عدالت کے ماحول میں حرام کاری اور فیصلوں کی نافرمانی اور جنگ وجدل سے بچ کر رہیں۔ غور کیا جائے کہ کم سے کم جو تین ماہ کا عدالتی حج سیشن ہے اس میں اقوام عالم اپنے مفادات کیلئے ممبر حضرات سے اپنے لئے فیور میں ووٹ لینے تائید لینے فیصلہ لینے کیلئے بطور رشوت ان کو کچھ بھی دے سکتی

ہیں سو اقسام رشوت کا آفر قبول کرانے کیلئے ایجنٹ قسم کی حسینائیں بھی تیار کی جاسکتی ہیں جو دن کے اجلاسوں میں ممبروں سے مخصوص ایشوز پر حمایت میں ووٹ لینے کیلئے رات کو ممبروں سے مکہ اور نیویارک کی ہوٹلوں میں شب باشی کی آڑ میں ان سے وعدہ وعید نہ لیں۔ اس لئے قرآن حکیم نے عدالت اقوام متحدہ کے ممبروں کو الٹی میٹم دے دیا ہے کہ سیشن کے عرصہ میں ماحول عدالت میں حرام کاری اور بد خصلتیں توہین عدالت کے باب سے گنی جائیں گی۔ ساتھ میں عدالت کا جو اساسی مأخذ اور منشور الکتاب قرآن ہے (45-50) اس کی بھی نافرمانی سمجھی جائی گی اور عدالت کے اجلاسوں میں بحث وتمحیص کا انداز افہام وتفہیم کا ہونا چاہیے اسے کبھی جنگ وجدل تک نہ لے جانا چاہیے۔ ان امور کے پیش نظر رب تعالیٰ نے اس بین الاقوامی اور بین الانسانی عدالت کے مؤسس اول جناب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اور آپ کا سیکنڈ معاون بیٹا اسماعیل اس عالمی ادارہ کا ماحول پاک وصاف رکھیں۔ جاننا چاہیے کہ حکم طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (2-125) (22-26) سے مراد خالی جھاڑو دینے اور خوشبوؤں کی سپرے والی صفائی نہیں ہے بلکہ یہاں طہارت بیت سے مراد طہارت فکر قلبی اور نظریاتی مراد ہے یعنی بیت اللہ نامی عدالت عالیہ کا اسٹاف باکردار اور دیانتدار ہونا چاہیے اور جو آیت کریمہ (22-26) میں پہلے لاتشرک بی فرما کر پھر وطہرا بیتی فرمایا گیا ہے اس میں عدالت کے فیصلوں کیلئے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اللہ کی کتاب قرآن کے قانون سے ہونے چاہئیں یعنی غیر اللہ کی امامی روایات وفقہوں کو مأخذ نہ بنایا جائے مطلب کہ غیر قرآنی علوم کو قوانین کا مأخذ بنانا شرک سے شمار ہوگا۔

دوران حج بغیر سلائی شدہ دو چادریں پہننے کے پس منظر میں ایک سازش ہے

محترم قارئین! رب تعالی نے تخلیق آدم سے لے کر ان کی بود و باش کیلئے منبع رزق دھرتی کو بنا کر فرمایا کہ اس کے اندر ہم نے جو وسائل روزگار مقدر کئے ہیں ان کے لئے پالیسی یہ بنائی ہے کہ اس کی تقسیم حاجتمندوں کے اندر مساوات اور برابری کی بنیاد پر کرنی ہوگی (10-41) تو لٹیرے اور استحصالی لوگوں کو اللہ کی مقرر کردہ یہ مساواتی پالیسی راس نہ آئی اور انہوں نے احکامات الٰہی کو غلط معانی پہنا کر اللہ کے قانون مساوات فی الرزق (10-41) پر عمل کرنے کی بجائے معنی کے لحاظ سے معنی بگاڑے ہوئے اجتماع حج کے چند دن مکہ شہر میں آنے کے موقع پر سب مرد لوگوں پر دو عدد بن سلی ہوئی دو چادریں پہننے کا حکم فرما کر گویا کہ لباس کے حوالہ سے ایک جعلی مساوات گھڑلی جبکہ قوت اور رزق کے مسئلہ میں اللہ کی بتائی ہوئی مساوات (10-41) جملہ انسانوں یعنی مردوں اور عورتوں سب کیلئے یکساں اور ایک طرح کی تھی اور ہے جو حج و عمرہ کیلئے ان روایت ساز اتحاد ثلاثہ یہود مجوسی و نصاریٰ کے امامی لقب سے ملقب دانشوروں نے اپنی گھڑی ہوئی حدیثوں کی تفاصیل لکھی ہیں ان کی والی احرام نام کی بن سلی دو چادروں کا صرف مردوں کے لئے بجائے رزق کے لباس میں مساوات کا پورے قرآن میں کہیں کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ قارئین لوگ قرآن کی سنائی ہوئی رزق وروزی میں حاجتمندوں کیلئے برابری اور مساواتی تقسیم کی اہمیت سے (10-41) جان چھڑانے کیلئے، پورے سال میں چند دن حج کے موسم میں لباس میں مساوات اس کا فلسفہ قرآن اور علم وحی کے مقاصد کے خلاف ہونا اس سے امامی علوم بنانے والوں کی سازش اور خیانت کو سمجھ گئے ہوں گے۔

قرآن کا بتایا ہوا حج (22-28) وہاں ہو سکتا ہے جس جگہ کا حکمران شہنشاہ عالم ہو

قرآن حکیم نے جو بین الاقوامی عدالت کا تصور بنام حج دیا ہے وہ صرف دو عدد حکمران بادشاہوں کی قیادت کے حوالہ سے دیا ہے جن کی بادشاہی اور نبوت بجائے کسی مخصوص قوم یا خطہ ارض کے، جمیع انسان ذات کی خاطر تھی۔ ایک تھے جناب ابراہیم علیہ السلام (22-27) (2-124) دوسرے تھے جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام (7-158)۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں جو سلسلہ نبوت جناب اسحاق علیہ السلام کی پشت سے چلا وہ اس کے انبیاء اور بادشاہ بین الاقوامی کی بجائے بین القومی ہوئے تھے، سو ابراہیمی حج جناب ابراہیم کی وفات کے بعد بند ہو گیا۔ پھر ابراہیم کی اولاد میں سے جناب اسماعیل علیہ السلام کی پشت سے تقریباً ڈھائی ہزار سال بعد جب اللہ عزوجل نے جناب محمد علیہ السلام کو جمیع انسانوں کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا تو پھر اس نے اللہ کے حکم سے اپنے دادا کی قائم کردہ بین الاقوامی عدالت حج کا پھر سے احیاء کیا، جو ان کی وفات کے بعد اس کے جاء نشین خلفاء قریش جن کی حکمرانی 133 سال ہجری تک چلی تو ان کے ادوار کا حج اپنے تاسیسی مقصد (22-28) پر ہوتا رہا۔ پھر جو آرٹیفیشل آل رسول کے نام سے قریشی خلفاء کے خلاف علوی اور عباسی دعویدار لوگوں نے، اپنے لئے استحقاق خلافت کی تحریک چلائی اور سال 133 ہجری میں قریش کو شکست دے کر اقتدار پر قابض ہو گئے تو ان کی فتح گویا ان کے گھڑے ہوئے خلاف قرآن علم حدیث کی فتح ہوئی اور قریش کی شکست، گویا قرآن کی شکست ہوئی۔ وہ بھی ایسی شکست ہوئی جو آج تک خود کو مسلم امت سے کہلانے والے لوگ اپنے مسائل حیات کی رہنمائی کا علم بجائے قرآن سے لینے کے اتحاد ثلاثہ یہود مجوس و نصاری کی سرپرستی میں تیار کرائے ہوئے خلاف قرآن علم احادیث اور امامی فقہوں سے لیتے رہتے ہیں جس علم الحدیث میں قرآن کی جانب سے غلام سازی پر عائد کردہ بندش (8-67) (4-47) کو علم الحدیث نے پھر سے جائز کیا اور امامی روایات و فقہوں کی

معرفت دوبارہ یہ لعنت مسلموں کے کھاتے میں ڈالی ہوئی ہے۔ قرآن نے عورتوں کے حقوق اور مرتبہ کو مردوں کے برابر قرار دیا (2-228) قرآن نے عورتوں کو نکاح کے وقت مہر میں سونے چاندی کا ڈھیر دینے کا قانون بتایا (4-20) اور علم حدیث میں بیویوں کو نکاح کے مہر میں لوہے کا چھلا دے کر کام نکالنے کی راہ بھی بتائی گئی۔

حج وعمرہ انفرادی اعمال نہیں ہیں

آیت کریمہ واتموالحج والعمرۃ للہ (2-196) میں اتموا اور للہ کے لفظوں پر غور کیا جائے یعنی اللہ کیلئے حج اور عمرہ کو مکمل کیا کرو۔ اس حکم میں اللہ کیلئے کا معنی ہے اللہ کے بندوں کیلئے، اللہ کی مخلوق کیلئے لوگوں کیلئے۔

محترم قارئین! آپ ابھی پڑھ کر آئے کہ حج کا لغوی اور اصطلاحی معنی ہے لوگوں کے جھگڑوں اور اختلافوں کے فیصلے کرنا اور عمرہ یہ ترقیاتی عوامی میگا پراجیکٹوں کی تعمیر اور ڈویلپمینٹ کی سکیموں کے نام ہیں۔ سو ان کے فیصلوں کیلئے یہ دو عدد لفظ ایک "اتموا" دوسرا "للہ" یہ بتا رہے ہیں کہ اتموا سے مراد ہے کامل اور مکمل کرنا یعنی ان کو ان کی خاطر پاس کردہ بجٹ میں خیانت کی قینچی لگا کر ادھورا نہیں چھوڑنا۔ حج سے متعلق ادھورے چھوڑنے سے مراد ہوگا کہ فیصلوں میں اسباب تنازعات پر بھی غور کر کے ان کا بھی قلع قمع کرنا ہوگا۔ ایسے نہ ہو کہ تنازعات کا سلسلہ نسلوں تک چلتا رہے جس کی طرف آنے والی آیت کریمہ 197 میں فرمان ہے کہ فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ یٰاُولِی الْاَلْبَاب (2-197) یعنی اللہ کا خوف یعنی اسباب معیشت کو خوف خدا کے حوالوں سے جمع کرنا اور حاصل کرنا ہوگا اور عمرہ کی سکیموں کے پراجیکٹ بھی شروع کرنے کے بعد ان کو مکمل کرنے تک کامیاب بنانا ہے۔ آدھا کام روک کر ان پر خرچ شدہ بجٹ کو ضائع نہ کریں کیونکہ ان پالیسیوں سے عوامی مفادات وابستہ ہیں جن

کیلئے قرآن نے للہ کا لفظ استعمال کر کے سمجھانا چاہا ہے کہ یہ انفرادی اور شخصی معاملات نہیں ہیں ان کے ساتھ قومی اور اجتماعی مفادات وابستہ ہیں۔ آج کل کا علم حدیث اور امامی فقہوں کا دیا ہوا تصور حج اور عمرہ یہ قرآن اور اسلام کے دیئے ہوئے مفہوم کا منہ چڑا رہا ہے جن کے شخصی گناہوں کے بخشوانے کے تصور سے ہم دنیا کے لوگوں کے سامنے بڑے شرمسار ہیں کہ سال بھر گناہ کر کر کے پھر حج وعمرہ کے ذریعے بخشوالیا کرو یعنی بخشش کے لالچ میں گناہوں کا سلسلہ لامتناہی رہے یعنی امت مسلم حج وعمرہ کے بہانے عادی مجرم بننے میں مشاق اور ماہر ہوتی چلے ۔یہی تو اصل مقصد ہے علم قرآن کے مقابلہ میں علم حدیث بنانے والی اسلام دشمن امام مافیا کا جن زندوایستائی اور بائیبل برداروں کا ذکر ہم شروع مضمون میں کر چکے ہیں۔

عدالت اقوام متحدہ کی ممبر شپ کیلئے فیس دینا بھی لازم ہے

آیت کریمہ (3-97) میں ہے کہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (3-97) یعنی اللہ (کے بندوں) کی خاطر لازم ہے لوگوں پر۔ اس آیت کریمہ میں لفظ استطاعت سے مراد استطاعت مالی اور جسمانی دونوں مراد ہیں لیکن لفظ سبیل کے معنی میں اس سے اور بھی کشادگی ہے جو عدالت حج کے ادارہ قائم کرنے کیلئے جملہ مطلوبہ اخراجات کو محیط ہے یعنی مکمل محکمہ اور ڈپارٹمنٹ قائم کرنے کی جتنی بھی مقتضیات ہوں ان کا لوگوں کو مل کر بندوبست کرنا ہوگا، استطاعت مالی کے معنی کا حوالہ (4-25) (2-273) ہے اور لفظ سبیل سے ایک مراد مالی چارہ جوئی کا حوالہ (4-98) الْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ (2-197)۔ سیشن حج کی میعاد تین ماہ یا اس سے بھی زیادہ رکھی جاسکتی ہے۔ اس آیت کریمہ (2-197) میں اشہر معلومات کا جملہ بتا رہا

ہے کہ حج ڈیپارٹمنٹ کی ایڈمن شعبہ جن حج کے ایام یا مہینوں کی نوٹیفکیشن جاری کرے گی تو اس میں مقدمات کے شیڈول کے حساب سے سیشن کی کل میعاد بھی لکھی ہوئی ہوگی۔ اسی کو قرآن نے فرمایا کہ اشہر معلومات، ورنہ معلومات کے تعین کی قرآن میں کہیں بھی جان کاری نہیں دی گئی اور جو آیت کریمہ میں اجتماع حج میں شریک ہونے والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ فلارفثوَلافسوقوَلاجدالفیالحجّ (2-197) یہ حکم صاف صاف طور پر بتارہا ہے کہ اس مقام حج میں سب کے نمائندے اپنی اپنی ریاست، مملکت اور قوم کا مقدمہ جیتنے کیلئے اور ہاؤس کے ممبران سے اپنے فائدے میں رائے شماری وغیرہ کے وقت ووٹ یا اور طریق کی حمایت لینے کیلئے رفث کی رشوت یعنی ان کو کال گرل وغیرہ پیش کرنا یا دیگر قسم کے فسق فجور جو کسی مظلوم قوم کے کیس کو خراب کرنے بگاڑنے رد کرانے یا ان کا مقدمہ عدالت کے ایجنڈا میں لانے کے خلاف غنڈہ گردی کرنا جس طرح فلسطین کے خلاف اسرائیل اور امریکہ کر رہا ہے اور ان کا ایسا کرنا ایوان میں کبھی ایک دوسرے کے اوپر گھونسے مکے اور ہر قسم کی مار پیٹ گالی گلوچ تک کی حالت ہم میڈیا پر دیکھتے رہتے ہیں سو قرآن حکیم اجلاسوں کے اندر اس آیت کریمہ میں ان چیزوں سے روکتا ہے۔ حج کے دنوں میں بن سلی ہوئی چادروں کو احرام کے نام سے پہننا قرآن کے حکم معاشی مساوات کے خلاف ایک سازش ہے۔

اللہ عزوجل نے جاگیرداری کے خلاف جو فرمایا کہ وَالْاَرْضَوَضَعَھَالِلْاَنَام (10-55) یعنی دھرتی سب کیلئے ہے اس لئے اس پر کوئی بھی تیری میری یعنی ذاتی ملکیت کا ٹھپہ نہیں لگا سکتا کیونکہ اللہ کا اعلان ہے کہ میں نے اس میں قوت اور روزگار کے جو وسائل مقدر کئے ہیں وہ سب سوائے للسّائلین (10-41) کے اصول مساوات پر ہر ایک کو دینے ہیں جو لوگ مفت خور مترفین ہیں ان کے بارے میں میرے قانون وَاَن لَیْسَ لِلْاِنسَان اِلَّا مَا سَعٰی (53-39) پر چلنا ہوگا یعنی جو کمائے وہی کھائے۔

عدالتی نظام کے قیام کی خاطر اللہ نے پہلے تو حکم دیا کہ وَاَنفِقُو افِیسَبِیلِاللّٰہِوَ لَاتُلقُوابِاَیْدِیکُمْاِلَی التَّھْلُکَۃِ (2-195) اللہ کی راہ میں خرچ کرو یعنی لوگوں کے لئے قیام امن کی خاطر پیسے خرچ کرو۔ اپنا عدالتی نظام بہتر کرو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو گویا تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہو۔ یہ آپ کی ایک قسم کا اجتماعی موت ہوگی یا یہ آپ کی ایک قسم کی اجتماعی خودکشی ہوگی۔ اس آیت کریمہ (2-195) میں جو حکم انفاق کا دیا گیا ہے یہ قیام عدالت کے اخراجات سے تعلق رکھتا ہے جو کہ حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ہے اور جو حکم ہے کہ جَعَلَا للّٰہُالکَعْبَۃَ البَیْتَالحَرَ امَقِیَامًالِلنّا سِوَالشَّھْرَالحَرَامَوَ الھَدْیَوَ القَلَائِدَذَلِکَلِتَعلَمُو اَنَّاللّٰہَیَعْلَمُمَا فِیالسَّمَاوَاتِوَمَافِیالأرْضِوَاَنَّاللّٰہَبِکُلِّشَیْءٍعَلِیمٌ (5-97) میں ہدیہ کے جانوروں کو اجتماع حج میں خوردونوش کیلئے لے جانا ہے۔ یہ حکم بھی اجتماع حج وعمرہ کی خوردونوش کی ضروریات سے تعلق رکھتا ہے۔ جو آج کل ہوٹلنگ کے سسٹم اور دوُر کی وجہ سے یہ سب چیزیں نقدی کیش دینے سے ہوں گی اور آیت کریمہ (2-197) میں جو فرمایا گیا ہے کہ وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (2-197) یہ بھی راشن پانی آج کے دور کے لحاظ سے کیٹرنگ کمپنیوں اور ہوٹلوں کی وجہ سے کیش کے ذریعے صرف آرڈر دینے سے سب انتظام ہو سکیں گے۔ سو اس طرح کی ضروریات نئے دور میں حج ٹیکس سے پوری کی جائیں گی ۔اس کا اہتمام قرآن میں آیت کریمہ (2-196) نے حج اور عمرہ دونوں کے ذکر میں لازمی قرار دیا ہوا ہے۔ سو جو شخص اس کا بندوبست کرنے سے قاصر ہوگا تو قرآن نے اس کی پاداش میں اس کے اوپر دس روزے بطور فدیہ اور بدلہ کے لازم قرار دیئے ہیں۔ اس حکم سے ثابت ہوا کہ حج ٹیکس یا فیس نہ دے سکنے کی صورت میں بطور پاداش اور فدیہ کے روزے رکھنے لازم کئے گئے ہیں۔ روزوں سے متعلق اس قسم کے احکام بتارہے ہیں کہ روزہ اپنے جوہر میں ایک قسم کی عدالتی پنشمنٹ ہے عبادت نہیں ہے قرآن حکیم نے اسی وجہ سے روزے کو کفارہ اور مصیبت سے تعبیر فرمایا ہے (5-95)۔

حج اور عمرہ کی بحث میں کنسلٹنٹ حاکموں اور ماہروں سے متعلق احکام ہیں

سورت حج کی آیت نمبر 26 سے لے کر آیت نمبر 38 تک کی 13 عدد آیات کو غور سے پڑھا جائے تو ان میں آپ کو جناب ابراہیم علیہ السلام کے نام سے یہ کام اور ڈپارٹمنٹ قائم کرنے کی بات کا یقین ہو جائے گا کہ ابراہیم علیہ السلام جو امام للناس ہے اس سے جو یہ عالمی عدالت قائم کرائی جارہی ہے اور قریباً ڈھائی ہزار سال کے تعطل کے بعد یہی عدالت جناب ابراہیم علیہ السلام کے پوتے جناب محمد علیہ السلام کی معرفت اسی عدالت بین الاقوامی کا احیاء ثانی کرایا جاتا ہے کہ وَأَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الحَجِّ الأَكْبَرِ (9-3) غور کیا جائے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام سے اس عدالت میں آکر آپ نے منافع کا مشاہدہ کرنے کی جو دعوت دلائی گئی ہے اس کے الفاظ میں ہے وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالحَجِّ (22-27) یعنی بغیر مذہبی اور فرقہ جاتی فرق کے جملہ انسانوں کو بیت العتیق کی عدالت میں اپنے حقوق طلب کرنے کیلئے آنے کی دعوت ہے۔ اس مقام پر مسجد الحرام کو بیت العتیق کا نام اس لئے دیا گیا کہ اس عدالت کے قوانین میں غلاموں کو آزادی دلانے کا منشور ہے (7-157) یاد رکھا جائے کہ جو بھی عدالت محکوموں کو غلامی سے نجات دلانے کا عمل نہیں کرتی تو ایسی عدالت سے مستضعفین اور غلاموں کو بائیکاٹ کرنے کا حق ہے اور اس عدالت کو اسٹرائیک کے ذریعے ڈسمس کرانے کا بھی حق ہے کیونکہ وہ اپنی معنویت (5-97) (16-80) کھو چکی ہے۔ یہ حقیقت بھی جانی جائے کہ حج کے منافع میں سے یہ بھی ہے کہ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ (22-28) (22-34) یعنی اسماء الٰہی کو، صفات خداوندی کو معاشروں پر منطبق کرنے کی تعلیم کو حج افسران کی سمجھائی ہوئی آئیڈیالوجی کو ایام حج میں اچھی طرح یاد کرو۔ گویا کہ ایام حج میں آپ کے لئے کامیاب معاشرت کا ایک علمی ٹریننگ کورس بھی ہے۔

صفا۔ مروۃ۔ طواف۔ اعتکاف۔ شعائر اللہ

ہم قارئین کی خدمت میں یہ گزارش کر چکے ہیں کہ حج اور عمرہ کا معنیٰ اس مضمون میں لوکل اور ملکی نظم سے بڑھ کر جو بین الاقوامی لیول سے متعلق مسائل و معاملات ہیں یہاں ان کا ذکر کرنا اور ان سے متعلق اصطلاحات کے معانی عرض کرنا مقصود ہیں۔ مطلب کہ قرآن حکیم اقوام عالم کے ممبران اور نمائندگان سے مخاطب ہے کہ إِنَّالصَّفَاوَ المَرْوَةَ مِنشَعَآئِرِ اللّهِفَمَنْحَجَّالبَيْتَأَوِ اعْتَمَرَفَلاجُنَا حَعَلَيْهِأ نيَطَّوَّفَبِهِمَاوَ مَنتَطَوَّ عَخَيْرًا فَإِنَّا للّهَشَاكِرٌ عَلِيمٌ (2-158)۔

محترم قارئین! آیت کریمہ ھٰذا کی روشنی میں صفا، مروۃ اور طواف کے حوالہ سے کچھ لکھنے سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ خرافاتی روایات کے علم نے جو صفا اور مروۃ کے متعلق جھوٹ کے بنڈل اور انبار لکھے ہیں ان کے بارے میں کچھ لکھوں۔ روایات میں جو کہا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے نو مولود بیٹے اسماعیل اور اس کی ماں کو اپنے اصل وطن بابل سے شہر مکہ لے آیا تھا اور انہیں وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔ پیچھے جب ماں اور بچہ کیلئے لایا ہوا راشن پانی ختم ہو گیا تو اسماعیل کی ماں موجودہ جغرافیہ کے مطابق کعبہ سے جبل ابو قبیس کی جانب بیچ میں چھوٹے سے ٹیلے قسم کی پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں چڑھ کر ان کے درمیان سات چکر دوڑی ہے۔ اگر ہم اس حدیث ساز اماموں کے اس جھوٹ کو قبول کریں تو ایک بار ان پہاڑیوں پر چڑھ کر پانی تلاش کرنا تو قبول کیا جاسکتا ہے وہ اس لئے کہ ایک بار دونوں پہاڑیوں پر چڑھ کر دیکھنے سے جب پانی نہ ملا اور ان ٹبوں کے پیچھے سامنے اور بائیں طرف تو سوفٹ سے بھی بڑا پہاڑ آج تک واقع ہے وہاں پانی نظر نہ آنے کے بعد تو بی بی صاحبہ کو دائیں طرف دوڑ لگانی چاہیے تھی جو کہ اس طرف ہموار میدان بھی ہے۔ ان حدیث سازوں کی گھڑ اوت کے حساب سے بی بی صاحبہ پانی کی تلاش کیلئے اس طرف گئی ہی نہیں صرف ایک ہی جگہ پر مسلسل لاحاصل قسم

کے سات چکر دوڑی ہے۔ جو کہ ایسی بات کو عقل سالم قبول نہیں کرتی۔ حقیقت میں آیت کریمہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ کے جملہ میں اللہ کی جانب سے اقوام عالم کو ایک قسم کی نصیحت کی گئی ہے کہ آپ جب اس بین الانسانی (3-9) اجتماع میں اپنے اختلافات دور کرنے آئے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنی دلوں کو ایک دوسرے کی طرف سے صاف رکھیں اور مصالحتی فیصلوں اور مذاکرات کے وقت مروت اور در گزر سے کام لیں۔ آپ کا اپنے دلوں میں صفا اور مروت کی صفتیں رکھنا اور جذبہ رکھنا یہ اللہ کی ان علامات میں سے ہوگا جن کی وجہ سے لوگ آپس میں صلح وسانت سے رہ سکیں گے۔

جناب قارئین! اللہ کی اس نصیحت سے اتحاد ثلاثہ یہود مجوس اور نصاریٰ کے دانشوروں نے بھانپ لیا تھا کہ مسلم امت والے اپنے ان حج اور عمرہ کے قرآنی فارمولوں سے دنیا جہان کے لوگوں کو شیر وشکر کرکے چلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پھر ان کی ڈوائیڈ اینڈ رول والی چال جس کی وجہ سے یہ مافیائی مترفین اپنی سامراجیت تھوپنے میں ناکام ہو جائیں تو پھر ان کے لڑائیوں کے لئے بنائے ہوئے اسلحوں کے انبار کون خرید کرے گا۔ اس لئے انہوں نے قرآن حکیم کی دی ہوئی عالمی عدالت کی کامیابی کی اصطلاحات کا معنوں کے لحاظ سے رخ پھیرنے میں ہی اسلام کی ناکامی اور اپنی کامیابی سمجھی۔ پھر انہوں نے صفا اور مروۃ کے نام دلوں کے اوصاف اور جذبوں کی بجائے پہاڑی چوٹیوں پر ایک فرضی کہانی کے شان ورود کے بہانے سے رکھ دئے۔ اور جو اللہ عزوجل نے موقعہ حج پر متحارب گروپوں کے کیمپوں میں حج کے منصفوں قاضیوں فریقوں کے امینوں نمائندوں کو فرمایا کہ حج اور میگا پراجیکٹ کی سکیموں کیلئے عمرہ کی میٹنگوں کے ممبران میں سے کوئی بھی ان کے پاس بار بار آئے جائے، مصالحت کیلئے طواف کرے تو اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ پھر قرآن حکیم کی جانب سے اصلاح اور ترقی بین الناس کی تکمیل اور کامیابی کیلئے جو طواف یعنی متحارب قوموں کے درمیان آنے

جانے اور طواف کرنے والوں کو اس گناہ سے مستثنیٰ کر دیا جو عموماً عدالتوں میں امینوں اور وکلا کیلئے مخالف پارٹی سے راہ ورسم رکھنا ان کے اصیل لوگ گناہ سمجھتے ہیں تو اتحاد ثلاثہ نامی سامراج کے دانشور اماموں نے آیت (2-158) کے لفظ طواف میں معنوی خیانت کرتے ہوئے اس کی بجائے مسجد الحرام کی چار دیواری کے چاروں طرف پھیرے لگانے کو طواف قرار دیدیا ہے۔ اگر طواف کیلئے ان کے یہ معنی کہ کعبہ کی چار دیواری کو پھیرے دیئے جائیں تو جملہ حدیث پرست امامی فرقوں کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ وہ آیت کریمہ (2-158) کے جملہ فلاجناح علیہ ان یطوف بھما یعنی حج اور عمرہ کرنے والے پر گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کے ساتھ طواف کرے۔ اہل حدیث لوگ بتائیں کہ ان کے ہاں کوئی ایسا بھی طواف کی قسم ہے جو گناہ ہو۔ ہم نے تو طواف کے قرآن والے معنی کے ذریعے بتادیا کہ مقدمات میں مؤکل اور اصیل لوگ اپنے وکیل کیلئے اس کا ان کے مخالفوں کے ساتھ ملنا اور ان کے پاس پھیرنا، آنا جانا گناہ تصور کرتے ہیں۔ اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں ہمارا وکیل مخالفوں کے ہاتھوں بک نہ جائے۔ سو حدیث پرستوں نے طواف کا جو معنی کعبہ کی چار دیواری کو پھیرے دینا بتایا ہے اس کی روشنی میں وہ بتائیں کہ ان کے طواف کی بھی ایسی کوئی صورت ہے جو اس میں طواف کرنا گناہ ہو؟ میں اس مقام پر قارئین لوگوں کا اس طرف توجہ مبذول کراتا ہوں کہ غور کیا جائے کہ قرآن حکیم کس طرح تو قرآن میں معنوی تحریف کرنے والوں کی خیانت کو پکڑ کر دکھاتا ہے اور وہ بھی نہ صرف اتنا بلکہ اگر ان علم کے دستار بند لوگوں کا طواف کیلئے یہ فرمان ہے کہ صفا اور مروۃ یہ پتھر کے ٹیلوں کا نام ہے جن دونوں پہاڑیوں کے بیچ میں طواف کرنا ہے اور بیت اللہ کی عمارت کا بھی طواف کرنا ہے یہ عدد کے لحاظ سے آیت کریمہ کے اندر ان تین چیزوں کا ذکر ہوا ہے پھر اللہ نے ان یطوف بھما جملہ کے اندر تثنیہ کا ضمیر کیوں استعمال فرمایا۔ اگر صفا ایک پہاڑی ہے اور مروہ دوسری پہاڑی ہے اور حج بیت کا تیسرا مطاف بقول ان کے یہ تو جمع ہوا اب

بتایا جائے کہ کیا اللہ اپنے کلام میں علم نحو اور صرف کے لحاظ سے ایسی غلطی کر سکتا ہے جو طواف
کے تین نشانات کیلئے ضمیر جمع کے بجائے تثنیہ کا استعمال فرمائے؟!!! کیا قرآن حکیم خیانت
کرنے والے چوروں کو پکڑنے کا فن سکھاتا ہے علم نحو اور صرف کے حوالہ سے ضرورت
صرف الفاظ قرآن پر غور کرنے کی ہے۔

الطائفین۔العاکفین

جس طرح کہ قرآن حکیم اپنے مشکل اور اصطلاحی الفاظ کے معانی بتانے میں اپنی
ڈکشنری خود آپ ہے جس کا ایک انداز تعلیم یہ بھی ہے جو وہ اپنے ان الفاظ کو تقابل میں لا کر
جن کے معنی میں بھی تقابل اور تضاد ہو اس فن سے ان کے معنی کو کھولتا ہے۔ پھر قاری کو ان
میں سے ایک لفظ کا معنی اس کے دوسرے مقابل لفظ کے معنی سے متعین کرنے اور سمجھنے میں
آسانی ہو جاتی ہے۔ اب لفظ طواف۔ طائفین کو قرآن حکیم نے آیت نمبر (2-125) میں
عاکفین کے تقابل میں آمنے سامنے لایا ہے کہ وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا
بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (2-125) اس مقام پر طواف کا معنی گھومنا
پھرنا چکر کاٹنا معلوم اور متعین ہے تو اس کے مقابل لفظ عکف اور عاکفین کا معنی از خود ثابت
ہو جاتا ہے کہ ایک خاص مقام پر جم کر ڈیرا ڈالے ہوئے بیٹھے رہنا اس کا معنی ہے۔ پھر سوال ہوتا
ہے کہ چکر کس لئے اور ڈیرا ڈال کر ایک جگہ بیٹھے رہنا کس لئے؟ وہ تو سمجھنا آسان ہے کہ
موضوع کلام سیاق و سباق کلام اسے سمجھانے میں خود استاد ہے۔ اب آگے ان الفاظ کے معنی کو
مزید سمجھنے کیلئے کہ ان کا عدالت کے ساتھ کورٹ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وہ بھی قرآن حکیم
خود سکھاتا ہے جو فرمایا کہ ہم نے جو ابراہیم کو نوع انسان کی قیادت پر مامور کیا (2-124) تو لازم
ٹھہرا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کے ساتھ مل کر قواعد بیت کو بلند کرے (2-120) یہاں اس عالمی

عدالت کو اللہ نے بیت کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ وہ اس لئے کہ قرآن نے بیت کو جس کا معنی وہ
گھر ہے جس میں رات گزاری جاتی ہے اور رات کو قرآن نے باعث سکون فرمایا ہے (6-96)
سو اس نسبت سے بیت یعنی گھر میں جو رات گزاری جاتی ہے تو گھر اور بیت بھی سکون بخشنے والی
جگہ ہوئی۔ اب جو قرآن حکیم نے قیام عدالت کے اعلان میں وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً
لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا (2-125) یعنی کورٹ کو اللہ نے بیت سے تعبیر فرمایا وہ اس واسطے کہ عدالتیں
اور کورٹیں لوگوں کو اپنے فیصلوں سے سکون اور امن بخشیں گی۔ بیت بمعنی عدالت کے اس
قرآنی استعمال سے یہ بھی رہنمائی ملتی ہے کہ جو عدالتیں اور کورٹیں لوگوں کو اپنے فیصلوں سے
امن اور سکون نہ دے سکیں تو ان کو مسمار کر دو، ڈھا دو۔ اس لئے کہ وہ اپنی معنویت کھو چکی ہیں
پھر یہ ایسی عدالتی بلڈنگیں سکون دینے کے عوض وحشت اور دہشت پھیلانے والی ہوئیں۔
محترم قارئین! اس کتاب کے نام میں جو میں نے ایک دعوی کیا ہے کہ "روح قرآن
اقوام یورپ لے اُڑیں" اس کی ایک مثال یہ بھی ملی ہے کہ قرآن سے اقوام یورپ نے
عدالت کے قوانین میں داخلی افسر اور ججز کے ذمہ عکف کے معنی والی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے یعنی وہ
عاکفین جو طائفین کو فریادیوں کے بتائے ہوئے جاء واردات پر جا کر روزٹ کمشنر بنا کر بھیجیں
اور سرزمین کے معائنے سے صورت حال کو سمجھ کر اس کی مشاہداتی رپورٹ عدالت کے
اندرونی عاکف ججوں کو پیش کریں پھر وہ ججز اپنے کمشنر طائف کی رپورٹ کی روشنی میں فیصلے تیار
کریں۔ اس سے عکف کے معنی الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانا ہوئے جو یہ کام ججوں کا ٹھہرا۔ تو آج
جو عالمی لیول پر خود اقوام متحدہ و نیویارک سے لے کر ملکوں ملکوں اور شہروں کی چھوٹی عدالتوں
تک میں یہ اصول ہے کہ جج حضرات مقدمات کو سمجھنے کیلئے جو کسی لائر کو کمشنر کے طور پر مقرر
کر کے جاء واردات پر جا کر مشاہدہ سے رپورٹ تیار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ سو ان کورٹ کے
بیرون کام کی رپورٹیں تیار کرنے والے کمشنروں کو قرآن نے طائف کہا ہے۔ انگریزوں نے

یہ بات قرآن کی عدالت کیلئے مقرر کردہ طائفین اور عاکفین کی اصطلاحوں سے اخذ کی ہے۔اس کی جگہ پر مسلم امت کیلئے عاکفین اور طائفین کے معنی اسلام دشمن اتحاد ثلاثہ والے سامراج کے ایجنٹ حدیث ساز اماموں نے اعتکاف کے معنی بتائے کہ مسجدوں میں دنیا کے سب مشاغل اپنے گھر کے بال بچے چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جاؤ اور طواف کے معنی بتائے کہ کعبہ کی چاردیواری کو پھیرے دیتے رہو۔آپ کے ان چکروں کے ڈر سے دشمن کعبہ پر ڈرون حملہ نہیں کر سکے گا۔میں ان حدیث ساز اماموں کی یعنی مسلم اور بخاری کی گھڑی ہوئی یہ حدیث بطور جملہ معترضہ یاد دلاتا چلوں کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ جب سفر سے رات کے وقت آپ کی واپسی ہو تو گھروں میں نہ جایا کریں کہ کوئی آپ کی پردہ نشینوں کی کھوج میں یا جستجو میں ان کے ساتھ خیانت نہ کر رہا ہو کوئی ان سے منت ساجت میں نہ ہو۔سوچا جائے کہ ان کی اس حدیث کی روشنی میں جب کوئی اعتکاف کی خاطر گھر چھوڑ کر مسجدوں میں رات گزارے گا تو کھوجی لوگوں کو توان شوہروں کے گھروں میں نہ آنے کا یقین ہو جائے گا۔واہ حدیث ساز امام لوگ آپ کی حدیث سازی کا کمال!!! جن حدیثوں کے ذریعے آپ نیشاپور اور بخارا کا کلچر امت مسلمہ کے اندر پھیلانا چاہ رہے ہیں۔

یہاں قارئین کی خدمت میں پہلے میں قرآن حکیم کی عدالت حج سے متعلق نہایت اہم اصطلاحات الصفا۔المروۃ۔طواف،شعائراللہ کی تفہیم ایک ساتھ عرض کروں گا۔اس لئے کہ عدالت کے فیصلوں کی کامیابی اور رزلٹ کو قرآن حکیم نے ان کے ساتھ مربوط کیا ہوا ہے۔

جناب قارئین! آیت کریمہ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ (2-158) (آیت کریمہ کا معنی اور مفہوم) قارئین لوگ جانتے ہوں گے کہ عرصہ دراز سے جو طواف شہر مکہ میں کعبہ کے لئے مشہور کیا ہوا ہے اس کا زمینی تعلق ان تین چیزوں کے ساتھ مروج ہے ایک جو علم روایات گھڑنے والوں نے کعبۃ اللہ کے دائیں طرف دوعدد

پہاڑیوں کا نام صفا اور مروہ رکھا ہے تیسرا عمارت کعبہ،مطلب کہ ان کے طواف کے پھیروں کیلئے یہ تین نشان اور مقام ہوئے جبکہ آیت ھٰذا میں ان تین کی بجائے دو مقام صفا اور مروہ کیلئے ان یطوف بھما تثنیہ کا ضمیر استعمال کیا گیا ہے اس سے تو روایات والے کعبہ کی چاردیواری کے طواف کی اس تثنیہ کے ضمیر سے نفی ہو جاتی ہے۔جبکہ آیت کریمہ میں حج بیت اور عمرہ کا بھی ذکر موجود ہے یعنی تین عدد چیزوں صفا،مروہ،حج بیت کیلئے اگر طواف کے ان کے والا معنی مراد لیا جائے تو پھر اس جگہ تثنیہ کا ضمیر استعمال کرنا قرآن کی غلطی ہو جائے گی جو محال ہے۔سو اصل بات یہ ہے کہ صفا اور مروہ پہاڑیوں کے ٹبوں کا نام نہیں ہے۔ان دونوں الفاظ کے معنی صاف ظاہر ہیں۔صفا کا معنی ہے جھگڑوں کے فریق یا ان کے امین مصالحت کیلئے فریق مخالف کیلئے اپنا دل اور دماغ کینہ اور کدورت سے صاف رکھیں اور مخالفین میں مصالحت کرانے کیلئے سب کو چھوٹی موٹی چیزوں کو درگزر کرنا ہوگا اور آپس میں مروت کا سلوک اختیار کریں۔پھر دلوں کو مخالفوں کیلئے بھی صاف رکھنے اور ان کے ساتھ مروت اور درگزر کا سلوک کرتے رہنے کو اسی آیت کریمہ میں رب تعالی نے شعائراللہ کا بھی نام دیا یعنی معاشروں کے اندر امن وسلامتی قائم کرنے کیلئے یہ دلوں کی صفائی اور ایک دوسرے کے ساتھ مروت یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔اگر صفا اور مروۃ کو ان حدیث سازوں کے مطابق ان نودس فٹ کی دوعدد پہاڑیوں کو اللہ نے اپنی نشانیوں میں سے شمار کیا ہے تو ان ٹبوں کے ساتھ میں جو سوفٹ سے بھی بڑا جبل ابو قیس کے نام سے موجود ہے اللہ نے اپنی نشانیوں میں سے اسے کیوں شمار نہیں کیا؟ نشان کیلئے چھوٹی چیزوں کے مقابلہ میں سائیز کے لحاظ سے بڑے سائیز کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔اگر کوئی کہے کہ یہ نودس فٹ کے ٹبے اس لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو بی بی ہاجرہ ان کے درمیان اپنے بچہ اسماعیل کیلئے پانی کی تلاش کی خاطر دوڑی تھی تو قرآن حکیم اس رام کہانی کو قبول نہیں کرتا اس لئے کہ اللہ کا فرمان ہے کہ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ (102-

37) یعنی اسماعیل کمانے اور محنت کی عمر کو پہنچنے تک اپنے والد ابراہیم کی معیت میں اکٹھے رہا ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ حدیث سازوں نے انسانی معاشروں میں محبت صلح سانت اور ایکا قائم کرنے کیلئے جو اللہ نے اکسیر نسخہ بتایا کہ فیصلوں کے وقت آپ لوگ دلوں کو ایک دوسرے کیلئے صاف رکھو اور لین دین کے معاملات میں بھی مروت اور در گزر سے کام لیا کرو ۔ان اوصاف حمیدہ کو امام مافیا نے ایک گھڑنتو کہانی بنا کر اس میں الٹا ان اوصاف کو ہی پہاڑیوں کے ناموں سے مشہور کرادیا جبکہ آیت کریمہ (2-158) صاف صاف حساب سے یطوف بھما کے جملہ سے معنی سکھا رہی ہے کہ عدالت حج کے ایریا میں کیمپوں میں فریقین کے پاس مذاکرات کیلئے آتے جاتے وقت جرگہ کے ممبروں سے رابطوں کے دوران گھومو پھرو تو آپ کی دلوں میں فریق مخالف کیلئے کوئی کدورت نہیں ہونی چاہیے اور یہ آپ کا گھومنا پھرنا یعنی ممبران جرگہ اور متحارب فریقوں کے پاس طواف کرنا اس میں فلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا (2-158) یعنی دل کی صفائی اور مروت کے جذبہ کے ساتھ ان دونوں وصفوں سے طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔غور کیا جائے کہ تثنیہ کے ضمیر لفظ بھما کا انطباق بھی اس معنی سے درست بیٹھتا ہے ورنہ اگر کوئی بھی دستار فضیلت علمی کا عالم اگر صفا اور مروۃ کے اس معنی کا انکار کر کے ضد کے ساتھ پہاڑیوں والے معنی کو درست قرار دے گا تو پھر آیت کریمہ میں حج بیت اور عمرہ کا بھی ذکر ہے پھر قرآن میں یطوف بھما کی بجائے جمع کا ضمیر یطوف بھم ہونا چاہیے تھا۔ یہاں ایک اور بھی غور طلب نکتہ ہے وہ یہ کہ اللہ نے فرمایا کہ فلا جناح علیہ ان یطوف بھما یعنی ان دونوں (جذبوں) کے ساتھ طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔اب کوئی بھی ماں کا لال عالم فاضل بتائے کہ ایسا کون سا طواف ہے جو کبھی کبھی ان کے والے طواف کا گناہ میں بھی شمار ہوتا ہو۔ جو اس کے مقابل یہاں آیت (2-158) میں اللہ نے فرمایا کہ فلا جناح علیہ ان یطوف بھما یعنی طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ جناب قارئین!

یہ معنی کہ طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں یہ معنی صرف اس صورت میں فٹ آسکتی ہے جب حج اور عمرہ کو عدالت اور بین الاقوامی ڈویلپمنٹ کا اجلاس مانا جائے جس کے اندر اقوام عالم کے متحارب نمائندہ اور فریق شریک ہوں۔اس معنی کے اندر بتاتا چلوں کہ مؤکل اپنے وکیل کیلئے اور اصیل اپنے نمائندہ کیلئے یا خود ججوں کے لئے بھی کئی صورتوں میں فریق مخالف سے میل جول اور رابطوں کی وجہ سے الزام بھی لگاتا ہے کہ اسے مخالف لوگ خرید لیں گے ،اس کو مخالفوں کے ساتھ آنا جانا نہیں چاہیے، یہ ان کے ساتھ رابطوں اور آنے جانے کی وجہ سے بک جائے گا، تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جج لوگ یا امین لوگ اگر اپنے دل و دماغ کو صاف رکھ کر مروت اور در گزر کے جذبہ سے متحارب فریقوں کے درمیان آئیں گے اور جائیں گے یعنی مصالحت کیلئے طواف اور پھیرے دیں گے تو ایسی صورت میں ان کے ایسے طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔خواہ مخواہ کسی پر شک نہ کیا کرو۔

محترم قارئین! میں پھر اپنی چیلنج کو دہراتا ہوں کہ کوئی بھی امامی علوم کا پرستار طواف کے ان کے والے معنی کے ساتھ طواف کی ایسی کوئی صورت بتا کر دکھائے جس میں طواف کرنا گناہ بھی ہوتا ہو جو کہ ان کے پاس ہر گز ایسی صورت نہیں ہے۔اس لئے کہ قرآن حکیم میں اس آیت مبارکہ کا لفظ فلا جناح (یعنی طواف کرنا گناہ نہیں) یہ فرمان موجودہ کعبہ کی دیواروں کو پھیرے دینے والے طواف کا مکمل رد کرتا ہے۔ نیز مزید یہ بھی کہ لفظ بھما کے اندر تثنیہ کا ضمیر استعمال کرنے سے بھی صفا۔ مروہ۔ حج بیت تین عدد مقامات کیلئے ہے سو بجائے جمع کے ضمیر کے تثنیہ کا ہونا بھی طواف کی امامی تشریح کا رد کر رہا ہے۔ان جملہ دلائل کے بعد عرض ہے کہ ہاجرہ نام کی کوئی عورت جناب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نہیں تھی، نہ ہی بخاری کی حدیث کے مطابق لونڈی تھی اور نہ ہی ہاجرہ نامی کوئی سی عورت اسماعیل علیہ السلام کی کوئی والدہ ہے۔ یہ نام امامی گھڑاوتوں کی تخلیق ہے۔اگر ہم ہاجرہ کے وجود کو ان کی روایتوں کے

مطابق تسلیم کریں گے تو جناب ابراہیم جناب اسماعیل جناب محمد علیہم السلام سب کو گالی آجائے گی۔ وہ امام بخاری کی اس حدیث سے کہ ابراہیم اور اس کی بیوی سارہ کو ایک بدکار بادشاہ نے راستے میں جاتے ہوئے گرفتار کرایا اور سارہ کو شوہر سے جدا رکھا۔ ابراہیم نے تفتیش کے جواب میں جھوٹ بولا کہ یہ عورت میری بہن ہے۔ حدیث میں بادشاہ کی طرف سے سارہ پر بدکاری کی نیت سے کئی بار حملہ کرنے کی بات لکھی گئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہر بار بادشاہ کو برائی کی نیت کے وقت فالج ہو جاتا تھا اور نیت بدلنے سے وہیں کے وہیں فی الفور فالج ختم بھی ہو جاتا تھا۔ بالآخر امام بخاری نے بی بی سارہ کی یہ حدیث بھی لکھی ہے کہ فاجر بادشاہ نے اجرت میں دی مجھے ہاجرہ۔ اب کوئی بتائے کہ کس چیز کی اجرت؟!!! امام بخاری کو اگر گالی دینی نہ ہوتی تو کہتے کہ بادشاہ نے ہدیہ میں دی مجھے ہاجرہ۔ اجرت میں کیوں کہی، میں امید کرتا ہوں کہ قارئین لوگ حدیث بنانے والے کی اندر کی پلیتی کو سمجھ سکے ہوں گے۔

ذبح اسماعیل اور شیطان کو پتھریں مارنا

جناب ابراہیم علیہ السلام کی نبوت اور رسالت عالمگیر بین الاقوامی اور بین الانسانی تھی (2-124) حمورابی بادشاہ کیلئے جو سامراجی تاریخ نویسوں نے لکھا ہے کہ دنیا کا وہ پہلا قانون ساز مقنن بادشاہ تھا، یہ سراسر غلط ہے۔ اس نے جو اپنے قانون میں لکھا تھا کہ آنکھ کے بدلے میں آنکھ، کان کے بدلہ میں کان، ناک کے بدلے میں ناک، دانت کے بدلے میں دانت وغیرہ یہ قصاص کا قانون حمورابی کا اپنا دیا ہوا نہیں تھا۔ یہ قانون قصاص تو علم وحی کا اللہ کا دیا ہوا ہے جو جناب نوح علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم النبیین محمد علیہ السلام تک کے جملہ انبیاء علیہم السلام کو دیا ہوا تھا (4-163) (5-45) سو جناب ابراہیم علیہ السلام کو بھی جو علم وحی کے ذریعہ مذکور قانون (5-45) ملا تھا تو حمورابی جو دور کے لحاظ سے جناب ابراہیم علیہ السلام کے

فوراً بعد کے حکمران تھے تو اس نے جناب ابراہیم علیہ السلام کے دیئے ہوئے قانون الٰہی کو آگے کیلئے جاری رکھا تو انبیاء علیہم السلام اور ان کو ملے ہوئے علم وحی کے دشمنوں نے (52-22) ٹھک سے الٰہی قانون حکمرانی کو ایک غیر نبی بادشاہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ یہاں سے قارئین کو دنیا کے دشمنان خدا اور رسول کی سوچ کو سمجھ میں رکھنا چاہیے کہ وہ دنیا کی حکمرانی اور سیاسی حاکمیت جو اللہ نے اپنے جملہ انبیاء علیہم السلام کو ہر دور میں دی ہے (79-21) اسے وہ انبیاء کے مقاصد نبوت اور کانسیپٹ رسالت میں لانے کو ہمیشہ کیلئے دنیا والوں سے اوجھل رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ صرف اس لئے کہ دنیا کا مظلوم طبقہ کہیں اللہ کو اپنا حامی، ناصر اور دوست سمجھ کر انقلابات عالم لاتے وقت فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ اَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (30-47) کے معنی اور مفہوم نہ سمجھ جائیں، جو یہ ہے کہ جب جھگی نشین اور خاک نشین لوگ لٹیروں کے خلاف ان کے تاج محل گرانے اور تخت اچھالنے کے لئے رزمگاہ میں آئیں گے تو اگر وہ اس وقت اللہ کو مجرموں سے انتقام لینے کیلئے اپنا ساتھی سمجھ کر لڑیں گے تو ایسی جنگیں کچھ اور ہی رنگ لائیں گی۔ اس لئے ہر دور میں لٹیرے سامراج نے مذہب کی عباؤں قباؤں میں ملبوس نیز خرقہ پوشوں کی فوج ظفر موج کو کرایہ پر (نذرانوں کی صورت میں) اس کام کیلئے لگایا ہوا ہے کہ وہ ہر وقت ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کو دنیا کے لٹیروں کے خلاف انقلابات لانے کے حاکمانہ منصب والے مفہوم (79-21) سے دور رکھیں اور علم وحی کی انقلابی تعبیرات کو دعا تعویذوں کے مفاہیم میں بدلتے ہوئے مست و مگن رہیں۔

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں،
پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں۔
(اقبال)

سو جناب ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اس کو ذات انسان کی امامت کا بار ذمے لگایا گیا ہے تو اس نے سوچ کر کہا کہ جب زمانے والے بھی مجھ سے لڑ رہے ہیں وقت کا بادشاہ

بھی اور خاندان میں اپنا باپ بھی میرے ساتھ لڑ رہے ہیں اور علمی مناظرہ میں جب میں نے ان سب کو ہرایا بھی ہے پھر بھی وہ نہ مانے تو اعلان کیا کہ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ (37-99) یہ ابراہیم علیہ السلام کا اعلان ایک بڑی وارننگ تھی کہ میرا ہادی میرا رب آپ کے مقابلہ میں مجھے امامت اقوام کی راہ دکھائے گا۔ پھر اس نے فوراً اللہ سے اپیل کی کہ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (37-100) کہ اے اللہ مجھے بھی مدد میں کوئی رفارمر ساتھی، بیٹا عطا کر تو اللہ نے بھی درخواست قبول کر کے بیٹا اسماعیل عنایت کر دیا۔ پھر آگے قرآن بتاتا ہے کہ جب اسماعیل جدوجہد اور کمانے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں تو اسماعیل کو ذبح کر رہا ہوں۔ ابراہیم بھی آخر تو یعقوب اور یوسف علیہما السلام کا دادا، اور پر دادا تھا سو جس طرح وہ باپ بیٹے دونوں خوابوں کی تعبیر کا علم جانتے تھے جو علم جناب یعقوب علیہ السلام کو ملا ہی اپنے باپ اسحاق اور دادا ابراہیم سے تھا۔ اسی لئے تو ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے خواب کی تعبیر فوراً سمجھ گئے کہ بیٹے نبی اسماعیل کے ذبح کا معنی یہ ہے کہ اسماعیل کو وادی غیر ذی زرع مکہ میں اپنا گورنر بنا کر بھیجنا ہو گا (29-20)۔ یہ بات بالکل ایسے ہے جس طرح وادیء طور میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں آپ کو نبوت دیتا ہوں تو اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے آزادی دلانے کیلئے اس سے جا کر ملو۔ اس مہم کا پورا ماجرا جب اللہ نے موسیٰ کو سمجھایا تو موسیٰ کو خیال آیا کہ اتنے بڑے کام کیلئے تو مجھے کسی ساتھی کی ضرورت پڑے گی پھر اللہ کو درخواست دی کہ میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ میرے مدین جانے کے بعد کے حالات کو بیان کرنے میں زیادہ کھول کر فصیح الکلامی سے کرنٹ واقعات کو بیان کر سکے گا، اسے بھی کار رسالت میں میرا شریک بنا تو اللہ نے درخواست منظور فرما کر ہارون کو بھی موسیٰ کا دست راست نبی اور وزیر بنا دیا (34-28)۔ سو جناب ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کی امامت کیلئے جو ہیڈ کوارٹر درکار تھا اسے سنبھالنے کیلئے اللہ نے اسماعیل علیہ السلام کو اپنے والد خلیل اللہ

کا ساتھی بنا دیا (2-125) سو جناب اسماعیل علیہ السلام کے اپنے عظیم والد کے ساتھ کار رسالت میں شریک ہونے کی جو بات قرآن حکیم نے بتائی کہ اسماعیل کی ذمہ داری میں اپنے والد کے ساتھ عدالت بیت اللہ کے ماحول کو جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی خباثت بھری سازشوں سے پاک رکھنے کی ڈیوٹی تھی (2-125) میں اس مقام پر قارئین لوگوں کی خدمت میں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ علم حدیث کی خرافاتی روایات کے اس جھوٹ کا قرآن حکیم رد فرماتا ہے کہ اسماعیل کی والدہ کا نام ہاجرہ تھا اور اسماعیل پیدا ہوتے ہی اسے اس کی ماں کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام اپنے علاقہ کنعان، بابل سے مکہ کی وادی میں چھوڑ کر آیا تھا۔ اگر ہاجرہ کے وجود کو تسلیم کریں گے تو علم روایات کی نامزد بیوی سارہ کو گالی آجائے گی جو امام بخاری نے دی بھی ہے۔ ان جھوٹی احادیث کے مقابلہ میں، میں قرآنی حوالہ کے ساتھ دعوی کرتا ہوں کہ جناب اسماعیل علیہ السلام ایک تو کمانے کی جوانی والی عمر میں اور نبی بننے کے بعد وادیء غیر ذی زرع مکہ کو گئے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام، اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وادیء مکہ میں اسے اس خاطر سکونت پذیر کیا ہے کہ یہ لیقیمو الصلوۃ یہ اقامت صلوۃ کا کام قرآن کے بتانے کے مطابق تو حکمرانوں کا ہوتا ہے (22-41) اور سارے انبیاء حکمران تھے (21-79) اور ایک تو مکہ کو اسماعیل اکیلا بھی نہیں گیا تھا، شادی اور اولاد کے پیدا ہونے کے بعد اپنی فیملی خاندان سمیت مکہ کو گیا ہے (یقیموا کے جمع کے صیغہ سے یہ معنی ثابت ہوتا ہے) دوسرے نمبر پر نبوت ملنے کے بعد کے معنی بھی جملہ لیقیموالصلوۃ کے اندر مضمر ہے وہ اس طرح کہ عمل صلوۃ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کے بس کا کام نہیں ہے۔ نیز آیت کریمہ (22-41) بتاتی ہے کہ اقامۃ صلوۃ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے اور آیت کریمہ (21-79) بتاتی ہے کہ اللہ کے جملہ انبیاء کو علم وحی کے ساتھ حکمرانی بھی بخشی گئی ہے۔ اس لئے جناب اسماعیل علیہ السلام مکہ کو جاتے وقت سے ہی نبی اور

حاکم کی حیثیت سے تشریف لے گئے ہیں۔ رب تعالیٰ نے تین کاموں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اعمال صرف اور صرف وہ آدمی سرانجام دے سکتا ہے جس کو اللہ کے سوائے کسی کا خوف اور ڈر نہ ہو اور اس کے لئے بھی فرمایا کہ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ (18-9) یعنی یہ تین قسم کے لوگ امیدواروں کی لسٹ میں آسکیں گے اور وہ تین قسم کے لوگ کون ہیں؟ ایک وہ جو مساجد کی تعمیر کر سکتا ہو جو اللہ پر ایمان لاتے ہوئے آخرت کے احتساب پر بھی یقین رکھتا ہو۔ دوسرے نمبر پر وہ آدمی جو صلوۃ کو بھی قائم کر سکتا ہو۔ تیسرے نمبر پر زکوۃ بھی دے پاتا ہو۔ مطلب کہ یہ تینوں کام حکمرانوں کے ہیں، بھکاری قسم کے چندے باز صندوقچی لوگوں کے بس کی بات نہیں۔

محترم قارئین! غور کا مقام ہے کہ قرآن نے ان تین چیزوں کو نہایت مشکل کاموں سے شمار کیا ہے۔ صلوۃ کوئی آتش پرستوں وای نماز نہیں ہے جو اسے ہر آدمی بھی پڑھ رہا ہے۔ یہ تینوں کام کوئی نہایت ہی دل گردے والا آدمی سرانجام دے سکتا ہے جبکہ موجودہ معاشرے میں مساجد کی تعمیر کا جن لوگوں نے بیڑا اٹھایا ہوا ہے وہ آپ اگر پاکستان کی بسوں میں سفر کرتے ہوں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر اسٹاپ پر کوئی نہ کوئی بھکاری صندوق اٹھائے اپیل کرتا ہوا ملے گا کہ وہ سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ اللہ کا گھر بن رہا ہے سیمنٹ کی ضرورت ہے اینٹوں کی ضرورت ہے سریوں کی ضرورت۔ مسجد بناؤ تو اللہ آپ کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔ ایسے کئی لوگ چور لفنگے بدکار داڑھیوں اور دستاروں میں خود کو چھپا کر مساجد کے نام پر حاصل کردہ رقوم سے اپنے بنگلوں کے سوائے ہر قسم کے ممنوع کام کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ نمازیں پڑھ پڑھ کر خود کو اللہ کی بندگی اور عبادت کا ٹھیکیدار کہلانے والو! قرآن فرماتا ہے کہ مساجد کی تعمیر صلوۃ کا عمل اور زکوۃ دینے کی ڈیوٹی بڑی مشکل ہے۔ یہ کام صرف حکمرانوں کے بس کا ہے (22-41) یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ صلوۃ کو صرف وہ

آدمی قائم کر سکتا ہے جس کو اللہ کے سوائے کسی کا خوف نہ ہو۔ یہی اللہ کی وارننگ اور چیلنج زکوۃ دینے والے کیلئے بھی اسی آیت (18-9) میں ہے۔ تو رواں دور میں یہ تینوں کام کرنے پر کوئی ناجائز پلاٹوں پر بھی مسجد بنانے میں کوئی رکاوٹ ڈالتا ہے نہ صلوۃ (بمعنی نماز) میں رکاوٹ ڈالتا ہے نہ مروج زکوۃ دینے میں کوئی مانع بنتا ہے تو پھر غور کیا جائے کہ ان تینوں کاموں کیلئے اللہ نے کیوں کر فرمایا کہ یہ کام کوئی ایسا آدمی کر سکے گا جو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتا ہو۔ تو قرآن حکیم کے اس فرمان سے صاف صاف ثابت ہوا کہ تعمیر مسجد، صلوۃ اور زکوۃ کا معنی ہی اور ہے جس کے ادا کرنے سے دنیا کے مترفین لٹیرے آپ سے لڑ پڑیں گے، جنگ کریں گے، آپ کو وطن سے بے وطن کریں گے۔ سو قرآنی عمارۃ مساجد، قرآنی صلوۃ۔ قرآنی زکوۃ یہ ہے کہ عمارۃ مساجد کے معنی وہ سرکاری حکومتی ادارے، آفس، دفاتر اور کورٹیں ہیں جن کے ہاں سے عدل وانصاف پر مبنی فیصلے جاری ہوتے ہوں، جن میں سے ظالموں لٹیروں سے لوٹا ہوا مال واپس کرنے کے فیصلے صادر ہوتے ہوں، قصاص اور انتقام کے فیصلے اور آرڈر جاری ہوتے ہوں۔ لفظ مسجد کا معنی ہی یہ ہے کہ جس جگہ سے صادر ہونے والے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔ ان کی اطاعت کی خاطر ان کی تعمیل کی جائے، اس طرح کے احکام اور فیصلوں سے ان مساجد اور دفاتر کیلئے اللہ نے تعمیر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس مقام پر تعمیر سے خواہ مخواہ اینٹ اور گارے کی عمارت مراد نہیں ہے۔ اگر کروڑوں روپیوں سے بڑی ہیبت ناک بلڈنگ کسی عدالت کیلئے بنائی جائے اور اس کے ہاں سے ظلم کے فیصلے جاری ہوں تو اس کو قرآن کی زبان میں تعمیر مسجد نہیں کہا جائے گا۔ وہ تخریب کاری اور ظلم کے آفس اور مسجد کہی جائے گی۔ اس کے بعد جو قرآن نے فرمایا کہ اقامۃ صلوۃ بھی بڑے دلیر اور نڈر آدمی کے کرنے کا کام ہے ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ قرآن کے اس فلسفہ صلوۃ کو سمجھنا ہو تو سورۃ الکوثر کو غور سے پڑھا جائے۔ اس میں اللہ نے اپنے رسول کو الکوثر (قرآن) دینے کے بعد فرمایا کہ اس کتاب کوثر

میں دیئے ہوئے نظام ربوبیت کو قائم کرنے کیلئے اس کے پیچھے پیچھے چل (2-108) جب قرآن کے مساوات والے (10-41) نظام ربوبیت کے پیچھے چلے گا تو دنیا کے استحصالی لٹیرے آپ کے ساتھ جنگ کریں گے، لڑیں گے۔ جب معاملہ جنگ کا آجائے تو وانحر آپ بھی سینہ تان کر خم ٹھونک کر مقابلہ کیلئے مرد میدان بن جانا۔ اس سے آپ کے دشمن کا ذکر خیر منقطع ہو جائے گا۔ تیسرے نمبر پر اللہ نے صلوۃ کے ساتھ زکوۃ کو بھی بھاری اور مشکل کام قرار دیا ہے کیونکہ قرآن نے زکوۃ کا معنی ہی بہتر پرورش کیا ہے (4-18) (9-91) سو بہتر پرورش علم فقہ وحدیث کے مطابق بچت مال کے چالیسویں حصہ کے دینے سے نہیں ہوتی بلکہ سارا مال دینے سے پرورش بہتر ہو سکے گی۔ نیز بہتر پرورش سال میں ایک بار دینے سے نہیں ہو گی بلکہ روزانہ کئی بار دینے سے ہو گی۔ جب کوئی زکوۃ کے اس قرآنی مقدار اور نصاب کے حوالہ سے اپنے ملک کا معاشی نظام قائم کرنا چاہے گا تو دنیا کے سامراجی لٹیرے لوگ اس کے ساتھ ضرور لڑیں گے۔ سو جناب ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی مکہ میں تقرری کے وقت اللہ سے یہ اپیل کرنا کہ میں نے اسے آپ کی بتائی ہوئی عدالت عالیہ کے پاس حکمران بنا کر مقرر کیا ہے (22-41) اب اے اللہ اس کی حاکمیت جس کی کامیابی کا ٹوٹل دارومدار اقامۃ صلوۃ اور ایتاء زکوۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہے (22-41) اب اسے وہاں عوام کا پسندیدہ اور محبوب قائد بنانا کہ میری ذریت والے وہاں وسائل رزق و ثمرات حاجت مندوں کے لئے کھول کر رکھیں (14-37)۔

جناب قارئین! مذکورہ گزارشات کے حوالہ سے کہ ہاجرہ ایک فرضی نام ہے جس طرح جناب محمد علیہ السلام کی زوجہ عائشہ نامی بھی ایک فرضی نام کی شادی کے وقت ایک نابالغ لڑکی ہے (بخاری) یہ علم حدیث کے گھڑے ہوئے جھوٹ ہیں کیونکہ عائشہ کے وجود کو تسلیم کرنے سے جناب محمد علیہ السلام کی اس سے شادی قرآن کے بتائے ہوئے حکم کہ شادی

کی عمر پکی جوانی میں ہے (22-12) (34-17) جو اندازاً پچیس سالوں کے بعد آتی ہے اس سے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام پر قرآن کے حکم کی خلاف ورزی کا الزام آجاتا ہے اور جناب ابراہیم کے حوالہ سے امام بخاری نے اپنی کتاب میں اس لئے گالی لکھی جو ممکن ہے کہ اس نے بائبل سے اخذ کی ہو۔ وہ گالی یہ ہے کہ بخاری نے ابراہیم علیہ السلام پر اپنی حدیثوں میں خلاف قرآن (19-44) تین جھوٹ بولنے کی بات کی ہے اور جناب اسماعیل علیہ السلام کے اپنے آبائی علاقہ میں شادی اور اولاد ہونے کے بعد نبی بننے کے بعد مکہ میں آنا ہوا، تو پھر کاہے کا صفا اور کاہے کا مروہ، جن کے من گھڑت جھوٹے ناموں سے پہاڑیوں کو نامینیٹ کرنا اور ان کے بیچ میں دوڑنا وغیرہ اور جناب اسماعیل کو ذبح کرنے کے خواب کی تعبیر اگر ابراہیم علیہ السلام سمجھ نہ پائے تو ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کا علمی مقام تو اپنے بیٹے یعقوب اور پوتے یوسف سے بھی ڈاؤن ہو گیا جنہوں نے اس سے بھی مشکل خوابوں کی تعبیر کی تھی۔ اس لئے ذبح اسماعیل کے حوالہ سے قربانی کے نام سے اربوں کھربوں روپے کے مویشیوں کا سال بسال قتل عام علم حدیث کی خلاف قرآن غلط تعبیروں کی وجہ سے ہو رہا ہے اور عالم انسانیت ان روایات کی وجہ سے کساد بازاری بھگت رہی ہے۔ میرے ایک دوست عالم دین جو سرکاری افسر بھی ہیں وہ گورنمنٹ کی ڈیوٹی کیلئے کچھ دن لندن گئے۔ وہ بتا رہے تھے کہ شام کے وقت ایک کم ٹریفک والے سنسان راستہ پر میں واک کرنے جاتا تھا ایک دن نوجوانوں کا جتھا سامنے آتا ہوا دکھائی دیا، میری عادت ہے کہ میں ذکر اذکار کچھ وظائف پڑھتا رہتا ہوں، انہوں نے قریب سے گزرتے وقت مجھ سے سوال کیا کہ آپ مسلمان ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا پھر بولے کہ آپ کے دین میں حج فرض ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا پھر بولے کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ مقام حج پر شیطان کو آپ پتھر مارتے ہیں اس کے شر سے بچنے کیلئے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا، پھر میرے جواب پر وہ سب طنزاً مجھ پر بڑے ہنسے اور بولے کہ کیا تو عقلمندی ہے

شیطنت کو پتھر مارنے کی، پھر انہوں نے اپنا راستہ لیا اور میں آگے چل پڑا۔ کچھ ہی آگے چلا تو پیچھے سے بوٹوں کی ٹاپ سنائی دی میں نے پیچھے ان کی طرف دیکھا وہ سارے لڑکے بھاگتے ہوئے میری طرف آرہے تھے میں کھڑا ہو گیا وہ پہنچے اور مجھ سے کہا کہ ہم آپ کے مذہبی عقیدہ کہ شیطنیت کو بھی پتھر مارے جا سکتے ہیں۔ اس پر ہم ہنسے تھے ہم سے یہ غلطی ہو گئی ہے ہم آپ سے معافی مانگنے آئے ہیں، کوئی شیطانی کے معنی کیا سمجھے، ہمیں آپ کے عقیدہ پر ہنسنا نہیں چاہیے تھا۔ آپ ہمیں معاف کریں۔

صوم کی حقیقت قرآن کی روشنی میں

قرآن فہمی کیلئے شرط

قرآن حکیم کی اصطلاحات اور آیات کو صحیح معنوں میں وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو قرآن کو سیاسی کتاب اور حکمرانی کے قوانین کی کتاب مانتا ہو۔ اس کے بغیر قرآنی اصطلاحات کے صحیح معانی سمجھنا محال ہوگا۔ قرآن حکیم اپنے جوہر میں هُدًى لِّلنَّاسِ(185-2) کتاب ہے یعنی انسانی ہدایت اور فلاح کیلئے جو جو بھی نظام اور فلاحی حکومتیں قائم کی جاتی ہوں تو ان سب کا منشور اور مینی فیسٹو کتاب قرآن ہوگا، اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ قرآنی ہدایات والی پہلی بار حکومت قائم کرنے والے، پہلے مؤسس اور حکمران جناب محمد الرسول اللہ کو رب پاک نے فرمایا کہ:

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا۔ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا (4-105-106) خلاصہ: یعنی اے رسول! ہم نے آپ کی جانب قوانین حق والی کتاب نازل کی ہے، تاکہ آپ لوگوں کے بیچ حکمرانی کریں، ان کے متنازعہ امور میں اللہ کی عطا کردہ بصیرت قرآنی کے ساتھ۔ (خیال کرنا) ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ خائن لوگوں کے آپ وکیل بن بیٹھیں، ایسی صورتحال سے بچنے کیلئے لازم ہے کہ آپ ہر وقت اللہ کے قوانین کی پناہ کی کھوج میں رہیں۔ تحقیق اللہ مہربان اور پناہ دینے والا ہے۔

میں نے گزارش کی کہ قرآن حکیم کے اہم اصطلاحی الفاظ کے حقیقی معانی جب سمجھ میں آسکیں گے جب کوئی شخص کتاب قرآن کو حکومت کی گڈ گورننس کا رہنما اور آئین تصور کرے گا۔ جناب رسول علیہ السلام کی معرفت جو قرآنی انقلاب معرض وجود میں آیا تھا، اسے انقلاب دشمن پاپائیت اور استحصالی غلام ساز شاہی عفریتوں کے ایجنٹ دانشوروں نے ناکام بنانے کیلئے پہلے پہل اس کی انقلابی اصطلاحات کے معانی اور مفاہیم کو مسخ کرنے اور بدلنے کا وار کیا۔ مثال کے طور پر مسجد کا حقیقی اور اصلی معنی ہے وہ مقام اور عدالت، جہاں کے نافذ کردہ احکامات اور فیصلوں کے آگے جھکا جائے، اور انہیں تسلیم کیا جائے (-7-9)(2-143) اس کے مقابل آج جو اس کا معنی مفہوم مشہور ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس طرح ''حج'' کا حقیقی معنی ہے آپس کے خصومات اور جھگڑوں کے فیصلے کرنا (9-3-4) مقامی چھوٹی عدالتوں سے لے کر اوپر کی لیول کی سپریم کورٹ اور اس سے بھی بڑھ کر بین الاقوامی عدالت تک کو حج کہا گیا ہے (9-3)(2-189) لیکن صدیوں سے لے کر حج کے بگاڑے ہوئے معنی مشہور کئے گئے، جس معنی میں ملکی اور بین الاقوامی عدالت کا تصور بھی نہیں ہے اور نہ ہی آج والے حج پر کوئی بین الاقوامی فیصلے صادر کرنے والا کوئی پاور فل حکمران موجود ہے نہ کوئی فریادی ہے، آج کا مروج خلاف قرآن حج، کچھ رسومات اور زیارات کا مجموعہ ہے اور بس۔ اس طرح قرآن حکیم کی بہت ہی اہم اصطلاح الصلوۃ ہے، جو کہ ریاست کے نظم وضبط اور ڈسپلن سے تعلق رکھتی ہے، اور اس میں اسٹیٹ سروسز کی مکمل ہدایات ہیں۔ (75-31)(2-45)(19-59)(5- (107-4)(106 اسی طرح قرآن حکیم کی اہم اصطلاح ''صبر'' کا معنی قرآن حکیم نے خود بتایا کہ ثابت قدم ہو کر جم کر لڑنے والا (2-50) احتجاج کرنے والا (18-67) اتنا جم کر لڑنے والا بہادر جو اکیلے بھی دو، دو مقابل مخالفوں سے نبرد آزما ہو (8-66) بلکہ قرآن حکیم نے اس سے بھی زائد بتایا کہ صابر لوگ ایسے بھی ہیں جو ایک، ایک صبر کے ساتھ لڑنے والا شخص اکیلے

ہوتے ہوئے بھی دس، دس مقابل مخالفوں سے بیک وقت مقابلہ کرے (8-65) یہ تو جوڈو کراٹے کا بھی ماہر ہوا۔

جناب قارئین! قرآن حکیم کے صبر کیلئے بتائے ہوئے ان معانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے پھر صبر کے رائج الوقت مشہور اور مروج معنی پر بھی غور کریں اور سوچیں کہ قرآن حکیم کی نہایت اہم اور عبقری اصطلاحوں کی کیا گت بنائی گئی ہے۔ اسی طرح لفظ سبح اور تسبیح کے معنی ہمہ تن جملہ اعضاء جسم کے ساتھ تیرنا اور سعی کرنا، جس طرح جناب یونس علیہ السلام کیلئے قرآن حکیم نے فرمایا کہ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (7-73)(37-143) یعنی اگر یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلنے کیلئے ہمہ تن سعی و کوشش نہ کرتے تو یوم بعث تک اندر پڑے رہتے، اس قرآنی معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے کہ روایت ساز امامی علوم کے موجدوں نے تسبیح کا معنی پتھر پلاسٹک اور لکڑی کے دانے جن میں سوراخ بنا کر ان میں دھاگے ڈال کر ان کی مالا بنا کر ان پر اللہ کے ناموں کی گنتی کرنے کو اور سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے کو تسبیح کہا ہے، غور کیا جائے کہ قرآن دشمنوں نے قرآن حکیم کی انقلابی اصطلاحات کے مفاہیم کا کیا توحشر کیا ہے۔ بہر حال اس طرح کی کئی اور اصطلاحیں شکر، ایمان، تقدیر، اعتکاف، توکل، ذکر، توبہ، مغفرت، زکوۃ، صوم، دعا، مطلب کہ قرآن حکیم کے جملہ انقلابی رخ کو جعلی اور من گھڑت معنوں کے ذریعے کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا! ان کی ان تحریفات معنوی کی تفصیل قدرے میری کتاب ''قرآن کا فرمان'' میں ہے۔

متاع دین و دانش بیچ ڈالی چند سکوں پر،
ترا ہر اک مسلمان کفر کا دربان ہے ساقی۔

میرے اس مضمون کا عنوان چونکہ قرآن کی اصطلاح صوم سے متعلق ہے، اس لئے روایت ساز اور ان سے فقہ ساز امامی کھیپ نے جو قرآن حکیم کی انقلابی تعلیمات پر معنوی

تحریفات کے ظلم والے پہاڑ ڈھائے ہیں ان سب کا تفصیل اس مضمون میں لانا یہ خارج از موضوع ہو جائے گا، اس قسم کی تفصیل کا اصل مقام تفسیر قرآن ہے، دشمنوں کے تحریفی تیروں اور نیزوں سے قرآن کا جسم چھلنی ہے، بقول کسی کے کہ۔

تن ہمہ داغ داغ شدہ۔ پنبہ کجا کجا نہم۔

گرامی قدر قارئین! میں نے شروع میں عرض کیا کہ قرآن حکیم سیاسی رہنمائی کی سیاسی کتاب ہے، انسانوں کی فلاحی ریاست کا فلاحی منشور ہے، اس لئے اس نے گورنمنٹ کے حکام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ(2-183) یعنی "اے (معاشروں کو) امن پہنچانے والے حکمرانو! تمہارے اوپر کچھ بند شیں لاگو کی جاتی ہیں جس طرح تم سے پہلے والے لوگوں پر وہ بند شیں عائد کی گئی تھیں، اس خاطر کہ تم (قوانین قرآن سے منحرف ہونے سے) خود کو بچاؤ" (ترجمہ ختم) اس آیت کریمہ میں "آمنوا" کے ترجمہ "امن دینے والے حکمران اور افسران" پر کسی کو تشویش نہ ہونی چاہیے، اس لئے کہ اس رکوع کی آخری آیت میں اسی ترجمہ کی تائید ثابت ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَـٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ(2-188) یعنی، اپنے مالوں کو آپس میں باطل وناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ، جو رسائیوں اور رشوتوں کے ذریعے حاکموں تک حصہ رسی کر کے لوگوں کے مالوں سے۔ عوام کے بجٹ سے کوئی حصہ کھاجاؤ (بالاثم) جو ایسے عمل سے ترقیاتی کام (تمہاری کرپشن کی وجہ سے) رک جائیں (44-44) جب کہ تم ان نتائج کو جانتے بھی ہو۔ یہاں لفظ "آمنوا" سے مراد امن دینے والے ہی ہوئے نہ کہ رائیونڈ والے غیر قرآنی چھ کلمے پڑھنا ہوئے۔

آمنوا کے معنیٰ حکام، کی دوسری مثال قرآن سے

نوٹ: میں یہاں جو آیات بطور مثال خدمت میں پیش کروں گا تو ان کے سیاسی مفہوم کی طرف صرف اشارہ کروں گا، تفصیل ہر شخص اپنے گھروں میں موجود ترجمہ والے مصاحف سے پڑھے اور ان پر غور کرے، چہ جائیکہ وہ ترجمے تحریف شدہ بھی ہیں لیکن قرآن اپنی حقیقت آپ کے ذہن پہنچانے کی صلاحیت بھی رکھتاہے۔ آپ کو صرف تدبر کرنے کی زحمت کرنی ہوگی، مجھے ان مثالوں سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ یاایھاالذین آمنوا سے خطاب حکومتی افسروں کو بھی کیا گیاہے اور آمنوا سے مراد غیر سرکاری ملازم مؤمن بھی کئی جگہوں پر آیا ہے، ہر کوئی شخص اپنی بصیرت سے اس فرق کو سمجھے۔ نیز یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رہے کہ یاایھا الذین آمنو ا۔ کا ترکیبی جملہ پورے قرآن صرف مدنی سورتوں میں آیاہے۔ جس جگہ جناب رسول علیہ السلام ہجرت کے بعد مکمل اور بلاشرکت غیرے آزاد حکومت کے حکمران بنے تھے۔

(ملکی خارجہ پالیسی کے متعلق قرآن کی ہدایت)

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا۟ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ(3-118) یعنی اے امن دینے کے ذمہ دار مؤمنو! اپنوں کے سوا غیروں کی اتھارٹی والوں سے اندرونی رازوں والی دوستی نہ رکھو، یہ مخالف چاہتے ہیں کہ آپ کی ریاست کو نقصان پہنچائیں، ان کے مونہوں سے تمہارے خلاف بغض ونفرت کی باتیں تو آئے روز ظاہر ہوتی رہتی ہیں، لیکن ان کے اندر کے جو باطنی منصوبے آپ کے خلاف ہیں وہ ان سے بھی بڑے خطرناک ہیں۔

مومن بمعنیٰ حکمران اور قرآن کے سیاسی رہنما کتاب ہونے کی تیسری مثال قرآن سے۔

(دشمن کے ہاتھوں میدان جنگ میں بک جانے پر قرآن کا انتباہ)

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْہِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ(60-1) یعنی اے مومن لوگو! اے حکمرانو! میرے دشمنوں اور آپ کی ریاست کے دشمنوں کو دوست مت بناؤ! تم لوگ ان دشمنوں کو ایسے حال میں دوست بنارہے ہو جو وہ اس حق والے قانون سے دشمنی رکھتے ہیں جو تمہاری طرف آچکا ہے، یہ دشمن لوگ تمہیں اور رسول کو، اللہ کی زمین سے نکالنا چاہتے ہیں اس لئے کہ (ان کی جاگیر دار شاہی کے نظریہ کا انکار کرتے ہوئے) تم نے اللہ کے دئے ہوئے نظام ربوبیت پر ایمان لایا ہے۔ (خبردار!) اگر تم لوگ میری کتاب والے قانون کی راہ میں جہاد کیلئے نکلے ہو اور میری خوشنودی کے تم متلاشی ہو، پھر اس کے باجود دشمنوں سے اندرون خانہ دوستی کی راہ ورسم بھی رکھنا چاہتے ہو! تو یاد رکھو! میں خوب جانتا ہوں آپ کی مخفی اور ظاہری پالیسیوں کو، جو شخص بھی ایسی ڈبل لائین والی پالیسی چلے گا تو وہ کھلی گمراہی میں جا پہنچے گا۔

چوتھی مثال: "پیسوں کے لالچ میں آکر کسی کو کافر قرار دے کر اسے نہ مارو، جب تم کسی بھی علاقہ میں پہنچو تو وہاں ہر کسی کو اپنا دشمن قرار دے کر نہ مارو، نہ لوٹو" یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا(4-94)

پانچویں مثال: "خارجہ پالیسی سے متعلق ہدایت" یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَۃِ کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ(60-13) یعنی اے مؤمنو! مغضوب علیھم قوم سے دوستانہ تعلقات نہ رکھو، یہ لوگ تو قبروں سے نکل کر آخرت کی حیاتی کے بھی منکر ہیں اور ان کو صرف دنیاوی مفادات سے سروکار ہے۔

چھٹی مثال: "کورٹ فیس مالداروں سے وصول کرو غریبوں کو معاف کرو" یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقَۃً ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْہَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(58-12)

ساتویں مثال: "دشمن کی انٹیلی جنس سے ہوشیار رہنے کی ہدایت" یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُہٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْہُنَّ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِہِنَّ(60-10) اس آیت کریمہ میں قرآن خبردار کر رہا ہے کہ دشمن مافیا والے عورتوں کو بھی جاسوسی اور سُراغ رسانی کی ڈیوٹیوں پر لگاتے ہیں اس لئے حکم دیا کہ ان کا بھی امتحان لو۔

آٹھویں مثال: "مؤمنوں، انقلابی ورکروں اور حکام کو خصوصی، نظریاتی پختگی اور ان کے ساتھ، کمیونیکیشن کو مضبوط رکھنے اور دیانتدار رہنے کی ہدایات" یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ(3-200)

نویں مثال: "عدالتی قوانین کی رہنمائی" یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ(2-178-189)

دسویں مثال: "سارے لوگ ایک ہی محکمہ فوج میں بھرتی ہونے کا شوق نہ رکھیں" وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْہُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّہُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَہُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْہِمْ لَعَلَّہُمْ یَحْذَرُوْنَ(9-122)

گیارھویں مثال: "نظام حکومت چلانے میں بیوروکریسی کے افراد مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں باہمی تعاون اور دوستانہ ماحول میں اللہ اور رسول کی اطاعت میں ڈیوٹیاں سرانجام دیں" وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُہُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُہُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ(9-71)

لفظ صوم کیا ہے

محترم قارئین! قرآن حکیم میں لفظ آمنوا سے مراد اور معنی امن دینے والے، امن قائم کرنے کے ذمہ دار حکمران اور افسران کی مثالیں گیارہ عدد آیات مبارکہ سے دے چکا، آگے اسی آیت کریمہ (2-183) میں حکم کتب علیکم الصیام کا لفظ الصیام جو کہ صیغہ کے لحاظ سے مصدری لفظ ہے، اس کے متعلق گزارشات پیش خدمت عرض رکھتا ہوں۔

"لفظ صوم کا معنی ہے کسی بھی قول یا فعل سے رک جانا۔ اور کسی بھی چیز کی اپنے آپ پر یا کسی پر بھی بندش عائد کرنا۔ کنٹرول کرنا، کسی ضابطہ میں پابند اور محدود ہو جانا۔ لفظ صوم اپنی مختلف شکلوں میں قرآن حکیم کے اندر (14) بار استعمال ہوا ہے۔ آیت کریمہ (-2 183) سے لے کر (2-186) تک صوم سے متعلق ہدایات کا تعلق ان افسران سے ہے جنہیں حکمرانی کے مختلف موضوعات کو سمجھنے کیلئے ٹریننگ حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنے کیلئے قرآن حکیم نے صوم کے گنتی کے دنوں کو متعین کرنے کیلئے جملہ "ایاما معدودات" کا فرمایا ہے جس کا معنی ہے گنے چنے دن۔ قرآن حکیم نے جان بوجھ کر ان دنوں کا مقرر عدد نہیں بتایا، یہ اس لئے کہ ہر محکمہ کے افسران کی سی آر اور میرٹ کی فائل ان کے ایڈمن والے شعبہ اور ایس اینڈ جی ڈی کے محکمہ کے پاس موجود ہوتی ہے، پھر وہ منتظمین لوگ، افسروں کی پہلی حاصل کردہ میرٹ کی روشنی میں نئے، نئے کورسوں جن کی انہیں پہلے تربیت ملی ہوئی نہیں ہوتی، ان کی ٹریننگ مقرر کریں گے کہ ان کا یہ تربیتی کورس، چار، پانچ، دس، بارہ، پندرہ، بیس دنوں کا ہے، مطلب کہ یہ دنوں کی تعداد کا تعین کرنا ایس اینڈ جی ڈی والوں کا کام ہے۔ اسی کو قرآن حکیم نے ایاما معدودات کہہ کر اپنی طرف سے وہ گنتی کے دن نہیں بتائے۔ اس لئے کہ یہ کام بیوروکریسی کے انتظامی شعبہ والوں کا ہے، جس کا تعلق تربیتی کورس کی مقدار سے ہے۔

افسروں کے ساتھ ایام صوم میں رعایات

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (2-184) پھر جو کوئی شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنی گنتی پوری کرنے کیلئے دوسرے دنوں میں وہ روزے رکھے۔ اور جو کوئی شخص طاقت کے زور لگا، لگا کر بمشقت رکھ پاتا ہے تو اس کے لئے یہ رعایت ہے کہ وہ ایک مسکین کا کھانا اسے بطور فدیہ اور بدلہ کے دے، پھر جو کوئی شخص زیادہ دینا چاہے تو وہ اس کے لئے بھلا ہوگا۔ اور فدیہ دینے سے صوم رکھنا یہ بہتر ہے اگر تم (ان حکمتوں کو) جانو۔

ماہ رمضان کو ٹریننگ کیلئے کیوں مقرر کیا گیا؟

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (2-185)

ترجمہ: "رمضان کا مہینہ اس مرتبت والا مہینہ ہے جس میں قرآن حکیم جیسی کتاب نازل کی گئی" یہ ایسی تو کتاب ہے جو جملہ نوع انسان کیلئے ہدایت کی کتاب ہے جس کے اندر ہدایت کے ایسے دلائل ہیں جن کے ذریعے حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو جاتا ہے، پھر جو کوئی تم (آمنوا، حکمران) لوگوں میں سے اس مہینہ کو پائے تو لازم ہے اس پر کہ وہ اس کے (ایاما معدودات) والے صوم رکھے اور جو کوئی ان دنوں میں بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے صحت والے دنوں سے معدودات والی گنتی پوری کرے" اللہ تمہارے ساتھ سہولت چاہتا ہے، تمہارے ساتھ تنگی کرنا نہیں چاہتا، (اس سہولت سے مقصد یہ بھی ہے کہ آپ لوگ اپنے ایڈمن شعبہ کی طرف سے مقرر کردہ ایاما معدودات والی) عدت کو مکمل کرو۔

جناب قارئین! اس آیت (183-2) کے افسروں والے صیام کے سوالقیہ جتنے بھی
اقسام صوم ہیں وہ مجرموں پر بطور کفارہ یعنی سزا کے لئے قرآن نے بتائے ہیں۔ ان کے لئے ان
میں اس طرح بیوروکریٹوں والے لوگوں کے صیام کی طرح کی کوئی رعایت نہیں ہے۔

محترم قارئین! مبحث صوم میں آیت (183-2) میں فرمایا گیا کہ صوم گنتی کے کچھ
دن ہیں، دنوں کے عدد کا تعین نہیں بتایا اس لئے کہ اس کا تعلق متعلقہ شعبہ کے نصاب،
قوانین اور کورس سے ہے جو کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں، ٹریننگ کا مہینہ چونکہ ماہ رمضان طئے کیا گیا
ہے اس لئے آیت (185-2) میں فرمایا کہ جو بھی شخص اسی ماہ کو پائے تو اس کے صوم رکھے،
اس جملہ سے لوگوں کو مغالطہ دیا جاتا ہے کہ مہینہ رمضان کے سارے دنوں کے صوم سب
لوگوں کو روزے رکھنے ہیں، یہ بات سراسر غلط ہے اس لئے کہ اسی آیت کریمہ میں آگے فرمایا
گیا ہے کہ ولتکملوا العدۃ یعنی گنتی کے دن مکمل کرو، سو اس سے مراد گنتی کے ایام
معدودات والے دن ہیں جو شعبہ ایڈمن بتائے گا، لیکن اگر مغالطہ ڈالنے والوں کی بات مانیں
کہ فمن شهد منكم الشهر فليصمه سے مراد سارے مہینہ کے روزے رکھنے ہیں تو پھر
آگے والے جملہ میں ولتکملوا العدۃ کے بجائے ولتکملوا الشهر لکھا جاتا، جو کہ قرآن
حکیم نے ایسے نہیں فرمایا، تکمیل شہر اور تکمیل عدت کے فرق پر غور کرنے کی صورت میں
گتھی سلجھ جائے گی جس سے لوگ امامی علوم کے تھڈے اور مغالطے کو سمجھ جائیں گے"۔

ٹریننگ کا مقصد کیا ہے؟

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (185-2) آپ کی اس ٹریننگ کا
مقصد اور غرض یہ ہے کہ آپ لوگ (دنیا کے لوگوں کے خود ساختہ استحصال کے جواز والے
قوانین کے مقابلہ میں) قوانین خداوندی جو کہ (لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى (15-20) ہر

شخص کو اس کے سعی و محنت کا پورا پورا صلہ ملے، ایسے قوانین الٰہی کی) بڑائی اور بلندی ثابت
کر کے دکھاؤ، اس تعلیم و تربیت سے جس کی آپ کو قرآن سے ٹریننگ ملی ہے، اور اس قرآنی
تعلیم و تربیت کا مقصد یہ بھی ہے کہ آپ ایسے قوانین اور ان کے وہ نتائج جن سے لوگوں کو
خوشحالی میسر ہو وہ سارے جہان والوں کے سامنے کھول کر رکھیں" (152-2) ہم نے اوپر
ایک سوال کیا کہ ٹریننگ کا مقرر مہینہ رمضان المبارک کیوں؟ اس کا ایک جواب قرآن حکیم
نے دیا کہ اس مہینہ میں کھلے دلائل والی کتاب قرآن نازل ہوئی ہے، اس لئے اس نزول کی
مناسبت سے تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنے والوں کے لئے اسی ماہ مبارک کو تربیت کا مہینہ
مقرر قرار دیا گیا ہے، اس کے علاوہ اسی ماہ مبارک کو تربیت حاصل کرنے کیلئے مقرر کرنے کی
دوسری حکمت ہر آدمی کو تھوڑی سی عقل استعال کرنے سے سمجھ میں آنی چاہیے وہ یہ ہے کہ
ایک تو آیت نمبر (185-2) میں اللہ کی جانب سے شهر رمضان الذی انزل فیه
القرآن۔ فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ زمانہ نبوت تک عربی مہینے شمسی کیلنڈر کے مطابق تھے، جن
کے نام موسموں کے حوالوں سے تھے، جس طرح کہ رمضان کا معنی سخت گرمیوں والا مہینہ
ہے اور اس لئے بھی کہ علم حدیث گھڑنے والوں کی سازش کا بھی پول کھل جائے۔ رجب کا
معنی کھجور کے گوشوں کو لکڑوں کے ذریعے سہارے دینا جب وہ پھل سے بوجھل ہو جائیں،
ربیع کا معنی موسم بہار، جماد کا معنی موسم خزان، وغیرہ وغیرہ، لیکن دشمنان اسلام و قرآن نے
جب سے دین اسلام کے ماخذ واحد قرآن کو مسخ اور منسوخ کرنے کیلئے جھوٹی حدیثیں بنا کر دین
اسلام کا ماخذ ان کی گھڑی ہوئی روایات کو جناب رسول علیہ السلام کے اسم گرامی کی طرف
سازش کے طور پر منسوب کر کے بنایا، اس تحریفی دور میں اصحاب رسول کے اصلی اسمائے
گرامی کو بھی مٹا کر ان کے نام گالیوں والے معنٰی کے مقرر کر ڈالے، جو ان کی بنائی ہوئی
احادیث کا ہی کارنامہ ہے، ان ہی ایام میں اس طرح عربی مہینوں کو بھی شمسی کیلنڈر سے موڑ کر

قمری کیلنڈر کی طرف پھیر دیا، لیکن اس تبدیلی کے عمل میں ان کی چوری چھپ نہ سکی۔ وہ اس طرح کہ قرآن نے اپنے نزول کا مہینہ موسمی نام والا بتایا، جو کہ شمسی جنتری سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے روایت سازوں کی سازش کرنے کا پتا لگ گیا۔ یعنی چور پائوں کے نشانوں سے پہچانے گئے۔

میں نے جو ابھی ذکر کیا کہ رد قرآن کیلئے علم حدیث ایجاد کرنے والوں نے اجلہ اصحاب رسول کے اسماء گرامی جو اصلی اور ان کے والدین کے رکھے ہوئے تھے انہیں بدل کر ان پر گالیوں والے تبرائی نام چسپاں کردیئے جیسے کہ عبدالمطلب کا معنی بھکاری کا بندہ، اس معنی میں جناب رسول کے دادا کو تو جو کہا سو کہا لیکن اللہ کے شان میں بھی گستاخی کی گئی ہے، ابو بکر کا معنی کنواری لڑکی کا باپ، اس کے والد ابو قحافہ کا معنی گٹر کے ڈھیر والا، فاروق کا ایک معنی بزدل، عثمان کا معنی سانپ کا بچہ اس کے والد کے نام عفان کا معنی بدبودار، علی اللہ کا ایک صفاتی نام، معاویہ کا معنی بھونکنے والا، عباس کا معنی بدشکل، خدیجہ کا معنی اونٹنی کا وہ بچہ جو نامکمل کچی حالت میں دوران حمل گرجائے، فاطمہ کا معنی کاٹنے والی، علم کو اور جو بچوں کو دودھ نہ پلائے جس نے امام حسین کو بھی دودھ نہیں پلایا وہ نانا کا انگوٹھا چوس چوس کر بڑے ہوئے (اصول کافی باب میلاد فاطمہ و حسین)، کلثوم کا معنی لہسن جیسی، رقیہ کا معنی جھاڑ پھونک وغیرہ۔

جناب قارئین! میں ماہ رمضان کو ٹریننگ اور تربیت کیلئے دائمی طور پر مقرر کرنے کی دوسری وجہ بتا رہا تھا وہ اس حوالہ سے کہ یہ مہینہ ہمیشہ گرمیوں میں آتا ہے جو کہ شمسی مہینوں میں سے اندازاً ماہ جون کا متبادل بنتا ہے تو اس حساب سے اس کے دن سب دنوں سے زیادہ بڑے بنتے ہیں، اس وجہ سے جن جن علاقوں میں بجلی کی سہولت نہیں ہوگی وہاں وہاں اس مہینہ میں ٹریننگ حاصل کرنے کیلئے دن کے بڑے ہونے سے زیادہ سے زیادہ وقت پڑھنے

روح قرآن اقوام یورپ لے اُڑیں

پڑھانے پر لگایا جاسکے گا۔ اس طرح تھوڑے دنوں میں زیادہ وقت پڑھنے پڑھانے پر لگایا جاسکے گا، جو اتنا کام سردیوں میں سرانجام نہیں دیا جاسکے گا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کے پاس وقت کی کتنی قدر ہے۔

لفظ صوم کا سازش کے طور پر غلط معنی مشہور کیا گیا ہے

جناب قارئین! عربی لفظ صوم کا معنی تو آپ پڑھ کر آئے کہ "روک" "بندش" اور "کنٹرول کرنا" ہے لیکن اس کا جو غیر عربی ترجمہ مشہور کیا گیا ہے بنام "روزہ" کے، وہ اصل میں فارسی زبان کا لفظ ہے جو ایشیا یورپ میں بسنے والی جملہ قوموں کے ہاں مکسچر اردو زبان کے کشکول میں بھی آگیا ہے، یہ ترجمہ سراسر غلط ہے اور علمی بددیانتی اور خیانت ہے۔ وہ اس طرح کہ روزہ کا معنی ہے ایک دن یا ہر روز، یا دن، یا یومیہ، یا روزانہ وغیرہ۔ تو صوم کا اصل معنی روک کے ساتھ اس فارسی معنی کا کوئی جوڑ اور معنوی مناسبت نہیں ہے۔ یہ معنوی تحریف کیوں کی گئی ہے؟ یہ اس سلسلہ کی کڑی ہے جس میں قرآن حکیم کے کئی ساری انقلابی اصطلاحات اور حکمرانی کے انتظامی ہدایات والے الفاظ کے معنوں میں ان حدیث سازوں نے تحریفیں کی ہیں، اس طرح لفظ صوم جو خالص حکومتی انتظام اور عدالتی ڈکشنری سے تعلق رکھنے والا لفظ ہے جس کی مزید تفصیل ابھی اور بھی آگے آئے گی۔ اس فارسی اور اردو ترجمہ "روزہ" سے ان محرفین کا مقصد اس کے اصل معنی و مفہوم سے قرآن پڑھنے والوں کے ذہنوں کو دور کرنا ہے۔ جس سے مسلم امت اور عام قرآن پڑھنے والے لوگ اسے حکمرانی کی عدالتی اور انتظامی اصطلاح سمجھنے کی بجائے اسے ان کی روایات والی پوجا پاٹھ کی ایسی چیز قرار دیں جس سے بغیر اصل معنی کے انہیں ان کے والا روزہ باوجود گناہ کرنے کے جن لوگوں پر اللہ کے فیصلہ سے دوزخ واجب ہو چکی ہو، وہ انہیں یہ بھی ان کے

معنٰی والا روزہ دوزخ سے معافی دلا کر جنت میں پہنچائے، جبکہ اللہ عزوجل نے جنت ملنے کیلئے
یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ یہ انعام میں نہیں ملا کرتی جنت کا ملنا بھی عمل اور کسب سے تعلق رکھتا
ہے، جیسے کہ رب پاک نے فرمایا کہ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا
كَانُوا يَعْمَلُونَ(46-14) یہی جنت والے لوگ اسی میں ہمیشہ رہیں گے بدلے میں ان اعمال
کے جو وہ کرتے رہے تھے۔

محترم قارئین! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ لوگ سمجھ کر قرآن پڑھنے کیلئے کچھ
وقت نکالیں، پورے قرآن میں جنت کے گفٹ میں ملنے یا انعام میں ملنے کا ذکر کہیں بھی نہیں
لکھا گیا۔ مفت میں جنت ملنے کی جملہ حدیثیں جھوٹی ہیں، ایسی حدیثیں بنانے والوں نے یہ اس
لئے گھڑی ہیں کہ امت مسلمہ ان کے غلط دلاسوں سے نکمی اور بے عمل بن جائے اور مفت میں
جنت کے وارث ہونے کے گھمنڈ میں روزوں کے ذریعے بخشش کے آسرے میں وہ
بلا دھڑک بدکاریاں کرتے پھریں۔

آخر میں قارئین کرام کی توجہ میں پھر سے قرآن حکیم کی اہم عدالتی سزا کیلئے مقرر کردہ
اصطلاحی لفظ صوم کے غلط معنٰی کے مشہور کرنے کے پس منظر اور اصل مقصد کی طرف
مبذول کرنا چاہوں گا کہ جب قرآن نے صوم کا معنٰی طلوع فجر سے رات کے آنے تک کھانے
پینے جماع کرنے سے رک جانا بتایا ہے تو کیا کوئی بھی علمی پھنے خان بتا سکتا ہے کہ فارسی زبان
میں روزہ کا معنٰی صوم کی طرح رک جانا بنتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ روزہ کا معنٰی ہے "ایک روز"
رک جانا نہیں ہے، تو کوئی بتائے کہ آخر اس غلط معنٰی کو مشہور کرنے سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا
کہ امامی علوم کی مرتبین نے صوم کا غلط معنی مشہور کرنے کی طرح صلوۃ کا معنٰی، قانون قرآن
کی پیروی کرنا، (32-31-75) کی بجائے آگ کے سامنے مجوسی لوگ جو نماز پڑھتے ہیں اسے
صلوۃ کے معنٰی میں لے آنا یہ معنوی تحریف اور تبدیل معنی، مقصود قرآن یعنی سیاسی نظام

چلانے والی کتاب کے تصور سے موڑنے کیلئے ثابت ہوتی ہے، اس طرح قرآنی اصطلاح زکوۃ کا
معنی ہے کہ حکومت، رعیت کے ایک ایک فرد کی پرورش والی جملہ ضروریات زندگی کی کفیل
ہے (41-22) تو اس معنٰی سے علم حدیث بنانے والوں نے اسے بجائے حکومت کے یہ بوجھ
عوام پر ڈال دیا کہ وہ بھی یہ کہ لوگ سال میں ایک بار ایک سو روپیہ پر ڈھائی روپیہ غریبوں کو
دیا کریں۔ یہ معنٰی ثابت کرتا ہے کہ یہ معنٰی بنانے والے فقہ ساز امام لوگ حکومتوں کے دلال
اور ایجنٹ بھی تھے۔ اس طرح قرآن کی اصطلاح حج کا معنٰی بھی علم حدیث بنانے والوں نے
کبھی بھی عدالت کے معنٰی میں کہیں نہیں بتائے کہ حج پر لوگوں کے آپس کے جھگڑوں کے
فیصلے ہوا کرتے ہیں، امید ہے کہ ان مختصر مثالوں سے قارئین لوگ قرآن میں معنوی تحریفات
کے امامی علوم کی چکر بازیوں کو سمجھ گئے ہوں گے۔

ٹرینی افسروں کی تربیتی تعلیمات کا بنیادی ماخذ کیا ہوگا

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا
لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (2-186) ترجمہ: جب میرے بندے میری رہنمائی
کے بارے میں تجھ سے استفسار کریں تو انہیں بتائیں کہ میں تو ہر وقت آپ کے قریب ہوں،
اس حد تک کہ پکارنے والے کو جب جب وہ پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ پھر لازم
ہے ان پر کہ وہ میرے احکامات کو قبول کریں، اور میرے جوابوں پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی
فرمانبرداری کریں تاکہ ہدایت پائیں۔

نوٹ: کئی لوگوں کو قرآن میں نقائص ثابت کرنے کا شوق ہوتا ہے اور وہ لایعنی بے
مقصد مغز ماری کرتے رہتے ہیں کہ ساری چیزیں قرآن میں نہیں ہیں اس لئے اگر کوئی کہے کہ
انجنیئرنگ اور میڈیکل کے شعبوں کی ٹرینگ کے کورس قرآن میں کہاں ہیں تو ان کی خدمت

میں عرض ہے کہ ویسے تو آبی جہاز سازی کی صنعت سے متعلق اللہ پاک نے جناب نوح علیہ اسلام کو فرمایا کہ فَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ أَنِ ٱصْنَعِ ٱلْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا (23-27) یعنی ہم نے نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ ہماری نگرانی میں ہماری وحی کردہ ہدایات کے تحت بیڑا تیار کرو، یا جناب داؤد علیہ اسلام کے بارے میں بتایا کہ: وَعَلَّمْنَٰهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّنۢ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنتُمْ شَٰكِرُونَ (21-80) یعنی ہم نے اسے جنگی دفاعی اسباب میں سے زرہ سازی کی صنعت سکھائی جس سے تمہیں بچاؤ ملے۔ یہ علوم عقلی کیلئے مسلم غیر مسلم جملہ انسانوں کو اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں کا عطیہ ہے، ان کا تعلق عقل کے استعمال سے ہے۔ اوپر جس آیت کریمہ کے حوالہ سے تربیت لینے کا ذکر کیا گیا ہے اس میں خطاب ہے "آمنوا" لوگوں کو یہ "آمنوا" والے لوگ ان کا جن محکموں سے تعلق ہے ایک لا اینڈ آرڈر، دوسرا عدلیہ اور وہ اسٹیٹ سروسز جن کا پالیسیوں کے ساتھ تعلق ہے ان کے جو بنیادی مسائل ہیں یا بائی لاز ہیں وہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انہیں سمجھنے ہوں گے، جن سے معاشیات، سماجیات اور معاشرت سدھرے گی۔ ان ہی کی ٹریننگ لینی دینی ہے، انہیں ماہ رمضان کی ٹریننگ میں کوئی موٹر کاروں کی انجن خراب ہونے پر اسے درست کرنے کی تربیت نہیں دی جائے گی۔

خانقاہی ریاضتوں کے تقاضائوں کو علم وحی کے قوانین میں مداخلت کا کوئی حق نہیں

جناب قارئین! آپ ابھی آیت (2-183) یعنی اس مضمون کے شروع میں پڑھ کر آئے کہ صیام کو آپ مومنین کے اوپر فرض کیا جاتا ہے جس طرح کہ آپ سے پہلے والے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اب یہ آیت (2-187) بتارہی ہے کہ اگلی امتوں کے لوگوں کو ان کی مذہبی پیشوائیت نے انہیں ملے ہوئے دین اور قوانین الٰہی کو مسخ کر کے انہیں بجائے انتظامی فلاحی مقاصد کے خود ساختہ مشقتوں والا مذہب اور دھرم بنادیا، لیکن مسلم نما قرآن دشمن

روایت ساز لوگوں نے جو جناب رسول اللہ کے بھی دشمن ہیں اور اصحاب رسول کے بھی دشمن ہیں، انہوں نے اس آیت کے شان نزول میں ایسی حدیثیں بھی گھڑی ہیں جن سے اصحاب رسول کے متعلق یہ الزام لگایا ہے کہ وہ صوم میں خود ساختہ پابندیاں بڑھا کر پھر ان میں خیانت کرتے تھے، جبکہ قرآن حکیم یہ بات اگلی قوموں اور اگلی امتوں کے حوالوں سے کر رہا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ صوم ان آیات کے نزول سے پہلے اس آیت کے حوالہ سے اسلامی معاشرہ میں موجود ہی نہیں تھا تو پھر اس میں مسلم لوگ کیسی ترمیمیں کریں گے؟ اس جھوٹی شان نزول والی روایات سے بھی آپ اندازا لگا چکے ہوں گے کہ یہ روایت ساز لوگ اصحاب رسول پر بھی طعنے اور تہمتیں گھڑنے میں کوئی موقعہ نہیں چھوڑتے جو اللہ نے تو صوم کے اندر اگلی امتوں کی طرف سے گڑبڑ ڈالنے پر تنقید کی لیکن علم حدیث بنانے والوں نے اس کو بھی اصحاب رسول کے کھاتے میں ڈال دیا۔ اب اس آیت (2-187) میں قرآن حکیم اگلی امتوں والی مذہبی پیشوائیت کی ترمیم پر تنقید کرتے ہوئے کہ صوم کیا ہے کی وضاحت فرمارہا ہے: أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَٱلْـَٰٔنَ بَٰشِرُوهُنَّ وَٱبْتَغُوا۟ مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ مِنَ ٱلْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا۟ ٱلصِّيَامَ إِلَى ٱلَّيْلِ وَلَا تُبَٰشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَٰكِفُونَ فِى ٱلْمَسَٰجِدِ تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (2-187) ترجمہ تمہارے لئے صیام کی راتوں میں اپنی گھروالیوں کی طرف جنسی میلاپ کو حلال کیا گیا ہے، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو (لباس کردار کو درست رکھنے کے معنی میں آیا ہے) اللہ کو معلوم ہے کہ تم لوگ (ہمارے قوانین کے ساتھ ملاوٹیں کر کے پھر ان میں بھی خیانتیں کرتے تھے) یہ تو اپنے ساتھ خیانتیں کر رہے تھے لیکن اس کے باوجود اللہ اپنی رحمت کو آپ پر پلٹ کر تم سے در گزر کرتا ہے، اب تم لوگ اپنی ان گھروالیوں سے مباشرت کر سکتے ہو، سو کھاؤ پیو اتنے تک جتنے تک صبح کی سفید دھاری

فجر کے وقت والی کھل جائے رات کی کالی دھاری سے، یعنی رات سے، اس کے بعد مکمل کرو صیام کو (آنیوالی) رات تک۔

اوقات صوم اور صوم کی تعریف

جناب قارئین! آپ نے اس آیت کریمہ میں بتائے ہوئے اوقات صوم پر غور کیا یا نہیں؟ اس آیت میں قرآن نے بتایا کہ صوم رکھنے کا وقت فجر کا وقت ہے سحری تک والا نہیں ہے، یعنی طلوع آفتاب سے پہلے تک۔ اور صوم ختم کرنے کا وقت لیل ہے یعنی رات ہے۔ جاننا چاہیے کہ مغرب اور غروب کا وقت قرآن میں لیل کے نام سے نہیں پکارا گیا، قرآن حکیم میں تیرہ چودہ بار غروب اور مغرب کا لفظ مختلف شکلوں میں آیا ہے لیکن ایک بار بھی صوم کے کھولنے کیلئے مغرب کے وقت کا ذکر نہیں کیا گیا"، قرآن حکیم نے لیل کو لباس سے تعبیر فرمایا ہے (25-47) یعنی لباس کے اندر جو چیز ہوتی ہے وہ چھپی ہوئی ہوتی ہے، لیل کے وقت میں دور کا بندہ پہچانا نہیں جاسکتا مغرب کے وقت میں دور کا آدمی پہچانا جاسکتا ہے۔ بہر حال علم حدیث بنانے والوں نے ہر طرف سے قرآن کے قوانین کو توڑا ہے۔ صوم کی تعریف اور حقیقت اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ ہوئی کہ فجر کے وقت سے عشاء تک کھانا پینا جماع کرنا بند رکھنا ہوگا۔ لیکن ہمارے ہاں صدیوں سے اس قرآنی حکم کے مطابق نہ صوم رکھا جاتا ہے نہ کھولا جاتا ہے۔

خاص افسروں کے لئے ہدایت جب ان کی گھروالیاں بھی افسر ہوں اور وہ ان کے ساتھ ایک ہی آفس میں اکٹھے کام کرتی ہوں تو ان کے لئے حکم ہے کہ:

وَلَا تُبَٰشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَٰكِفُونَ فِى ٱلْمَسَٰجِدِ تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (2-187)

آپ اپنی گھر والیوں سے مباشرت نہ کریں ایسے حال میں جب تم لوگ (ایمر جنسی ڈیوٹیوں کی وجہ سے جس طرح بجٹ تیار کرنے کے دنوں میں رات دن آفسوں میں کام کیا جاتا ہے اپنی آفسوں میں (رات دن) ڈیوٹیاں کرنا، یہ عاکفون فی المساجد کی معنی میں ہے۔ یہ اللہ کے قوانین ہیں پھر ان قوانین کی حدود شکنی کے قریب بھی نہ جائیں" (دیکھو کہ) کس طرح اللہ اپنی باتیں لوگوں کیلئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ ان قوانین کی انحرافی سے خوف کھائیں اور ڈریں۔ وانتم عاکفون فی المساجد= لفظ عکف کا معنی ہے الجھی ہوئی چیز کو سلجھانا، درست کرنا، جیسے الجھے ہوئے بالوں کو کنگھی دے کر درست کیا جاتا ہے، مسجد اور مساجد کے معنی تو حکومت کی آفس ہیں جو وہاں سے جاری ہونے والے احکامات اور فیصلوں کی اطاعت کیلئے جھکا جاتا ہے۔ امامی علوم کی روایات نے جو اعتکاف فی المساجد کا تصور دیا ہے یہ رہبانیت کی راہ پر امت کو لانے کا ایک حربہ ہے اور دین کو مذہب میں بدلنے کا چکر ہے۔

اس بحث کے اخیر میں افسران کو رشوت خوری اور قومی بجٹ میں خیانت کرنے سے باز رہنے کی تنبیہ

وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (2-188) ترجمہ: اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ، اور (نا ہی) ان مالوں کے ذریعے حکام بالا تک رسائی کرو، جس سے تم بیوروکریسی والوں کا کوئی فریق، عوام کے بجٹ میں سے گناہ کے ذریعے کھا نہ جائے، (ایسے حال میں کہ جانتے بھی ہو کہ اس طرح سے ریاست کا ستیاناس ہو جائے گا۔

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ اس مبحث صوم کے شروع میں اللہ نے حکمرانوں کو فرمایا کہ آپ کے اوپر جو (دوران تربیت) صیام فرض کئے جاتے ہیں اس سے

مقصود یہ ہے کہ آپ کے اندر عوام کے اوپر حکمرانی کرتے وقت قوانین سے انحرافی اور حدود شکنی کرنے سے خوف اور ڈر پیدا ہو" پھر آیت (186-2) میں فرمایا کہ ان قوانین کی تعلیم سے مقصد لتکبروا اللہ علی ماھدیٰکم ولعلکم تشکرون ہے یعنی "دنیا میں قوانین الٰہی کی برتری اور ان کی افادیت کا لوگوں کو احساس دلانا ہے" پھر اس مبحث صوم کے اختتام والی آیت (188-2) میں فرمایا کہ قومی خزانے میں مالی کرپشن سے دور رہیں ورنہ تمہاری سلطنت دھڑام سے گر کر بکھر جائے گی۔

صوم کا اپنے جوہر میں عدالتی سزا اور ہرجانہ ہونے کے ثبوت

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦٓ إِلَّآ أَن يَصَّدَّقُوا۟ ۚ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَـٰقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا(92-4) اگر کسی شخص نے کسی مخالف قوم کا آدمی غلطی سے قتل کیا جس قوم کے ساتھ تمہارا بھائی چارے کا معاہدہ تھا تو اس کے بدلے میں مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا ہوگا اور ایک مؤمن غلام آزاد کرنا ہوگا (یہ بات اس زمانہ کی ہے جب معاشرہ میں غلام موجود تھے اب نہیں ہیں) پھر جو شخص اپنے پاس یہ ہرجانہ نہ پائے تو اسے توبہ کی قبولیت کیلئے (بطور سزا) دوماہ مسلسل صوم رکھنے ہوں گے۔ اللہ جاننے والا اور حکیم ہے۔ محترم قارئین! اس آیت کریمہ پر غور فرمائیں کہ صوم اس مقام پر ہرجانہ اور دیت کے طور پر لاگو کیا گیا ہے۔

صوم کے ہرجانہ اور جرمانہ ہونے کی دوسری مثال

لَا يُؤَاخِذُكُمُ ٱللَّهُ بِٱللَّغْوِ فِىٓ أَيْمَـٰنِكُمْ وَلَـٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ ٱلْأَيْمَـٰنَ ۖ فَكَفَّـٰرَتُهُۥٓ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَـٰكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَـٰثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّـٰرَةُ أَيْمَـٰنِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَٱحْفَظُوٓا۟ أَيْمَـٰنَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ(89-5) اللہ پاک تمہارے

فضول اور بغیر ارادہ والی قسموں پر تم سے گرفت نہیں کرے گا لیکن ان قسموں پر پکڑ ہوگی جن قسموں سے تم نے ایگریمنٹ اور معاہدے کئے ہوں گے، ان کا جرمانہ اور ہرجانہ دس مسکینوں کو درمیانہ قسم کا کھانا کھلانا ہے، جس طرح کا آپ لوگ گھروں میں کھاتے ہو اپنے اہل کے ساتھ، یا کفارہ ہوگا دس عدد آدمیوں کے لباس کی قیمت کے برابر، یا غلام کو آزاد کرنا کفارا ہوگا، پھر جو کوئی شخص یہ جرمانے نہ پاسکے تو وہ تین دن کے صوم رکھے (بطور سزا کے)، یہی کفارہ ہے تمہاری قسموں کا، جب تم قسمیں اٹھا کر توڑتے ہو۔

گناہوں کے وبال میں روزوں کے کفارہ ہونے کی تیسری مثال

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْتُلُوا۟ ٱلصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُۥ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ ٱلنَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِۦ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًۢا بَـٰلِغَ ٱلْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّـٰرَةٌ طَعَامُ مَسَـٰكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِۦ ۗ عَفَا ٱللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ ٱللَّهُ مِنْهُ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ ذُو ٱنتِقَامٍ (95-5) اے وہ لوگو! جو مؤمنین کی جماعت میں سے ہو! جب تم حدود حرم میں ہو تو شکار کو نہ مارو۔ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر شکار کو مارا ہو تو پھر اس کی جزا اس شکار کے برابر ہوگی چارپایوں میں سے۔ جس کی جزا کے تعین کا فیصلہ دو عدد عادل لوگ تم میں سے کریں گے، اور شکار کردہ جانور کو کعبہ کے مہمانوں کو بطور ہدیہ دیا جائے۔ (اگر شکاری بدلہ نہیں دے سکتا تو) مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اس کے برابر صیام رکھے۔ (مسکینوں کا عدد اور صیام کا عدد، یہ بھی دو عادل لوگ مقرر کریں گے) یہ مساکین کو کھانا کھلانا، یا شکار جیسا جانور بدلے میں دینا یا اتنے صیام رکھنا یہ سب اس کے کئے ہوئے جرم اور وبال کا کفارہ ہے۔ محترم قارئین! اس آیت کریمہ میں صوم کو کفارہ اور وبال یعنی سزا اور مصیبت کہا گیا ہے، سوچنے کا مقام ہے کہ روایت سازوں نے اس کے مقابل اپنے روزوں کے کیا، کیا تو فضائل مشہور کئے ہیں جو اللہ نے تو اپنے لئے اعلان فرمایا کہ: فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا۟ ۚ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ-9)

(108 یعنی اللہ پاکیزگی رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ تو علم حدیث بنانے والوں نے حدیثیں بنادیں کہ اللہ کو روزہ دار کے منہ کی بدبو بہت پسند ہے اس لئے روزہ دار مونہہ صاف نہ کریں۔

قرآن میں صوم کو ہرجانہ اور سزا کے طور پر بیان کرنے کی چوتھی مثال جناب قارئین! سورۃ المجادلہ کی دوسری آیت کریمہ سے قرآن حکیم میں ظہار کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ غصہ میں آکر اپنی گھروالی یعنی بیوی کو ماں کہہ دیتے ہیں، کہ آئندہ تو میرے لئے میری ماں کی طرح مجھ پر حرام ہے، تو قرآن حکیم نے فرمایا کہ اس کے اس قول سے بیوی، ماں تو نہیں بن جاتی لیکن اس کے بیہودہ اور جھوٹے قول سے رجوع کیلئے جرمانہ میں اس آدمی کو غلام آزاد کرنا ہے، اگر اس کے پاس غلام نہ ہو تو قرآن کا فرمان ہے کہ: فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ-58) (4 غور کیا جائے کہ یہ دوماہ کے صوم رکھنا ایسے مجرم کی سزا کیلئے بتائے گئے ہیں جس کو منکرا من القول وزورا'' کہا گیا ہے یعنی غیر معروف، غیر قانونی جھوٹا قول، جس کی سزا بتائی گئی ہے، غلام کو آزاد کرنا یا لگاتار دوماہ صوم رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ اس حقیقت کی روشنی میں صوم عدالتی سزا قرار پاتی ہے۔ ان آیات میں یہ مجرموں کی پنشمنٹ کیلئے عدالت والوں کو قوانین الٰہی کی حدود سمجھائی گئی ہیں۔ حج وعمرہ کیلئے ہدیہ کا جانور نہ دینے کی صورت میں بدلہ کے طور پر صوم رکھنے کا حکم اس کے لئے بھی آیت (196-2) پڑھی جائے۔

چپ رہنے کا صوم

عوام اور پبلک سے بات چیت نہ کرنے اور بات چیت کرنے سے خود کو روک دینے کو بھی صوم کہا گیا ہے، ملاحظہ ہو فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا

فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا(26-19) یعنی کھاپی اور آنکھیں ٹھنڈی کر (اپنے نوزائدہ بچے عیسیٰ کو دیکھ دیکھ کر) پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو اسے کہو کہ میں نے رحمان کیلئے صوم کی نذر مانی ہے، اس لئے آج کے دن میں کسی بنی بشر سے بات نہیں کروں گی۔ قوانین الٰہی پر پابندی سے عمل کرنے کے ساتھ ممنوعات اور اوامر ونواہی کی خلاف ورزی کرنے سے خود پر کنٹرول کرنے والے مردوں اور عورتوں کو والصائمین والصائمات کہا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا جائے حوالہ (33-35)

خلاصہ مضمون

اس مضمون میں قرآنی آیات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ صوم رکھنے کا وقت فجر کو طلوع آفتاب کے پہلے سے لے کر عشاء تک ہے اور جن پر یہ صوم رکھنا لازم ہے، وہ افسران امن دینے والے عدلیہ اور حکومت چلانے والے ہیں۔ دوسرے نمبر پر جو کوئی غلطی سے بغیر ارادے کے قتل کر بیٹھے۔ سوم گھروالی کو ماں کے ساتھ تشبیہ دے کر اسے خود پر حرام کرے، پھر اس سے رجوع کرے۔ چہارم عہد وپیمان یعنی قسم توڑنے والے پر۔ پنجم جو شخص حج وعمرہ کیلئے ہدیہ کا جانور بھیجنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ دس عدد صوم رکھے۔ چھٹا وہ شخص جس نے حدود حرم میں کوئی جانور شکار کیا ہو۔ ان کی تفصیل کہ ہر جرم کے کتنے، کتنے صوم یہ متعلقہ آیات میں ہم اوپر لکھ کر آئے ہیں۔

جناب قارئین! پورے قرآن میں جتنی بار بھی صوم کا ذکر آیا ہے ان سب کی تعبیر و توضیح، میں اس مضمون میں مکمل طور پر لا چکا ہوں۔ اس سے زائد روزوں کی جتنی بھی فضیلتیں حدیثوں کے علم میں بتائی جاتی ہیں ان کا قرآن میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے البتہ قرآن نے روزہ کو سزا اور مصیبت سے تعبیر فرمایا ہے (5-95)۔

قرآن پر حملہ

پیش لفظ

محترم قارئین! لاہور پاکستان سے شائع ہونے والے فرقہ اہل حدیث کے ماہوار رسالہ رشد نے اپنی اشاعت ماہ جون 2009ء کے شمارہ میں انکشاف کیا تھا کہ حکومت سعودیہ نے مجمع ملک فہد کے نام سے مختلف قرائات پر مشتمل قرآن حکیم کے چار عدد ایڈیشن شائع کئے ہیں رسالہ کے مضمون کے مطابق ان نسخوں میں قرائتوں کی آڑ میں کئی نئے حروف کا اضافہ بھی ہے اور تبدیلی بھی کی گئی ہے۔ جسکو انہوں نے جمع کتابی کا نام دے رکھا ہے۔ ہم نے رسالہ کے اس انکشاف پر ایسے ملاوٹی حروف والے مطبوعہ نسخوں کی بہت تلاش کی لیکن کہیں سے بھی وہ نہ مل سکے کسی باخبر آدمی نے بتایا کہ وہ ملاوٹ والے نسخے افریقہ میں تقسیم کئے جارہے ہیں۔اور مجمع ملک فہد کے مطبوعہ قرآنی نسخوں کو دو نام دئے گئے ہیں ایک فحص۔ دوسرا ورش۔ سو فحص نامی نسخے برصغیر اور عرب کے مسلم ممالک میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور ورش نامی نسخے جن میں قرائات والے حروف کے نام سے کٹوتی اور ملاوٹ کی ہوئی ہے وہ افریقی ممالک میں تقسیم کئے جارہے ہیں۔ افریقی ممالک تک تو ہماری رسائی نہیں تھی اب جو دنیا بھر میں امریکہ کی بنائی ہوئی جناب رسول علیہ السلام کے شان اقدس کے خلاف توہین اور گستاخی پر مشتمل فلم کو کمپیوٹر کی انٹرنیٹ کے یوٹیوب پر دکھایا گیا جس کے تفصیل میں ہمیشہ یہ عیسائی اور یہودی لوگ اہل حدیث لوگوں کی مسلمہ کتب احادیث بخاری مسلم وغیرہ کی حدیثوں میں سے گستاخیوں والی

اسکرپٹ بناتے ہیں، بہر حال امت مسلمہ کے غیرت مند لوگوں کا ایسی فلم کے خلاف احتجاج کیلئے ایک سمندر اچھل پڑا جو تادم تحریر جاری ہے، سو ایک طرف یہ بحران جاری ہے تو عین ایسے دنوں میں حکومت سعودیہ کے مجمع ملک فہد کا چھپایا ہوا قرائتوں کے نام سے ملاوٹ اور تحریف کردہ ایک نسخہ قرآن کو انٹرنیٹ پر لایا گیا ہے، اس سلسلہ میں میرے دوستوں نے کمپیوٹر سے اس ملاوٹ کردہ قرآن کے ساتھ ایک انگریزی مضمون بھی پرنٹ شدہ ڈاؤن لوڈ کر کے دیا ہے جسکا عنوان ہے

Which – Quran? یعنی، کونسا قرآن؟

یہ سرخی اور عنوان پڑھتے ہی میں بدک گیا اور میرے کان کھڑے ہو گئے کہ یہ سوال تو ہم مسلم لوگ بلکہ پوری دنیا کے لوگ بائیبل کے متعلق انجیل کے متعلق کیا کرتے ہیں کہ کونسا انجیل؟ متی کا؟ مرقس کا؟ لوقا کا؟ یا یوحنا کا؟ سعودی حکومت اور انکو یونین جیک کی طرف سے ملے ہوئے داڑھی پوش دم چھلوں کی اس کارستانی پر میں اپنے سر کو ہاتھوں میں تھام کر پیچھے صدیوں کی تاریخ میں گم ہو گیا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ جب میں ڈسمبر 1970ء میں جیل کی سزا کاٹ کر باہر نکلا تھا تو تحصیل ٹھل ضلع جیکب آباد کے زمیندار سید احمد شاہ نے میری دعوت کی میرا ویسے بھی انکے پاس جمعیۃ علماء اسلام تنظیم کے تعلق کے حوالہ سے آنا جانا بہت تھا۔ وہاں شاہ صاحب نے مجھے کہا کہ محمد امین خان کھوسہ ہمارے پڑوس کے زمیندار ہیں انکی گائے چوری ہو گئی ہے میں بطور ہمدردی اسکے پاس جانا چاہتا ہوں آپ بھی میرے ساتھ چلیں اور میں ویسے بھی غائبانہ محمد امین خان سے عقیدت رکھتا تھا وہ اسلئے کہ امام انقلاب عبید اللہ سندھی جلاوطنی کے دنوں میں جب سعودی ملک میں رہے ہوئے تھے اور وہ واپس ہندستان آنا چاہتے تھے تو سندھ کے وزیر اعظم اللہ بخش سومرو کو محمد امین خان کھوسو نے ذہنی طور پر آمادہ کیا کہ وہ

برطانیہ حکومت کو منوائے کہ عبیداللہ سندھی کو واپس ملک میں آنے کی اجازت دی جائے، پھر الٰہ بخش سومرو نے تاج برطانیہ کے باغی عبیداللہ سندھی کی ملک میں واپس آکر سیاسی سرگرمیاں نہ کرنے کی ضمانت خود دی اسطرح وہ واپس آئے بہرحال ہم محمد امین خان کے گاؤں جاکر اسے ملے دوران ملاقات میں نے خانصاحب کو کہا کہ لائل پور کی فری میسن لاج نے مطالبہ کیا ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کو ملک کا وزیراعظم بنایا جائے۔ کھوسہ صاحب نے مجھے جواب میں بڑے تلخ لہجہ سے کہا کہ جب پاکستان بنایا ہی فری میسن تنظیم نے ہے تو انکو حق پہنچتا ہے کہ وہ جسے چاہیں اسے حکمران بنائیں، آپ ملا لوگوں کو کیا خبر؟ یہ ملک پاکستان اور سارے مسلم ممالک تمہارا مکہ مدینہ والا اسلامی ملک سعودی عرب ان سب کی حکمرانی کیلئے فری میسن تنظیم کے یہودی خود اپنے خاص لوگوں کو مقرر کراتی ہے۔ پھر تو علمی دنیا میں سعودی خاندان کی متداولہ تاریخ بھی میری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی کہ یہ اصل میں نسلی طرح کون ہیں؟ اور خانصاحب عبدالولی خان پختون لیڈر کا بتایا ہوا قصہ بھی یاد آیا کہ اسکی دہلی میں ایک ہندو اسکالر سے ملاقات ہوئی تھی جو عربی زبان بڑی فصاحت اور روانی سے بول رہا تھا اور معلوم کرنے پر اسنے بتا کہ وہ غلام ہندستان کے زمانہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا، سی۔ آئی۔ ڈی انسپیکٹر تھا ایک دن اسکو ایک آڈر ملا جس میں اسکا تبادلہ، عرب ملک میں کیا گیا تھا، وہاں پہنچ کر اسنے آفیس والوں کو آرڈر دکھایا تو انہوں نے کہا کہ آپکو تو کرنل لارنس صاحب نے منگوایا ہے، آپ اسے ملیں، مجھے اسکا کمرہ بتایا گیا میں اسے ملا تو اسنے مجھے حکم دیا کہ آپ آئندہ یہ لباس نہ پہنیں اور عربی جبہ سر پر کالی رسی وغیرہ پہنیں اور ہم آپکو عربی زبان سکھانے کا بندوبست کرتے ہیں جب آپکو عربی زبان پر عبور ہو گا تو آپکی اصل ڈیوٹی پھر شروع ہو گی اور اتنے عرصہ میں پڑوس کی مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرو اور نماز سے متعلق جملہ مسائل اور طریقہ کار کو بھی سیکھو، پھر جب میں عربی زبان مکمل طور پر سیکھ چکا تو پھر نیا آرڈر ملا تو، میں شہر مدینہ میں مسجد نبوی کا

مؤذن بنایا گیا اور خود کرنل لارینس پیش امام بنا، پھر ہم دونوں وہاں سات سال اکٹھے ڈیوٹی ادا کرتے رہے اسطرح مجھے عربی زبان بولنے میں مہارت حاصل ہو گئی۔ دنیا میں انگریز سی آئی ڈی افسر ہمفرے کی جو ڈائری کتابی شکل میں متداول ہے، اس میں اسنے لکھا ہے کہ سعودیوں کا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب اسکا تیار کیا ہوا شیخ الاسلام تھا۔ جسکو شراب پینے اور متعہ کرنے کے جواز کا علمی طور پر اسے قائل کیا اور اس پر اسکو عمل بھی کرایا جب ہی تو آجکل سعودی حکومت نے بھی متعہ کو حلال قرار دیا ہوا ہے بعض اہل مطالعہ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہمفرے اصل میں کرنل لارینس کا ہی دوسرا نام ہے، پھر کرنل لارینس کا مسجد نبوی کی امامت سے تبادلہ کر کے اسے شمالی وزیرستان لایا گیا جہاں اسے ٹارگیٹ دیا گیا تھا کہ وہ افغانستان کے بادشاہ غازی امان اللہ کو قتل کرائے یا معزول کرائے، سو کرنل لارینس نے کرم شاہ کے نام سے پیر بنکر میران شاہ شہر کے کنارہ پر خانقاہ قائم کی اور وہاں سے کرامات دکھا دکھا کر غازی امان اللہ کو معزول کروا کر ملک بدر کرایا۔

میں سال 1983ء میں حج کرنے پانی کے جہاز میں گیا تھا جو سفر کراچی سے جدہ تک اندازاً آٹھ دن تک رہا، ایک دن ایک رفیق سفر نے کہا کہ میں نے جہاز کے کیپٹن کو کہا ہے کہ اس جہاز میں ہم تین چار عالم دین ہیں ہمیں آپ جہاز کا کنٹرول روم گھمائیں اور جہاز کے کچھ کوائف سمجھائیں سو اسنے میری بات قبول کی ہے دوسرے دو ساتھی تیار ہیں آپ بھی اٹھیں تو اوپر چلیں، میں انکے ساتھ ہو لیا، کیپٹن صاحب ہمیں ضروری چیزیں سمجھانے کے بعد جب فارغ ہوئے تو ہم سے کہا کہ مجھے آپکو کچھ اہم اور ضروری بات کرنی ہے، ہمنے کہا ضرور ضرور فرمائیں ہم سن رہے ہیں۔ تو اسنے کہا کہ آپ عالم لوگ ہیں آپ اپنے علاقوں میں مساجد میں ضرور لوگوں کو جمعہ جمعہ کے دن عوام میں تقاریر کرتے ہونگے آج کا دور امت مسلمہ پر ازمنہ وسطی کی طرح کا دور ہے جس میں مسلم خلافت پر عیسائی دنیا کے لگاتار حملے ہوئے تھے۔ سو

آپ مسلم امت والوں کو دشمنوں کی یلغار سے باخبر کریں اور انکے کارندے ہماری صفوں میں
معاشرہ میں ضرور ہونگے آپ انکے خلاف ان کو ناکام بنانے کیلئے لوگوں کو تیار کریں، میں
چونکہ نیوی میں انٹیلیجنس کا کورس پڑھا ہوا ہوں اسلئے آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ دشمنوں کے
ایجنٹ ہماری صفوں میں ضرور ہونگے اسلئے انکی اسکیموں کو آپ ناکام بنائیں میں نے اسے
گذارش کی کہ آپ ہمیں سمجھائیں کہ ہم دشمنوں کے کارندوں کو کسطرح پہچانیں تو اسنے
تبایا کہ ہمیں کورس میں پڑھایا گیا ہے کہ دشمن مخالف قوم میں اپنے جاسوس کارندوں کو انکے
مذہبی مراکز میں یعنی مساجد اور خانقاہوں میں فٹ کرتا ہے یعنی اسکے لوگ ہمارے مذہبی پیشوا
بنکر ہمیں اپنی لائنوں پر چلانے کی سعی کرتے ہیں۔ میں اس کیپٹن صاحب کی تلقین کی روشنی
میں سوچتا ہوں کہ انگریز نے غلام ہندستان کے زمانے میں اپنی اسکیموں کیلئے بالخصوص مسلم
امت کے مذہبی لائنوں میں بڑا کام کیا ہے امت مسلمہ میں ہندستان کے اندر ان دنوں اہل
حدیث، دیوبندی، بریلوی اور تبلیغی جماعت کے ناموں کی تاریخ پر غور کیا جائیگا تو یہ سب غلام
ہندستان کے دنوں کی پیداوار ثابت ہوتے ہیں۔ اور انکے پسمنظر کو سمجھنا ہو تو ان کے آپس کے
اختلافوں کے حوالہ سے ایک دوسرے کے خلاف جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ پڑھ کر دیکھیں تو
سب کے ڈانڈے اور ناطے انگریز کلکٹروں سے لیکر گورنروں اور وائسراء ہند تک جاکر پہنچتے
ہیں، علاوہ ازیں خلافت ترکیہ کو برٹش کی طرف سے توڑنے کے بعد شریف مکہ کو عرب قائد
بناکر پھر اس سے ملک حجاز چھین کر اس کو مملکت العربیہ السعودیہ کا نام دیکر پیراشوٹ روٹ
سے آئے ہوئے سعودی خاندان کو اقتدار پر اسٹبلش کرنے کی ساری تاریخ پڑھی جائے تو سفر
حج والے بحری جہاز کے کیپٹن کے بقول مسلم امت کی مذہبی قیادت مرکز کعبہ سے لیکر ہمارے
شہروں کی مساجد تک انکے جملہ فرقوں تک صفوں کی صفیں دشمنوں کی پلاننگ پر کام کر رہی
ہیں، اہل مطالعہ کو یاد ہوگا کہ امریکی صدر بش نے عراق وافغانستان کی جنگ کے دنوں میں کہا

تھا کہ ہم امت مسلمہ سے قرون وسطی کی جنگوں کا بدلہ لینا چاہتے ہیں، اور قارئین کو یہ بھی یاد
ہوگا کہ اس جنگ میں افغان سرزمین کو صدر بش کی نیٹو والی برادری کی آماجگاہ بنانا اور عراق
ایران جنگ سے لیکر پاکستان سے زمینی اڈے لینا اور نیٹو افواج کی مدد کیلئے سعودی حکومت کے
توسط سے ملک کی مذہبی قیادت کو ریالوں اور ڈالروں کی سپورٹ سے "اسلام خطرہ میں ہے"
کے نعروں سے مذہبی قیادت کو میدان میں لانا نیز پاکستان کی سرزمین پر ڈرون ٹیکنالاجی کے
جہازوں کے ذریعے سبکو اپنے گھروں میں گھر بیٹھے مارنا، پھر اسکے خلاف ملکی قیادت خواہ وہ
حکومتی صفوں سے ہو یا عوامی سیاسی صفوں سے ہو اسے ڈرون حملوں کے خلاف نورا کشتی کے
نمونے پر چلانا یہ سب ہنر بڑے غور طلب ہیں، میں قارئین کو پھر متوجہ کرونگا کہ وہ اکیسویں
صدی کے شروع میں ہندستان کے دورہ کے موقعہ پر آئے ہوئے آنجہانی پوپ پال کے اس
اعلان پر غور کریں کہ اکیسویں صدی دنیا پر عیسائیت کے غلبہ کی صدی ہوگی، سو انکے ایسے غلبہ
کی اگر سائنسی اور سیاسی لائنوں پر سوچ کرینگے تو عیسائی دنیا کی بیساکھی مسلم ممالک اور مسلم
امت کی مذہبی پیشوائیت نظر آئیگی۔ اب اس کہانی کے مزید تفاصیل کہ ہماری مذہبی قیادت
کے تل ابیب کے ساتھ کون کون سے رشتے ہیں کس کس کے ناطے ہیں ظاہر کرنا اپنے لئے میں
خطرہ سمجھتا ہوں آخر میں بھی تو گوشت پوشت کا کمزور لتھڑا ہوں مجھے ایک شیعہ عالم نے کہا تھا
کہ بوہیو صاحب! آپ نے اپنی تحریروں کی نشتروں سے ہم شیعوں سمیت کسی کو نہیں چھوڑا
لیکن ایک بات یاد رکھنا ہم شیعہ لوگون کا مخالفوں کو مارنے کا وطیرہ نہیں رہا ہے آپکو کچھ بھی ہوا
تو وہ آپکے اپنے ہی لوگوں سے ہوگا (وہ مجھے دیوبندی سمجھتے ہوئے یہ بات کہہ رہا تھا)۔
سو اب حکومت سعودیہ نے پاکستانی پنجاب کے میڈان یو کے اہل حدیث مولویوں کی
معاونت سے جو قرآن حکیم میں تحریفات کر کے اسکے متعدد نسخے چھپوائے ہیں مجھے اسکا جو نسخہ
کمپیوٹر سے ملا ہے جو ہر وقت ہر جگہ اس ایڈریس پر سب لوگ دیکھ سکتے ہیں

(www.islamweb.net) انکے کئی سارے ملاوٹی حروف ہیں میں یہاں نہایت تھوڑے اور چند حروف کے مثال اس مضمون بنام "امت کے مرکز سے قرآن پر حملہ" کے نام سے پیش کررہا ہوں بعض غافل قسم کے مولوی لوگوں نے میرے ساتھ ان تبدیل شدہ حروف کے متعلق کہا کہ یہ تو صرف قرائت کی حد تک کی بات ہے آگے کچھ بھی نہیں، سو میں قارئین کی خدمت میں نہایت تفصیل کے ساتھ ان بدلائے ہوئے حروف کے معنوی پس منظر اور حقائق پیش کرتا ہوں جس سے میری معنی کے رد کیلیئے جملہ غافل قسم کے لوگوں اور تنخواہ خوروں کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میری پیش کردہ معنوی تفاوت کو رد کرکے دکھائیں، محترم قارئین! آپ لوگ ان تحریفی حروف سے دیکھینگے کہ قرائت کی آڑ میں قرآن حکیم کے اصولوں کو توڑا گیا ہے۔ جناب رسول علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے، جناب رسول علیہ السلام کے اصحاب کرام کو جناب رسول کی رسالت والی تحریک اور مشن سے علحدہ کرکے دکھایا گیا ہے، انکی قرائات سے، ان تحریفات سے جو کام ظاہری روپ میں یہودی مجوسی لوگ خود نہیں کرسکے، وہ کام روپ بدلنے کے بعد بہروپیا بنکر انہوں نے بڑے مہلک طریقوں سے کئے ہیں۔

قرآن کا سفر دشمنوں کی بیچ صفوں سے

جناب رسول علیہ السلام کی حیات طیبہ میں بھی قرآن بتاتا ہے کہ دشمن یہود جناب کی مجلس میں جاسوسی کی نیت سے آتے تھے۔ اور باہر اپنے غیر حاضر ساتھیوں سے کہتے تھے کہ رسول اس طرح کہے تو اسکی بات مانیں اگر اس طرح نہ کہے تو اسکی بات قبول نہ کریں (41-5) مجھے ایک شخص نے انٹرنیٹ کے حوالہ سے بتایا کہ جرمن کی بڑی لائبریری میں چھ سات سو سال کتابوں کے پرانے ردی قسم کے بوروں کو کھولا گیا تو ان میں کے کتابوں سے یہ خبر ملی

کہ عیسائی عرب لوگ پرانے زمانے والے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو محمد کہا کرتے تھے اب کوئی اس خبر اور کاریگری پر غور کرے کہ یہ تو بعد میں آنیوالوں کو دھوکا دینا ہوا کہ آخری رسول محمد بن عبداللہ جیسے کہ آیا ہی نہیں ہے، لوگوں کے پاس جو محمد نام کا رسول مشہور ہے وہ اصل میں عیسیٰ ہی ہے یہ بات تو ایسی ہوئی جیسے کہ سعودی حکمرانوں اور قرآن دشمنوں کو پاکستان کے شہر لاہور سے ماہوار رسالہ رشد کے شمارہ جون 2009ء میں قاری فہداللہ مراد صاحب نے سعودی حکومت کو متعدد ملاوٹی قرآن چھپوانے پر اپنے مضمون میں پہلے انہیں خراج تحسین پیش کی ہے پھر مشورہ دیا ہے کہ یہ کام علمی ہے سو کہیں فتنہ کا شکار نہ ہو جائے۔ قاری فہداللہ مراد صاحب نے اپنے اور اس سعودی فتنہ کو عوام کے ہاتھوں میں تقسیم کرنے سے روکتے ہوئے لکھا ہے کہ قرائات کی جملہ روایات میں قرآن کے جدا جدا ایڈیشن شائع کرنے کے بعد اسکو پوری دنیا کی لائبریریوں میں پہنچایا جائے، پھر راءعامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے کے بعد ان نسخوں کو لائبریریوں میوزموں سے نکالکر پہلے نمائشوں میں لایا جائے۔ (دیکھو کہ یہ حیلے چوروں کی ذہنیت کی طرح چوری چھپانے والے لگ رہے ہیں۔)

جناب قارئین! قاری فہداللہ مراد کا مضمون جو انیس صفحات پر مشتمل ہے اسے پڑھنے کے بعد اور اب انٹرنیٹ پر جرمن لائبریری کے حوالہ سے عیسائی عربوں کا سات سو سال پہلے اپنے نبی عیسیٰ کو محمد کے نام سے پکارنے کی خبر دینا اور اب لائبریری کے ان پرانے بوروں سے ایسا انکشاف اور قاری فہداللہ کی تجویز میں بہت ہی بڑی مماثلت ہے جس سے کم سے کم قرآن دشمنوں کی عیسائیوں کے ساتھ رشتہ داری کی خبر تو ملگئی کہ قرآن دشمن لوگ کن حویلیوں کے تعلیم یافتہ ہیں، نیز دنیا والوں کے لئے جو بغیر نقطوں والے قرآنی نسخوں اور عربی خطوط کی جو میڈیا میں پراپگنڈا کی جاتی ہے یہ بھی شروع زمانہ اسلام کے قرآن دشمن ذہنوں کی اختراع ہے جو ان دشمنوں نے مکمل قرآن کے ایسے نسخے کرایہ کے کاتبوں سے لکھوا کر لائبریریوں اور

میوزموں میں رکھوادیئے تھے، پھر انکے اندازہ کے مطابق کاوقت آیاتوانکا بھی اب ڈنڈھورا پیٹا
جارہاہے اب جب سے انکو کرنل لارینس کی مدد سے کعبہ پر قبضہ مل گیاہے توانکو انکے بڑوں پر
سات قرئتوں والی حدیث بھی بنانے پر بڑاافسوس ہے اسلئے کہ یہ لوگ اب اس گھمنڈ میں ہیں
کہ ہم اب توسات قرئتوں میں جداجدا قرآن چھپوانے کی جگہ بیسیوں جداجدا قرآن چھپوا سکتے
ہیں سو یہ لوگ آج سات قرئتوں والی جھوٹی حدیث کے راویوں کے ناموں کے تعداد کو دگنا،
تین، چار یا پانچ گنا بنا کے قرآن کی وحدت، احدیت، اور لیس کمثلہ کتاب کی چیلنج کو توڑنے کیلئے
کوشاں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لفظ یریٰ کو تحریف کر کے تریٰ بنانے سے آدمی شان رسالت کا منکر ہو کر کافر ہو جائیگا۔

جسطرح کہ مکتبہ فہد کے مطبوعہ قرآن میں ایسی تحریف کی گئی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ وَلَوْ
يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ (2-165)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے کئی ایسے بھی ہیں جو بنالیتے ہیں اللہ کے سوا (اسکے) برابر
کے شریک انکے ساتھ اللہ کی (اطاعت والی) محبت کیطرح محبت کرتے ہیں، اور جو ایمان لائے
ہیں وہ اللہ سے محبت کرنے میں بہت بڑھکر ہیں، اور اگر دیکھیں وہ لوگ جو ظالم ہیں عذاب کو
(اپنے ساتھ ہوتا ہوا) دیکھینگے (تو جان جائینگے کہ) ٹوٹل طاقت تو اللہ کی ہے اور اللہ سخت
عذاب دینے والا ہے (ترجمہ ختم)

اس آیت کریمہ کے لفظ "یری" کو تحریف کر کے "تری" بنادیا گیاہے، یری لفظ کا
فاعل اصل متن قرآن کے حوالہ سے ظالم مشرک اور کافر لوگ ہیں، جو لوگ اصل میں جزا

سزا کی طاقت کے معاملہ میں اللہ کے ساتھ اپنے باطل معبودوں کو بھی شریک ٹھہراتے تھے،
سوانکے لئے اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ لوگ جب اپنے ساتھ عذاب ہوتا ہوا دیکھینگے اور اسوقت
انکا کوئی پیر مرشد گرو اور امام انکو چھڑانے کیلئے قریب نہیں آئیگا تو، پھر مان جائینگے کہ ان القوۃ
للہ جمیعا۔ رب پاک نے اس آیت میں لفظ "یری" کا استعمال فرما کر ان مشرکین کیلئے فرمایا کہ
یہ لوگ اللہ کی طاقت کا مشاہدہ اور اقرار، انکو عذاب ہوتے وقت مانینگے، اس سے پہلے نہیں
مانینگے، سو اگر سعودی حکمرانوں اور انکے داشتہ پرداختہ داڑھیوں میں چھپے ہوئے محرفین قرآن
کے بقول لفظ یری کو تری۔ پڑھا جائیگا تو اس تحریف کی صورت میں مخاطب جناب رسول علیہ
السلام خود بنجائینگے پھر معنی بنے گی کہ خود رسول اللہ۔ اللہ کو جمیع قوت کا مالک تسلیم نہیں کرتے
تھے اسلئے اسے اس آیت میں کہا جارہا ہے کہ ولو تری یعنی اگر آپ دیکھیں کہ جب ان ظالموں
کو عذاب دکھایا جائیگا تو دیکھینگے آپ کہ جمیع طاقت کا مالک اللہ ہی ہے، گویا اس سے پہلے رسول
علیہ السلام اللہ کو جمیع قوت کا مالک تسلیم نہیں کرتے تھے۔ سو اللہ نے لفظ یری کے استعمال سے
ظالموں اور کافروں کے لئے اللہ کی طاقت کو ماننے والوں اور قبول کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور
اسکے مقابلہ میں لفظ یری کو تری بنانے والے سعودی حکمرانوں اور انکے عالموں نے جیسے کہ
نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ جناب رسول اللہ کو اللہ کی طاقت اور قوت کو نہ ماننے والا ثابت کیا ہے۔

مسلم امت والوں کو منافقوں کے اعمال سے
بے خبر اور لاتعلق رکھنے کی سازش

محترم قارئین! عالمی سامراج کی فکری لے پالک حکومت سعودی نے گندم نما جو
فروش مذہبی ٹھیکہ داروں سے قرآن حکیم میں یہودیوں کی اتباع میں جو تحریف کرائی ہے اسکی
ایک مثال آیت نمبر (53-5) کے شروع والے جملہ ویقول الذین اٰمنو۔ سے حرف "واو"

کو نکالنا ہے، انہوں نے اس جملہ کو بغیر واو کے خالی ۔ یقول الذین آمنو۔ لکھا ہے۔ جناب قرائین! اس جملہ کا حرف "واو" یہ علم نحو میں واو للجمع کہلاتا ہے، اب یہ بات سمجھنے والے اسطرح سمجھیں کہ جب اس آیت سے پہلی والی آیت (52-5) کو اسکے ساتھ ملا کر پڑھینگے، اس آیت میں ہے کہ اے مخاطب قرآن! دیکھینگے آپ ان لوگوں کو جنکے دلوں میں نفاق کا مرض ہے یہ لوگ (اہل باطل سے) جلدی کرتے ہیں دوستی رکھنے میں، کہتے ہیں کہ ڈرتے ہیں ہم کہ کہیں ہم پر کوئی مصیبت نہ آجائے۔ سو قریب ہے کہ اللہ لائے فتح یا کوئی سی (تمہارے فائدہ کی) بات اپنی طرف سے پھر وہ (اپنی دلوں میں) چھپائی ہوئی باتوں پر شرمسار ہو جائیں گے (یہانتک آیت 52 ختم کی گئی ہے) اسکے بعد والی آیت میں قرآن حکیم نے فرمایا ہے کہ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوٓا أَهٰٓؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمٰنِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمٰلُهُمْ فَأَصْبَحُوا خٰسِرِينَ (53-5) اور کہینگے وہ لوگ جنہوں نے ایمان لایا (کیا) یہ ہیں وہی لوگ جنہوں نے بڑے بڑے قسم کھائے تھے اللہ کے نام کے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں، انکے تو اعمال ضائع ہوئے اب یہ نقصان اٹھانے والے ہوگئے (آیت کا خلاصہ ختم)

اس آیت کے شروع میں اللہ عزوجل نے حرف "واو" لاکر اس سے یہ بات سمجھائی ہے کہ مؤمن لوگ دشمنوں کی ماضی اور حال پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ یہ منافق لوگ کل کو کیا کیا قسمیں کھا کر اپنے ایمان کی شاہدیں دے رہے تھے اور اب کسطرح اہل کتاب کفار کی جانب، انکے گروہوں میں شامل ہونے میں جلدی کر رہے ہیں۔

تو حکومت سعودی کے ریالوں سے پلنے والے لامحدود داڑھیوں اور بنڈلیوں تک محدود پائنچوں والے ان شیخ الحدیثوں کی جھرمٹ میں محرف قرآن سعودی کامپلیکس کی اس ٹیم نے آیت نمبر 53 سے حرف "واو" کو نکالکر گویا کہ مؤمنوں کو بھی جناب رسالت مآب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی مشن سے لاتعلق دکھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ اسطرح کہ آیت نمبر

5 میں رب تعالیٰ اپنے نبی کو لفظ فترىٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منافقین کا حال دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح اہل کتاب کی طرف بھاگے جارہے۔ یعنی اے نبی آپ تو انکے اس حال کو دیکھیں، لیکن صرف آپ اکیلے ہی نہیں آگے آیت نمبر 53 میں فرمایا کہ آپکے مؤمن ساتھی بھی انکی ہیرا پھیریوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں، محترم قارئین! آیت نمبر 52 میں جناب رسول کو منافقین کے عمل کی طرف متوجہ کرنے کے بعد اللہ نے آیت نمبر 53 میں مؤمنین کی اس معاملہ پر پہلے ہی نظرداری کا ذکر حرف "واو" کو ساتھ کر کے بتادیا ہے گویا کہ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ بتلانا چاہا ہے کہ آپکے ساتھی بھی اس معاملہ میں چوکس ہیں اور منافقوں پر وہ کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں آپ اکیلے نہیں ہیں۔ اب قرآن کے طالب علم سوچیں کہ محرفین قرآن نے حرف "واو" کو نکال کر کسطرح تو جماعت مؤمنین کو اپنے رسول کی مشن سے جدا دکھانے کی سازش کی ہے وہ اس طرح کہ یہاں جو حرف واو۔ اللہ نے مابعد کو ماقبل سے ملانے کیلئے دیا تھا اسے سعودی عالموں نے سرے سے اسے نکال دیا ہے۔

محترم قارئین! قرائت تو نام ہے حروف کو اپنی اصل مخارج سے پڑھنے کا لیکن یہاں جب سرے سے ایک ضروری حرف کو ہی نکالا گیا ہے تو اب وہ پڑھا تو نہیں جاسکے گا۔

دنیا بھر سے مسلم امت کی نسل کشی کی سازش

عیسائی مذہب کا آنجہانی پوپ پال اس اکیسویں صدی کے شروع میں ہندوستان کے دورہ پر گیا تھا وہاں اسنے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ صدی دنیا پر مذہب عیسائیت کے غلبہ کی صدی ہے۔ اسکے لئے مخفی طور پر عیسائی دنیا کے ملک گیروں نے کیا کیا، کیا ہے، یہ تو معلوم نہیں ہے، البتہ انہوں نے اپنے خواب اور خواہش کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے یہ ضروری سمجھا ہے کہ جب تک دنیا سے کتاب قرآن کو ختم نہیں کرینگے تو اتنے تک انکا خواب انکی مطلوبہ مثبت تعبیر تک

نہیں پہنچ پائے گا، اسکیلئے انکے آباءاجداد نے کتاب قرآن حکیم کے خلاف شروع اسلام میں کئی
ساری ایسی مساعی ناجمیلہ کی تھیں کہ دنیا کے صفحہ ہستی سے قرآن کو مٹاڈالیں لیکن وہ اسمیں
بری طرح ناکام ہوئے تو پھر آگے چلکر یہود مجوس ونصاریٰ نے اتحاد ثلاثہ بناکر قرآن حکیم کے
مفاہیم کوایسی باتوں سے توڑااور مسخ کیاجن کواقوال رسول اور احادیث رسول کانام دیاگیا، جس
علم روایات پر فخر کرتے ہوئے فارس کے دانشور جلال الدین رومی نے کہاکہ:

ماز قرآن مغز را برداشتیم،

استخوا نھارا پیش سگاں انداختیم۔

یعنی ہم نے قرآن سے کریم اور مغز نکال ڈالی ہے باقی ہڈیاں بچاکرانہیں کتوں کے آگے
پھینک دیاہے، آگے چلکر عقل وفہم کو مہمیز آئی کارل مارکس کے نظریہ معیشت کے فکر اور نام
سے، دنیامیں لینن نے انقلاب لایاعلامہ اقبال نے جومارکس ازم کوپڑھاتووہ چیخ اٹھاکہ یہ تواسکا
معاشیات سے متعلق جملہ مواد، وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ
تَتَفَكَّرُونَ (2-219) کی تعبیر ہے، جسکا جملہ تفصیل موسی سے مارکس تک کے ساتھ ساتھ
نوح سے محمد علیہما السلام تک کے علم وحی میں موجود ہے، سوعالم نصرانیت نے کیپیٹلزم کو
بچانے کیلئے پہلے توکتاب قرآن کو صفحہ ہستی سے مٹاڈالنے کی اسکیم سوچی، جب وہ اس میں ناکام
ہوئے توانہوں نے الفاظ قرآن اور حروف قرآن میں کہیں قینچیں ڈالنی شروع کیں تو کہیں
ترمیم اور تبدیل سے کام لیناشروع کیاسوانکی ان کارستانیوں کی مزید مثال سورت المائدہ میں
آیت 53 کے شروع سے حرف "واو" کو نکالنے کے بعد آیت نمبر 54 کے لفظ "یرتد" کو
"یرتدد" بناڈالاآپ قارئین کی خدمت میں، میں ذکر کرچکاہوں کہ سعودی حکومت عالمی
سامراج کوخوش کرکے اپنے اقتدار کو طول دینے کیلئے قرآن میں تحریفات کروارہی ہے۔

یرتد لفظ کو یرتدد بنانے کا پسمنظر

ان دونوں صیغوں کا باب ایک ہی ہے جو کہ افتعال ہے، اس لفظ کی دونوں شکلوں میں
معنی ہے لوٹنا(اپنے دین سے) مرتد ہوجانا، لیکن یہاں دوعدد، دالوں کوادغام کی صورت میں
یرتدکرکے، پڑھنے سے معنی بنے گی کسی خارجی محرک اور سبب سے مرتد ہونااور لوٹ جاناخواہ
وہ دنیا کی لالچ ہویاکرسی اور اقتدار کی لالچ ہویاعورت اور دیگر عیاشیوں کی لالچ ہو۔اور بغیر
ادغام کے لفظ یرتدد کرکے پڑھنا جس طرح کہ سعودیوں کی تنخواہ پر تحریف کرنے والے
عالموں نے یہ تحریف کی ہے، اسکی معنی ہے کہ کوئی خود بخود اپنی چاہت سے، اپنے ذہن کی
تبدیلی سے اپنی دل کی تبدیلی سے اپنی سوچ کی تبدیلی سے مرتد ہوجائے اور اپنے پہلے مؤقف
اور نظریہ سے لوٹ جائے۔

اب یہاں قارئین کو غور کرناچاہیے کہ قرآن دشمن عالمی سامراج اور انکی مسلم امت
میں دلال سعودی حکومت اور انکے کرایوں پر پلنے والے احبار ورہبان نے قران حکیم کے لفظ
"یرتد" کوہٹاکر۔اور مٹاکر اسکی جگہ پر اپنے تحریفی نسخہ میں یرتدد لکھاہے تاکہ انکے لئے مسلم
امت کے افراد کولالچوں اور دنیاوی اثاثوں کی چمک سے خریداجاسکے۔رہاسوال کہ لفظ یرتد۔
اور یرتدد کایہ معنوی فرق میں نے کہاں سے لایا؟اسکیلئے میں علماء لسانیات اور مسلم امت کے
عربی دان اور قرآن کے طالب علموں کی خدمت میں اسکاحوالہ عرض کرتاہوں کہ وہ یہ معنوی
فرق خود قرآن حکیم سے اسکی تصریف آیات والی رہنمائی سے سیکھیں مختصر مثال حاضر ہے فَلَمَّا
أَن جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (12-96)
خلاصہ یعنی جب جناب یعقوب علیہ السلام کے سامنے خوشخبری دینے والا آیااور اسکے سامنے
جناب یوسف علیہ السلام کی قمیص پیش کی تووہ یوسف سے متعلق اپنے پہلے مؤقف اور خیالات

سے کہ میرا بیٹا ملیگا بھی یا نہیں۔ اور کس کس خستہ حالیوں میں ہوگا ان خیالوں سے لوٹ کر اسکے ملنے اور وہ بھی اسکے شاہی منصب پر فائز ہونے کا یقین کرنے والا ہوا۔ تو اس مقام پر لفظ ارتد کی جو معنی لوٹنا اور موقف بدلنا ہے سو اس معنی کا خارجی داعیہ اور محرک یوسف کا شاہی جبہ ہے۔ میں یہاں زیادہ مثالیں نقل نہیں کر رہا صرف سعودی گماشتوں کی اس تحریف کے پسمنظر کی طرف اشارہ کافی سمجھتا ہوں کہ عالم نصرانیت مستقبل میں ایک تو مسلم امت والوں کو اسپینی مسلموں کی طرح انکا قتل عام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اور اس سے انکی نسل کشی بھی کریگی ڈرون ٹنگنالاجی سے اور دوسری صورت اس تحریف سے یہ بھی انہوں نے ایجاد کی ہے کہ مسلم امت کے جو افراد دنیاوی اقتدار، کرسی کی لالچ اور دولت کے انباروں سے خریدے جائیں تو اسکیلئے بھی قرآنی لفظ یرتد کو یرتدد بنا کر مرتد ہونے والوں کو بہانہ سکھا دیا کہ وہ دنیا والوں کو کہیں کہ وہ عقل و بصیرت سے عیسائی ہوئے ہیں جسکی قرآن میں اجازت ہے (29-8) انہوں نے اپنا ایمان بیچا نہیں ہے۔ لفظ یرتد کی جو معنی ہمنے خارجی محرکات سے بک جانا اور لوٹ جانا کی ہے اسکا ثبوت اور سعودی تحریف والے لفظ یرتدد کا رد آیت کریمہ کا اگلا جملہ کر رہا ہے وہ یہ کہ **فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ** یعنی جسے مرتد ہونا ہے تو ہو جائے ہم انکی جگہ پر ایسی قوم لائینگے جو اللہ انکے ساتھ محبت کریگا اور وہ اللہ سے محبت کرینگے۔ اس جملہ نے بھی سمجھا دیا کہ یرتدد کی معنی سے یعنی اپنی سوچ بچار سے پھرنے والا مرتد یہاں مراد نہیں ہے، یہاں صرف وہ مرتد مراد ہے جو اللہ کے مقابلہ میں دنیاوی اثاثوں سے محبت کرتا ہو۔ اپنی عقل و سوچ کی روشنی میں اگر کوئی کافر بنتا ہے مرتد ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کیلئے قرآن نے اعلان کیا ہوا ہے کہ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا (29-18) یعنی اے نبی آپ دنیا والوں کو کہدیجئے کہ تمہارے رب کی طرف سے حق کا نظریہ دیا جا چکا

ہے۔ آگے ہر ایک کیلئے راستہ کھلا ہے کہ وہ چاہے تو ایمان لائے اور چاہے تو کفر کرے۔ جہاں تک احتساب کی بات ہے تو سبکو ہم تک پہنچنے دو، ہمنے ظالموں کیلئے ناری مقام اور معاشرہ تیار کر کے رکھا ہے۔

میں امید رکھتا ہوں کہ قارئین لوگ یہاں لفظ یرتد اور یرتدد کے فرق سے قرآن حکیم کی باریکیوں کا اندازہ کر چکے ہونگے اور سعودی جبوں میں چھپے ہوئے عالمی سامراج کے تنخواہ خور قرآن دشمن علمی دانشوروں کی تحریفات سے بھی قارئین لوگ اسلام کے سینہ پر انکی نشتروں اور تیروں کے گھاؤں کو سمجھ چکے ہونگے۔

سعودی کا مپلیکس کے محرفین کا لفظ وتوکل کو فتوکل بنانے کا پس منظر

جناب قارئین! سورۃ الشعراء کی آیت 216 اور 217 میں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ۔ اس آیت کریمہ میں یہودی محرفین تورات کی طرح سعودی محرفین قرآن نے لفظ **وتوکل** کو **فتوکل** بنا دیا ہے یعنی حرف "واو" کی جگہ حرف "فا" لگا دیا ہے، محترم قارئین! آپکو معلوم ہے کہ حرف واو ماقبل کی عبارت اور اسکے مفہوم کے ساتھ مابعد کی عبارت کو ملا کر پڑھنے اور سمجھنے کا عندیہ دیتا ہے۔ سو یہاں جوان دو آیات میں ہے کہ اگر آپکے معاشرہ والے قریبی دوست عزیز پڑوسی آپکی نافرمانی کریں تو انہیں یہ تو ضرور کہیں کہ میں آپ کے کرتوتوں سے بیزار ہوں۔ لیکن **وتوکل علی العزیز الرحیم** یعنی —اور ساتھ ساتھ اپنے غالب مہربان اللہ کی نصرت و امداد پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی مشن کو رواں دواں رکھیں، جو مشن آپکو آیات (214-215-26) میں سمجھا دی گئی ہے۔ محترم قارئین! یہ معنی ہوئی حرف واو کی صورت میں، لیکن اگر وتوکل کی جگہ حرف "فا" لا کر فتوکل پڑھا جائیگا تو آیت 216 کا آخری جملہ **فقل انی بریء مما**

تعملون یعنی میں آپکے اعمال سے بری ہوں۔ توبعد کے لفظ فتوکل کے لفظ میں اگر جو حرف فا ہوگا تو اس سے دشمن لوگ پراپگنڈا کرینگے کہ لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے رسول کی رسالت والی مشن بند ہوگئی۔ حرف "فا" کی جو تعقیب والی معنی ہے یعنی بعد والی بات کو، پیچھے ہٹادینا۔ تو دشمن لوگ اس حرف فا سے مستقل طور پر رسالت کو معطل بنانے کا مفہوم بنالیتے، اسلئے اللہ نے اس موقعہ پر حرف "فا" کے بجاء حرف "واو" کو لاکر دشمنوں کے منہ پر مارا کہ میرے رسول کی رسالت والی مشن وانذر عشیرتک الاقربین جاری رہیگی۔ اللہ نے یہ لفظ توکل۔ واو کے ساتھ لاکر انذار کے حکم کو مستقبل کیلئے بھی رواں دواں کرنے کیلئے نتھی کردیا۔

قرآن حکیم کی اس رمز کو یہودیوں، عیسائیوں اور سعودیوں کے دانشور سمجھتے تھے اسلئے انہوں نے وتوکل کو فتوکل بنادیا ہے، جس سے یہ ان لمٹ داڑھیوں پنڈلیوں پر لمیٹڈ پائنچوں والے لوگ تحریک نبوت کے آگے کوئی بند باندھ سکیں۔ انکی اس تحریف پر کوئی غور کرے کہ کیا یہ لوگ قرآن میں اسطرح یہ تحریفات کرنے والے مسلم امت سے ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! یہ لوگ خود ہی جناب رسول اللہ کے اصحاب کی توہین کے مرتکب بھی ہیں۔ میں انکی ایسی اہانت آمیز جسارت کی مثال عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی تحریفات کے پلندے میں سورہ انفال کے لفظ اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ (8-11) میں لفظ یغشیکم جو شین مشدد کے ساتھ اللہ حکیم نے نازل فرمایا ہے اسے سعودی پروردہ محرفین ٹیم نے بغیر حرف شین کو شد دینے کے مخفف کر کے لایا ہے اس تحریف میں اصحاب رسول کی بڑی توہین مضمر ہے وہ اسطرح کہ اس لفظ کے بعد نعاس کا لفظ ہے جسکی معنی ہے۔ "اونگھ" اور اونگھ اس شخص کو آتی ہے جو نیند کرنے کیلئے پوزیشن میں نہ ہو اور نیند نہ کرنا چاہتا ہو یعنی اللہ پاک لفظ غشی کو شین کی شد سے لاکر بتانا چاہتا ہے کہ میں اللہ تو اپنے رسول کے سپاہیوں کو امن والی بے فکری کی نیند دینا چاہتا تھا لیکن وہ ہر حال میں دشمن سے دوچار ہونے کیلئے تیار اور مستعد تھے، اسلئے انکو آنے والی نیند پنکیوں اور

اونگھ میں تبدیل ہو جاتی تھی۔ جاننا چاہیے کہ جو بھی آدمی کسی بے فکری اور غفلت میں ہوگا اسے اونگھ آتے ہی نیند آجائے گی، لیکن جس کسی کو کوئی الجھن ہوگی پریشانی ہوگی اور سامنے کوئی مہم سرکرنی ہوگی تو وہ اونگھ سے جھٹکوں سے نیند کو ٹالتا رہے گا۔ اور اونگھ آتی ہی اسکو ہے جو نیند نہ کرنا چاہے۔ سو جناب رسالت مآب کے سپاہی سامنے دشمن کی فوج سے ٹکر لینے کیلئے مستعد تھے اللہ نے انہیں سکون بخشنے کیلئے نیند دینی چاہی تو انہوں نے جھٹکوں سے اسے ہٹادیا کہ کہیں غفلت میں دشمن حملہ نہ کر بیٹھے۔ سو لفظ یغشیکم میں حرف شین مشدد لاکر اللہ پاک بتا رہا ہے کہ میں اپنے رسول کی فوج کے دلوں سے جنگ کا خوف ٹالنے کیلئے انہیں آرام بخشنا چاہتا تھا لیکن انہوں نے نیند کو اونگھ کے جھٹکے دے دے کر بھگادیا۔ سو محترم قارئین! سعودی سامراج کے پروردہ محرفین قرآن کامپلیکس کے ممبران نے لفظ یغشیکم کو بغیر تشدید کے حرف شین لاکر بتانا چاہا ہے کہ نبی کے سپاہی تو نیند غفلت کیلئے تیار تھے۔ لیکن اللہ نے حرف شین کو شد کے ساتھ لاکر بتادیا کہ نبی کے سپاہی نیند غفلت کیلئے ہرگز تیار نہ تھے لیکن میں نے انہیں دشمن کے خوف سے امن میں بے خوف اور بیپرواہ کرنے کیلئے نیند دینی چاہی جسے انہوں نے بیدار رہنے کیلئے جھٹکے دے دے کر ہٹادیا۔ کوئی اگر سوال کرے کہ یہ لفظ غشی کے حرف شین کو اگر شد دی جائیگی تو معنی ہوگی کہ جسکو ڈھانپا جارہا ہے وہ ڈھانپنے کو نہیں چاہتا اور قبول نہیں کرتا، میں نے یہ معنی کہاں سے لائی اسکا ثبوت چاہیے؟ تو جواب میں عرض ہے کہ یہ معنی میرے اور پوری کائنات کے مرشد ہادی اور مہدی امام کتاب قرآن نے سکھائی ہے، حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں آیت وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى۔ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى (54-53-53) یعنی ان تباہ شدہ بستیوں کو پچھاڑ کر رکھدیا پھر ڈھانپ لیا انکو (طوفانوں سے) لپیٹ کر۔ اس معنی پر غور کیا جائے جو اقوام عذابوں کی لپیٹ میں آئی ہونگی کیا وہ رضا خوشی سے آئی ہونگی؟ کیا انہوں نے ان مصائب سے چھڑانے کیلئے حیلے نہیں کئے ہونگے؟ یہ اور بات ہے کہ وہ انمیں ناکام ہوئی تھیں۔

سورت الانبیاء میں لفظ قال۔ کو قل بنانے کا پس منظر

جناب قارئین! قرآن حکیم میں تحریف کا بیڑہ اٹھانے والی قوم یہودی نے سعودی جبہ پہن کر آیت نمبر (4-21) کے شروع والے لفظ قال کو قل بنایا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ آیات ایک تا تین تک میں، دشمنان انقلاب رسالت کی بات سنائی گئی ہے کہ وہ اللہ کے کلام کو بڑی بے توجہی سے سنا ان سنا کر دیتے تھے اور نبی کی مجلس میں باقائدگی سے آنیوالوں کو نبی کے پاس جانے سے روکتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تو تمہاری طرح کا آدمی ہے اسکی باتوں میں کیا رکھا ہے تم لوگ خواہ مخواہ اسکی باتیں سننے کیلئے اسکی مجلس میں جاتے ہو، تو جناب رسول علیہ السلام بھی بہت حساس اور انٹیلیجنٹ انقلابی رہنما تھے جو دشمنوں کی مجلسوں میں انقلاب کے خلاف ہونے والی باتوں کی خبریں رکھتے تھے، اسی بنا پر جناب رسول نے جواب میں فرمایا کہ میری باتوں پر جو طنز کی جارہی ہے سن لو! میرا رب آسمان اور زمین کی سب باتوں کو سننے اور جاننے والا ہے۔ تم مخالفین یہ نہ سمجھو کہ ہم آپکی پروپگنڈا سے کوئی بے خبر رہتے ہیں۔

اہل حدیث لوگ منکر حدیث رسول ہیں

جناب قارئین! محرف قرآن سعودی جبہ پوش کا میلیکس والوں نے جناب رسول کے اس قول کو اور اسکا اپنی طرف سے دشمنوں کو جواب دینے اور رد کرنے کا مقولہ قبول نہیں کیا، گویا یہ محرف سعودی لوگ جناب رسول کو اتنا باخبر اور مستعد تسلیم نہیں کر رہیں، اسلئے انہوں نے لفظ قال میں تحریف کر کے اسکی جگہ اسے قل بنا دیا ہے اس تبدیلی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ جو میڈان یو کے لوگ خود کو اہل حدیث کے نام سے تعارف کراتے ہیں یہ جناب رسول کی سچی حدیثوں کے بھی منکر ہوئے ہیں اسی لئے قال سے نبی کا قول یہ تو نبی کی ایسی حدیث ہوئی جس کی شہادت قرآن نے دی، توان لوگوں نے ایسے قول نبی میں تحریف کر کے اسے قل بنالیا

روح قرآن اقوام یورپ لے اُڑیں

ہے اور جبکہ آگے آیت (5-21) کی شروع میں کفار کا جواب جناب رسول کے قول کے مقابلہ میں **بل قالوا**۔ بھی ثابت کر رہا ہے کہ آیت (4-21) کا پہلا لفظ قال ہے قل نہیں ہے جو انہوں نے اقوال رسول کو پریشان خواب قرار دیا اور من گھڑت باتیں بھی کہا بلکہ اقوال رسول کو شاعری بھی کہا۔ سو دشمنوں کی بھی یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ سعودی دانشوروں کی بات غلط ہے اس آیت میں لفظ قال ہے، قل نہیں ہے۔

آیت (18-36) لفظ منہا کو منہما بنانا کا پسمنظر

جناب قارئین! آپنے عالمی سامراج کی طرف سے اب تک کی سعودی حکومت کے قیام کے پسمنظر کو سمجھ لیا ہو گا کہ انہوں نے جو اہل حدیث فرقہ کے نام سے برطانیہ کی سفارش بلکہ حکم سے فوج ظفر موج پالی ہوئی ہے، جن کے سایہ عاطفت میں انگلینڈ کی جھنگل کی حویلی والا خلاف قرآن نصاب تعلیم حکومت سعودی کی قلمرو اور اسکی توسط سے عالم اسلام میں پڑھا اور پڑھایا جارہا ہے انکی من گھڑت روایات نے ثابت کر دیا ہے کہ انکی اساسی مشن ہی قرآن کو دنیا والوں سے چھیننا اور گم کرنا ہے، جس میں اگر وہ کامیاب نہ ہو سکیں تو اسکو مختلف لہجوں اور متعدد قرائات کے بہانوں سے اسکے مفاہیم میں تفرق و تشتت ڈالکر لوگوں کے ذہنوں میں اسکے متعلق شکوک و شبہات ڈالنا ہے۔ جن شکوک کی بنیاد پر قرآن کیلئے بھی اناجیل کی طرح سوال کیا جائے کہ کونسا قرآن؟

آیت وَمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهُمَا مُنقَلَبًا (18-36) میں آیت کے آخر میں منہا منقلبا کی جگہ تحریف کرتے ہوئے منہما بنا دیا ہے۔ جس کا مقصد اسطرح بنتا ہے کہ رب تعالی نے فرمایا کہ دو عدد ساتھیوں میں سے ہم نے ایک کو انگوروں اور کھجور کے دو باغ عطا کئے تھے وہ ان میں سے اپنی پیداوار پر امیر بن گیا اور دولت کے گھمنڈ میں

آکر اسنے کہا کہ میری دولت اور کارندوں کا لشکر سب سے بڑا ہے اور یہ میرا اٹھاٹھ ہمیشہ رہیگا۔ مجھے کبھی زوال نہیں آئیگا۔ میرا گمان ہے کہ قیامت بھی نہیں آئیگی۔ اگر بالفرض آ بھی گئی تو اس دنیا سے وہاں بڑھکر دولت پاؤں گا(36تا32-18) سو سعودی محرفین نے منھا کو منھما بنا کر گویا دنیا کے ختم ہونے کا انکار کیا ہے۔ یا اسطرح بھی کہ آخرت کے جہان کے آنے اور اسمیں جزا سزا کا بھی انکار کیا ہے اور آخرت کیلئے یہ بھی کہا ہے کہ وہ آئی بھی سہی تو میں آج کی دنیا والے دونوں باغوں سے وہاں بہتر بدلہ پاؤں گا۔ یعنی تحریف کے ذریعے سے منھا کو منھما بنانے سے دنیا جہان کے ختم ہونے اور آخرت کے جہان کے آنے کے انکار کی تلمیح بھی دے گئے۔

اس تذکرہ میں مزید تحریف آیت نمبر(18-42) میں

جناب قارئین! آپ اس سعودی چھاپ دانشوروں کی تحریفات پر غور کرینگے تو معنوی لحاظ سے اسنے گویا کہیں کہیں قرآن سے غلطییں بھی نکالی ہیں اور اس قرآن دشمن ہیرا پھیریوں کو حدیث پرست مولویوں نے متفرق قرائات کا نام دیا ہوا ہے، انکے ایسے جواب سے جو انہوں نے ایک من گھڑت حدیث کے نام سے مشہور کر رکھا ہے کہ **نزل القرآن علی سبعۃ احرف** یعنی قرآن سات حرفوں میں نازل کیا گیا ہے۔ اس حدیث کا یہ جملہ کہ سات جدا جدا حروف میں قرآن کا نازل ہونا، ثابت کر رہا ہے کہ قرآن ایک نہیں ہے بلکہ سات ہیں۔ جبکہ قرآن حکیم میں ھٰذا کے اشارہ سے یہ اسم اشارہ واحد کا ہے اور محسوس مبصر کیلئے ہوتا ہے اس اسم اشارہ سے چودہ بار قرآن کو ایک قرآن، ایک نسخہ، ایک لہجہ، ایک قرائت والی کتاب کہکر پکارا گیا ہے(6-87) غور کریں کہ چودہ بار قرآن کو ھٰذا کے اسم اشارہ سے مشار الیہ کیا گیا ہے جس سے یہ بات رب تعالیٰ جتلانا اور منوانا چاہتا ہے کہ میری یہ کتاب ایک ہے سات نہیں،

دس نہیں، چودہ نہیں، جو لوگ سات قرائات کے نام سے سات حروف میں اسکا نزول کہکر پھر اسے دگنا بنا کر چودہ متفرق ایڈیشنوں میں قرآن شائع کرنے کی بات کر رہے ہیں، تو اللہ نے بھی چودہ بار قرآن حکیم کے متعلق ھٰذا کا اسم اشارہ دیکر گویا نولمٹ ڈاڑھیاں اور پنڈلیوں تک شلوار کے لمیٹڈ پائنچے پہننے والوں کی مشہور کردہ روایات کا رد کیا ہے کہ قرآن ایک ہے سات نہیں چودہ نہیں۔ سو آیت نمبر(42-18) میں جو سعودی محرفین قرآن نے جملہ واحیط بثمرہ کو جمع کے صیغہ میں لاکر واحیط بثُمُرِہ کر کے لکھا ہے اس اعرابوں والی تحریف اور تبدیل سے گویا کہ ان دانشوروں نے اللہ کی غلطی نکالی ہے، وہ یہ کہ انکی دی ہوئی اعرابوں سے معنی ہوگی کہ اس باغ کے مالک کے جملہ میوہ جات خس وخاشاک ہوگئے۔ جبکہ اللہ نے اس جملہ میں جمع کا صیغہ نہیں لایا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ نے جو جمع کا صیغہ نہیں لایا وہ اسوجہ سے کہ اللہ تو سوقت دیکھ رہا تھا کہ جس باغ کو میرے قانون نے اجاڑا ہے اس میں کچھ درختوں میں اکادکا میوہ جات تو بچے ہیں جو باغ مثال کے طور پر اگر ایک ہزار من دیتا تھا تو اجڑنے کے بعد اگر اس کے دو چار من میوہ جات بچے ہوں تو اسے قرآن میں آئے ہوئے جملہ واحیط بثمرہ سے تو پڑھا جاسکتا ہے لیکن اسے جمع کے صیغہ میں واحیط بثُمُرِہ نہیں پڑھا جائیگا، سو اللہ پاک نے جمع کا صیغہ اسلئے نہیں استعمال فرمایا جو رب تعالیٰ وہاں موجود تھا اور صورتحال دیکھ بھی رہا تھا۔ جبکہ سعودیوں اور عالمی سامراج کے پروردہ دانشور لوگ وہاں موجود نہیں تھے جو انہوں نے جمع کا صیغہ استعمال کر کے اپنی چھوٹی علمی ناپ اور قد وقامت دکھانی چاہی ہے وہ یہ کہ پیچھے باغ میں کچھ بھی نہ بچا تھا۔

علم صرف کے حوالہ سے صرفی انداز میں تحریف کی مثال

سعودی حکومت کے ریالوں پر پلنے والے برطانیہ کی سفارش پر انکی کا مپلیکس کے ممبروں نے تحریف کرتے ہوئے آیت (161-3) میں لفظ یَغُلَّ معلوم کو مجہول کا صیغہ بنا کر یُغَلَّ لکھا ہے اس صیغہ کے معلوم والی صورت میں آیت کے جملہ کی معنی ہے کہ اور کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے، اور جو خیانت کرے اسنے جو کچھ بھی خیانت کی ہوگی قیامت کے دن وہ اسے لائے گا۔ اب اس سعودی ایجنٹ مافیا کے تحریف کردہ صیغہ مجہول کی معنی ہے کہ کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ اسکے ساتھ خیانت کی جاسکے۔ یعنی نبی کے ساتھ کوئی بھی شخص خیانت نہیں کر سکتا، اس تحریفی دعوی کی روشنی میں، میں قرآن کے طالب علموں کی توجہ اس مسئلہ میں خود قرآن کے موقف اور نظریہ کی طرف مبذول کروائونگا، قرآن فرماتا ہے کہ الذِیۡنَ عَاھَدتَّ مِنۡھُمۡ ثُمَّ یَنقُضُونَ عَھۡدَھُمۡ فِي کل مَرَّۃٍ وَھُمۡ لَا یَتَّقُونَ (56-8) یعنی جن لوگوں سے آپ معاہدے کرتے ہیں پھر وہ لوگ ہر بار اپنا معاہدہ توڑتے ہیں انہیں اپنی عہد شکنی کا کوئی خوف نہیں ہوتا۔

مزید دو آیات آگے فرمایا کہ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوۡمٍ خِیَانَۃً فَانۡبِذۡ اِلَیۡھِمۡ عَلَی سَوَاء (58-8) یعنی اگر آپکو کسی قوم کی عہد شکنی والی خیانت کرنے کا خوف ہو تو ان سے کیا ہوا معاہدہ برابری کے حساب سے (انکے منہ پر) دے مارو۔ قارئین حضرات غور فرمائیں ان آیات میں جناب رسالت مآب سے دشمنوں کے خیانت کرنے کا ذکر موجود ہے پھر یہ سعودیوں کا تنخواہ خور ٹولہ جو قرآن میں تحریف کرتے ہوئے صیغہ معلوم کو بدل کر مجہول بنانے کے بعد یہ معنے نکال رہا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی نبی کے ساتھ خیانت اور فراڈ نہیں کر سکتا، لیکن آپنے سورت انفال میں دیکھا کہ لوگوں نے جناب رسول کے ساتھ خیانت کی ہے اور بد عہدی بھی کی ہے۔ تو بات کھل کر سامنے آگئی کہ یہ سعودی کا مپلیکس کی ٹیم کے ممبران ان لوگوں کی طرفدار ہے

جنہوں نے جناب رسول کے ساتھ خیانتیں کی تھیں بد عہدییں کی تھیں جنکی یہ لوگ پردہ داری کر رہے ہیں اسلئے کہ یہ لوگ بھی اپنی تحریفات سے علم نبوی میں خیانتیں کر رہے ہیں سو یہ تو حقیقت ہے کہ چور - چور کا یار ہوتا ہے۔ تحریف کی اس مثال کی روشنی میں ثابت ہوا کہ بقیہ جملہ تحریفات کا پسمنظر بھی دشمنان رسول کی پردہ داری کرنی ہے اور انکی طرفداری کرنی ہے، نیز یہ بھی کہ قرآن میں قرائات کے بہانوں سے یہ لوگ کئی سارے حروف کاٹ رہے ہیں اور بڑھا بھی رہے ہیں اور انکا یہ عمل اللہ کے ساتھ اور نبی علیہ السلام کے ساتھ بھی تو خیانت ہے، اسلئے یہ لوگ نبی کے ساتھ خیانت نہ کر سکنے کی معنی کر کے اصل میں اپنی خیانتوں کو بھی مسلم امت سے چھپانا چاہتے ہیں۔

جناب قارئین! میں اس عالمی سرمایہ داروں کی قرآن دشمن تحریک کی تفاصیل کیا کیا بتاؤں، انہوں نے تو کتاب قرآن حکیم جو مسئلہ معاشیات میں علی الاعلان ذاتی ملکیت کی نفی کرتی ہے (219-2) اسکے خلاف مذہبی کمپوں سے اپنے لئے مذہبی پیشوائیت کو آئی ایم۔ ایف اور نیٹو کے ممبر ملکوں نے خرید کیا ہوا ہے، جن سے مارکسسٹ نظریہ معیشت والی حکومت سوویت یونین کو ان دستار بند علماء مذہب کی معیت اور سرپرستی میں شکست دی گئی، ان بکاؤ مال علماء اسلام نے جب اپنا دامن بچانے کیلئے کہا تھا کہ ہمنے بجاء امریکہ کی خدمت کے اپنی دینی اور ایمانی جذبہ سے یہ جنگ لڑی تھی تو انکے جواب میں امریکن وزارت خارجہ کی سیکریٹری نے فرمایا کہ آپنے جو بھی ہماری مدد کی ہے اسکا آپنے ہم سے (ڈالروں کی صورت میں) بل وصول کیا ہے جسکا مکمل تفصیل ہمارے پاس موجود ہے اور اب بھی جو شان رسول کی توہین میں گستاخ فلم جسکے اسکرپٹ جزوی طور پر علم حدیث سے ماخوذ ہیں مارکیٹ میں لا کر احتجاج کرائے گئے تو عین ان احتجاجوں کے دوران سعودی حکومت کی طرف سے قرآن حکیم میں

تحریف کردہ نسخہ کو انٹرنیٹ پر لا کر فٹ کر دیا گیا، اور امت مسلمہ توہین رسالت کے غم میں منہمک تھی جسے کسی اور خنجر لگنے کا احساس خبر نہیں کہ کب ہوگا۔

جناب قارئین! سعودی مجمع ملک فہد کا مپلیکس کے قرآن دشمن ممبروں نے جو من گھڑت قرائات کے نام سے سورت النساء کی آیت نمبر 11 کے لفظ یوصی صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم کو مجہول بنایا ہے یہ کوئی قرائت وغیرہ کا چکر نہیں ہے قرائت صرف بہانہ ہے جبکہ اس تحریف سے اصل مقصد یہ ہے کہ اللہ نے جو لوگوں پر مرنے سے پہلے اپنے مال کے بٹوارہ کیلئے اقرباء اور والدین کیلئے وصیت کرنی لازم قرار دی ہے چہ جائیکہ قرآن نے فوتی کے ورثاء کیلئے تقسیم مال کے حصص بھی مقرر کئے ہیں اسکے باوجود اللہ کا فرمان ہے کہ ہر شخص میری طرف سے مقرر کردہ حصوں کے دیئے جانے کے باوجود وصیت بھی کرے تو سعودی روایت پرست قرآن دشمنوں نے ایک طرف تو وصیت کے حکم کو احادیث کے حوالوں سے منسوخ مشہور کیا دوسری طرف پھر احادیث کے نام سے قرآن کے بتائے ہوئے مطلق حکم وصیت کو صرف متروکہ مال کے تیسرے حصہ کے اندر محدود وصیت کرنے کا حکم مشہور کیا گیا یہ لوگ اتنے پر بھی قانع نہیں ہوئے، اب دیکھا آپنے کہ قرائت کے نام سے یوصی کے معلوم صیغہ والے حکم کو مجہول بھی بنا دیا، جس سے یہ سرمایہ پرست لوگ، لوگوں کو بتارہے ہیں کہ قرآن میں یوصی معلوم کا صیغہ نہیں جو تجھ کو وصیت کرنی پڑے یہ تو یوصیٰ مجہول کا صیغہ ہے جسکا فاعل نامعلوم ہوتا ہے اسلئے آپ اپنے مال سے وصیت کرنے سے بری ہیں اور مجہول کا فاعل نہ ہوگا نہ ملیگا، ممکن ہے کہ قارئین حضرات سوچیں کہ ایسی کونسی وصیت ہوسکتی ہے جس کو منسوخ، محدود اور ممنوع قرار دیا جارہا ہے سو ہمنے سنا ہے کہ یورپ کے مالدار لوگ مرتے وقت وصیت کر کے جاتے ہیں کہ میری دولت سے نادار لوگوں کے بچوں کو تعلیم دی جائے، انکو اسکالرشپ دینے کیلئے لوگ وصیتوں کے ذریعے سے ٹرسٹ قائم کرتے ہیں،

نیز مفلوک الحال لوگوں کے علاج کیلئے بھی اپنی رقمیں دینے کی وصیت کر کے جاتے ہیں نیز دیگر فلاحی انقلابی اور تحریکی کاموں میں پیسے خرچ کرنے کی وصیت بھی کر کے جاتے ہیں۔ تو رب تعالی نے فوتی شخص کے ورثاء میں متروکہ مال سے حصص مقرر کر کے دینے کے بعد بھی وصیت کرنے کا حکم دیا ہے جسکو پہلے تو حدیثیں بنانے والوں نے منسوخ بنایا تھا، اب رہی سہی کسر نکالنے کیلئے قرائت کے نام سے تحریف کرنے کا جو کھاتا قرآن نے توریت میں یہودیوں کے بارے میں بتایا تھا (46-4) اب وہ انکے بدلے قرآن میں انکے جانشین سعودیوں نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ قارئین حضرات قرائات کی آڑ میں تحریفی ہنر پر بھی غور فرماتے جائیں کہ دشمنان قرآن نے جو سات قرائتوں کا چکر چلایا تھا اسکا پسمنظر کیا ہے۔

لفظ لَا یَسَّمَّعُونَ کو لَا یَسْمَعُون بنانے کا پسمنظر

محترم قارئین! لفظ لَا یَسَّمَّعُونَ کو اللہ عزوجل نے باب استفعال میں سے استعمال فرمایا ہے لفظ سمع ثلاثی مجرد عموماً فعل لازمی کی معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی اسکی معنی صرف فاعل کے ساتھ اپنے تک محدود ہوتی ہے لیکن اگر اسے باب ثلاثی مزید پر لایا جائیگا تو معنی میں تعدی بھی آجائیگی۔ آیت کریمہ لَا یَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ۔ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ (37-8-9) یعنی ان پنڈت پروہت لوگوں کی ملأ اعلی تک رسائی نہیں ہے جو وہ وہاں کی باتیں سنکر لوگوں پر اپنی بزرگی جھاڑ سکیں انکو اوپر جانے پر ہر طرف سے دھکار پڑتی ہے انکے لئے عذاب اسکے علاوہ بھی ہے۔ یہاں اس آیت کریمہ میں لفظ سمع ثلاثی مجرد کو ثلاثی مزید کے وزن پر لا کر اسکی معنی لازمی سے متعدی بنائی گئی ہے یعنی اکیلے خود سے آگے یہ فعل دوسرے آدمی تک بھی پہنچے سو یہ لفظ باب ثلاثی مزید کے باب استفعال پر آنے کے بعد معنی دیتا ہے کہ پیر پنڈت لوگ ملأ اعلی کی باتیں سنکر مریدوں کو سنائیں، وغیرہ سو اللہ نے انکے بارے میں یہ

فرمایا کہ ان میں اتنا دم نہیں جو یہ لوگ ملأاعلیٰ کی باتوں تک رسائی کر کے کچھ سن سکیں۔ تو سعودی تحریف بازوں کے کامپلیکس والے جھنگل کی حویلیوں والے ممبروں نے شاید خانقاہی دنیا کے کاروباری لوگوں کی وکالت اور حفاظت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ یہ ایسے دندھوں والے نہیں ہیں اسلئے انکے بارے میں شکایت والے لفظ لَا یَسَّمَّعُونَ کو انہوں نے قرائت کے کور میں چھپا کر ثلاثی مجرد کے صیغہ میں استعمال کیا، یعنی لایسمَعُون یعنی خانقاہی کاروبار کرنے والے بہت ہی لائق اور اچھے لوگ ہیں اصلی اور خالص قرآن انکے بارے میں خواہ مخواہ شکایت کر رہا ہے، سو آئندہ لوگوں کو چاہیئے کہ اس شکایت والے باب استفعال پر پڑھے جانے والے لفظ کے بجاء انکی قرائت والے کور میں انہیں ثلاثی مجرد والے باب اور صیغہ میں پڑھا جائے۔

جناب قارئین! غور فرماتے جائیں علم قرائات کے رنگ!!!

ہوئے مر کے تم جو رسوا کیوں نہ ہوئے غرق دریا،

نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا۔

جناب قارئین! انکی ان قرائات کے کرشموں کا کیا کہنا جو آیت کریمہ (37-8) میں اس لفظ کو سعودیوں کی قرائت پر لانے سے خانقاہی دنیا کیلئے اسلامی دنیا میں پیری مریدی کی بزنس کی پرمٹیں ملنے کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

قدم قدم پر قرائت کے نام سے فراڈ

علم قرائت سے تھوڑی سی سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگ جانتے ہونگے کہ اسکا کل مطلب حروف ہجاء کو اپنی اصل مخرج سے ادا کرنا ہے جس سے ھ اور ح میں فرق سمجھا جائے۔ س۔۔ث اور ص میں ادائگی کے وقت فرق سمجھا جائے حروف ء۔ الف اور عین کے پڑھتے وقت انکی ادائگی میں تمیز کی جاسکے نیز حروف ک اور قاف میں ادائیگی کے وقت فرق سمجھا

جائے۔ اور حرف زا۔۔اور ض۔اور ذ۔ کی ادائگی میں فرق سمجھا جائے سو اہل فارس کی کسروی سایوں میں تحریف قرآن کیلئے قائم کردہ امامی القاب سے علوم ایجاد کرنے والوں نے جہاں اپنا علم روایات ایجاد کیا، علم فقہ ایجاد کیا اور اپنا علم اللغہ ایجاد کیا، علم ادب اور علم منطق ایجاد کیا، وہاں قرائت کے نام سے بھی ایک علم ایجاد کیا۔ جناب قارئین! ایسے علوم ایجاد کرنے والوں کی اندر کی پلیتی اور بدباطنی کے تھوڑی سے مثالیں میری کتاب "امامی علوم اور قرآن" میں ملینگی جو سوا دو سو صفحات سے زائد صفحوں پر مشتمل ہے اور اب ختم ہو چکی ہے۔(اسے ہر صاحب ذوق شخص چھپوا سکتا ہے) میں یہاں یہ علوم ایجاد کرنے والوں کی قرآن کے بارے میں انکی بدباطنی کی جو بات سمجھانا چاہتا ہوں اسپر غور فرمائیں! انہوں نے اس علم کا نام تو علم قرائت رکھا ہے لیکن اسکے ثبوت کیلئے جو من گھڑت حدیث جناب رسول علیہ السلام کے نام سے انہوں نے امامی ٹکسال سے جاری کی ہے اسکے الفاظ یہ ہیں کہ **"نزل القرآن علی سبعة احرف"** یعنی قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے۔ اب کوئی بتائے کہ کس سے انصاف مانگا جائے جو قرائت کا علم تو حروف کی انکے اصل مخارج سے ادائگی کے طور طریقوں کی پہچان والا علم ہے سو اسکے لئے بالفرض اگر حدیث کو درست قبول کیا جائے تو اس حدیث کے الفاظ تو اسطرح درست لگتے ہیں کہ **"نزل القرآن علی سبع قرائات"** اصل میں تو یہ عبارت بھی خلاف قرآن ہے (19-6) (87-6) لیکن ہم نے بات بالفرض کے طور پر کہی ہے۔ یعنی قرآن سات قرائتوں میں نازل کیا گیا ہے، لیکن اندر کے پلیت قرآن دشمن وہابیوں نے حدیث بنائی کہ قرآن سات قرائات کے بجاء سات حرفوں میں نازل کیا گیا ہے۔ اس سے تو یہ پکا ثبوت مل گیا کہ یہ لوگ ایسی حدیث بنانے کے سن اور سال سے لیکر اپنے اندر میں قرآن کے قریب المخارج حروف کی ادائگی کی تمیز اور فرق سمجھانے والا علم ایجاد کرنے کے بجاء اپنے اسلاف

یہودیوں کی طرح یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (4-46) حروف اور کلمات تک کو بگاڑ دینگے۔ والی نیت رکھتے ہوئے انہوں نے مذکورہ بالا حدیث بنائی ہے۔

جناب قارئین! میری اس دعوی کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں (پھر میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں (اہل حدیث اور امامی علوم کے فرقوں والے لوگوں کو قرآن حکیم کی آیت کریمہ ا تَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (3-7) کے اوپر ان لوگوں کو بہت ہی شدید غصہ ہے، اسلئے کہ اس میں حکم دیا گیا ہے کہ آپکی طرف نازل کردہ علم (قرآن) کی تابعداری کرو! اسکے سوا کسی بھی اور علم کو دوست اور خیر خواہ سمجھتے ہوئے اسکی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم اس نصیحت کو مانتے ہو۔ جناب قارئین! اس آیت کریمہ میں صیغہ تذکرون جمع مذکر مخاطب فعل مضارع معلوم کا استعمال کیا گیا ہے، جسکی معنی ہے کہ اللہ عزوجل مؤمنوں کو مخاطب بنا کر انکی شکایت کر رہا ہے کہ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت اور حق سچ کو قبول کرنے اور ماننے والے ہو۔ سو قرائت کے نام سے محرفین قرآن نے اس میں یہ ترمیم اور تحریف کی کہ تذکرون کے بجاء اس لفظ کو یتذکرون کر ڈالا، اس صنعت میں دو عدد خیانتیں ہوئیں ایک تو صیغہ مخاطب کے بجاء غائب کا ہو گیا جسکا مطلب کہ مؤمن لوگ کھٹکا نہ کریں اللہ پاک انکی یہ شکایت نہیں کر رہا۔ دوسری خیانت یہ کی گئی کہ جمع مذکر مخاطب کو جب جمع مذکر غائب بنایا گیا تو ساتھ میں حرف "یا" کا اضافہ کرنا پڑا۔ جس سے قرآنی لفظ میں انہیں گویا کہ قرائت کی آڑ میں ترمیم بھی کرنی پڑی، جسکے لئے انکے نظریاتی باپ دادوں نے یہ سبعتہ احرف والی حدیث بھی بنائی تھی۔

محترم قارئین! شریف مکہ کو خلافت ترکیہ کے زوال کے بعد اسے انگریزوں نے پورے عرب ممالک کا اسکی غداری کے صلہ میں بادشاہ بنانے کا وعدہ کیا تھا، لیکن فری میسن والوں کی ایکسرے مشین کی رپورٹ کے مطابق دنیا سے قرآن کو ختم کرنے کا کام شریف جیسے

لیڈر کے بس کا روگ نہیں تھا پھر یہودیوں اور برٹش ملی بھگت کے الٹرا سائونڈ کی مشینوں نے اس کام کیلئے سعودی خاندان کو اسکا اہل قرار دیکر ملک حجاز کو مملکۃ سعودیہ بنا دیا۔ پھر انہیں ہندستان میں شاہ اسماعیل شہید کی انگریزوں کے خلاف بغاوت والی تحریک کو ناکام بنانے والی سی آئی ڈی ٹیم جن کو شاہ شہید کی شہادت کے بعد بجاء واپس سی آئی ڈی محکمہ میں آنے کے اہل حدیث فرقہ کے نام سے شاہ اسماعیل کی باقیات کے تعارف سے شاہ کو ختم کرنے کے بعد دنیا سے قرآن کو ختم کرنے کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی، اسے رہنمائی کے لئے آل سعود کے حوالے کر دیا۔
آل سعود کی باقیات نے یہ کام مجمع ملک فہد کے نام سے شروع تو کیا لیکن اسکی رفتار نیٹو برادری اور برٹش والوں کو کچھ سست محسوس ہوئی تو انہوں نے جب مصر اور لبیا کے فرماں روائوں کو تبدیل کیا تو سعودیوں کو بھی سردی لگ گئی کہ اب تو شاید انکی باری آرہی ہے۔ پھر انہوں نے یہ تیز رفتاری دکھائی ہے جواب ملاوٹ والا قرآن بزریعہ انٹرنیٹ گھر گھر میں پہنچ گیا ہے جس کی ایڈریس (www. Islamweb.net) ہے۔

قرآن میں قرائت کے نام سے تحریف

قرآن حکیم کے حکم سے قرائت کی صنف امالہ اور اشمام پر بندش۔

محترم قارئین! فن قرائت صرف اور صرف اپنی اپنی مخرجوں سے حروف کی شستہ ادائگی کا نام ہے جو پڑھنے والا کاف اور ق، قاف کو اپنی اپنی مخرجوں سے ادائگی کے ساتھ پڑھے ایسے نہ ہو کہ پڑھنے والا ایک قریب المخرج حرف کو دوسرے حرف کی جگہ ادا کرے جن کے دوسرے مثال۔ س۔ ث۔ ص ہیں اور۔ ز۔ ذ۔ ض۔ ہیں اور۔ ھ۔ ح ہیں علوم قرآن میں سے جو علم قرائت مشہور کیا ہوا ہے یہ اصل میں قرآن دشمن مافیا جو کہ شروع اسلام سے ایک صدی

كتاب الآثار

تاليف

الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان بن ثابت

برواية

مكتبة امدادية

ملتان پاکستان

یا سوا صدی تک زیر زمین کام کرتی رہی پھر جب عباسی خلافت آل رسول کے نعرے سے حکمران بنی توان کے دور اقتدار میں امامی علوم کو بجائے زیر زمین کے اوپن گرائونڈ پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔

قرائت کے نام سے اسکی اصطلاح "امالہ اور اشمام" پر قرآن کی بندش

جناب رسول علیہ السلام کے زمانے میں بھی قرآن دشمن اور رسول دشمن لوگوں سے قرائت کے بہانے جناب رسول کی توہین کرنے کا احتمال تھا جسکا ذکر خود قرآن حکیم میں بھی موجود ہے کہ وہ لوگ جناب رسول اللہ کو لفظ راعنا سے فن قرائت کی امالہ اور اشمام والی شیطان گیری سے راعینا کہکر پکار سکتے ہیں اس لئے اللہ نے اس کی جڑ کو ختم کرنے کے لئے لفظ راعنا کو امالہ کے ساتھ راعینا کہکر استعمال کرنے پر قرآن میں بندش ڈال دی پھر جس "امالہ" اور "اشمام" کو شروع اسلام کے اہل کتاب یہودیوں نے جناب رسول اللہ کے توہین کے لئے استعمال کرنا چاہا تھا پھر ان پر اللہ نے بذریعہ قرآن بندش ڈال دی (2-104) لیکن عباسی دور کے بعد پھر مسلم نما یہودیوں نے فن قرائت کو حروف کی مخارج کے دائرہ سے آگے بڑھا کر اس میں حرفی امالہ اور اشمام جیسی ملاوٹ کو انہوں نے جمع کتابی کے نام سے مشہور کیا ہے اور اسے جاری بنادیا ہے۔

مسلمانو! اٹھو کعبہ کو آزاد کرائیں۔وحدہ لاشریک قرآن کو حکمران بنائیں۔

نظریہ لیس کمثل القرآن کو مولویوں سے منوائیں

باب الصوم في السفر والإفطار

٢٨٤- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة قال : حدثنا إبراهيم بن مسلم عن رجل من بني سراءة قال : خرجت أريد مكة ، فلقيت رفقتين : في إحداهما حذيفة رضي الله عنه ، وفي الأخرى أبو موسى رضي الله عنه ، قال : فكنت في أصحاب حذيفة ، قال : فصام حذيفة وأصحابه وأبو موسى وأصحابه فكان حذيفة رضي الله عنه يعجل الإفطار ويؤخر السحور ، وكان أبو موسى رضي الله عنه يؤخر الإفطار ويعجل السحور . قال محمد : وبقول حذيفة رضي الله عنه نأخذ ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

٢٨٥- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال : أفطر عمر بن الخطاب وأصحابه في يوم غيم ، ظنوا أن الشمس قد غابت ، قال : فطلعت الشمس ، فقال عمر رضي الله عنه : ما تعرضنا لجنف ، نتم هذا اليوم ثم نقضي يوما مكانه . قال محمد : وبه نأخذ ، أيما رجل أفطر في سفر في شهر رمضان ، أو حائض أفطرت ثم طهرت في بعض النهار ، أو قدم المسافر في بعض النهار إلى مصره ، أتم ما بقي من يومه ، فلم يأكل ولم يشرب ، وقضى يوما مكانه ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

باب قبلة الصائم ومباشرته

٢٨٦- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم : أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقبل وهو صائم .

٢٨٧- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة قال : حدثنا زياد بن علاقة عن عمرو بن ميمون عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقبل وهو صائم .

٢٨٨- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة قال : حدثنا رجل عن عامر الشعبي ، عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصيب من وجهها وهو صائم . قال

---

(٢٨٤)(رفقتين) بضم الراء اى جماعتين (فصام حذيفة) في السفر يجوز الصوم والافطار والصوم افضل لمن قوى عليه (يعجل الافطار) وفى رواية عائشة رضى الله عنها هكذا كان يصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم والاحسن ان يحمل عمل حذيفة على السنة وعمل ابى موسى على بيان الجواز (٢٨٥)(افطر) اى يوم رمضان (غيم) بفتح الغين اى سحاب (قال) اى رجل وفى رواية ثم ارتقى المؤذن فقال يا امير المؤمنين والله ان الشمس طالعة (ما تعرضنا) اى ما فعلنا متعمدا (لجنف) اى لاثم (اتم مابقى) وجوبا قضاء لحق الوقت بالتشبه بالصائمين (٢٨٧)(كان يقبل) اى بعض ازواجه او بنفسها (٢٨٨)(اذا ملك نفسه) وان خاف ان لا يملك نفسه فالكف افضل واثر ابن عمر يدل على المنع مطلقا ورخص بعضهم للشيخ دون الشاب(يصيب من وجهها) اى باللمس او القبلة (وهو صائم) اى فرضا او نفلا .

محمد . لا نرى بذلك بأساً إذا ملك الرجل نفسه عن غير ذلك ، أي الإنزال ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

٢٨٩- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم : أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يباشر وهو صائم . قال محمد : لا نرى بذلك بأسا مالم يخف على نفسه غير المباشرة ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

باب ما ينقض الصوم

٢٩٠- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في الرجل يمضمض أو يستنشق وهو صائم ، فيسبقه الماء فيدخل حلقه ، قال : يتم صومه ، ثم يقضي يوما مكانه . قال محمد : وبه نأخذ ، إن كان ذاكرا لصومه ، فإذا كان ناسيا للصوم فلا قضاء عليه ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

٢٩١- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال في القيء : لا قضاء عليه ، إلا أن يكون تعمده فيتم صومه ، ثم يقضيه بعد . قال محمد : وبه نأخذ ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله .

٢٩٢- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يصيب أهله وهو صائم في شهر رمضان ، قال : يتم صومه ، ويقضي ما أفطر ، ويتقرب إلى الله تعالى بما استطاع من خير ، ولو علم به الإمام عزره . قال محمد : وبه نأخذ ، ونرى مع ذلك أن عليه الكفارة : عتق رقبة ، فإن لم يجد فصيام شهرين متتابعين ، فإن لم يستطع فإطعام ستين مسكينا ، لكل مسكين نصف صاع من حنطة ، أو صاع من تمر أو شعير ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

باب فضل الصوم

٢٩٣- محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال : صوم يوم عاشوراء يعدل بصوم سنة ، وصوم يوم عرفة بصوم سنتين ، سنة قبلها وسنة بعدها .

---

(٢٨٩)(غير المباشرة) اى الجماع والمراد بالمباشرة اللامسة والملاعبة والمخالطة (٢٩٠)(ذاكرا لصومه) هذا صورة الخطأ والفرق بين النسيان والخطأ ان الناسى قاصد للفعل ناس للصوم والمخطئ ذاكر للصوم غير قاصد للفعل وقال الشافعى واحمد لاقضاء فى الخطأ والنسيان (٢٩١) (الا ان يكون تعمده) لقوله صلى الله عليه وسلم من قاء فلا قضاء عليه ومن استقاء عمدا فعليه القضاء (ثم يقضيه) اى ان استقاء ملأ فيه عند ابى يوسف ومطلقا عند محمد (٢٩٢) (يصيب اهله) اى يجامع امرأته متعمدا وكذلك ان اكل او شرب متعمداً (ويتقرب) بالاستغفار والتصدق وغير ذلك (عليه الكفارة) وهو كفارة الظهار (فان لم يجد) فيه اشعار بانه لاينتقل عن العتق الى الصيام وكذا عنه الى الاطعام الاعند العجز وبه ورد التصريح فى كثير من الروايات وبه اخذ اصحابنا والشافعى وقال مالك هو على التخيير ،

سنی اماموں کی توہین رسالت

کتاب آلاثار کی حدیث نمبر 288 امام ابو حنیفہ سے اسکے شاگرد امام محمد کی روایت کردہ۔

عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ ﷺ یصیب من وجھھا وھو صائم قال محمد لانری بذالک بائساذاملک الرجل نفسہ عن غیر ذالک ای الانزال وھو قول ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی

ترجمہ:۔ کہا عائشہ نے کہ رسول اللہ ﷺ جماع کرتے تھے اسے منہ کی طرف سے جب کے وہ روزے سے ھوتے تھے۔ امام محمد نے کہا کے ھم اس میں کوئی خطرے جیسی بات نہیں دیکھتے خاص اس صورت میں جو آدمی کنڑول کرنے والا ہو اپنے اوپر انزال کرنے سے ۔یہی قول ابو حنیفہ کا بھی ہے۔

کئی علماء حدیث لفظ یصیب کی معنی بوسا دینا قرار دیتے ہیں جب کہ لفظ یصیب کی اپنی اصل معنی نہ بوسا دینا ہے نہ ہی جماع کرنا لیکن اسلامی فقہ بنانے والے اماموں نے یصیب لفظ کو محاورے کے طور پر جماع کی معنی میں ہر جگہ استعمال کیا ہے۔میری اس بات کا ثبوت پڑھ کر دیکھیں اسی کتاب الآثار کی حدیث نمبر 292-

محمد قال اخبر نا ابو حنیفہ عن حماد عن ابراھیم فی الرجل یصیب اھلہ وھو صائم فی شہر رمضان قال یتم صومہ ویقضی ماافطر ویتقرب الی اللہ تعالی بما استطاع من خیر ولو علم بھا الامام عزرہ

ترجمہ :-حدیث بیان کی ابو حنیفہ نے حماد سے اس نے ابراہیم سے ایسے شخص کے بارے میں جس نے جماع کیا اپنی بیوی سے روزے کی حالت میں ماہ رمضان کے اندر۔ فرمایا کہ یہ آدمی بقایا وقت روزہ کو پورا کرے گا اور اس ٹوٹے ہوئے روزہ کو قضا کرے اور اللہ کی قربت کی خاطر حسب طاقت خیر خیرات کرے اگر وقت کے حاکم کو ایسے عمل کی خبر لگ جائے تو وہ اس آدمی کو تعزیر دے۔

قارئین لوگ غور فرمائیں کہ حدیث نمبر 288 میں علماء لوگ یصیب کی معنی اگر بوسہ دینا قرار دیتے ہیں جب کہ ان کی اس معنی کو حدیث کے آخر میں امام محمد کا قول رد بھی کر رہا ہے علاوہ ازیں اس حدیث نمبر 292 میں لفظ یصیب کی معنی واضح کر کے جماع کی گئی ہے سو کیا کبھی بوسہ دینے کی سزا تعزیر دینا بھی ہوئی ہے؟ وہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ۔ عربی زبان میں بوسہ دینے کے لئے لفظ قبل یقبل تقبیل آیا ہے اور لفظ یصیب کی اصل معنی پہنچنا ہے۔جو کہ اصاب،یصیب، مصیبت ہے۔

عزیز اللہ بوہیو

(بقیہ ٹائٹل کے ص 2 سے) جلووں میں ہم نے نازل کیا ہے اس کی حفاظت بھی ہم سب کو کرنی ہے حافظون کا لفظ جمع کا صیغہ ہے واحد کا نہیں ہے اس لئے حفاظت قرآن سب کی ذمہ داری ہے۔ اللہ عزوجل آپ نے حصہ کی ذمہ داری نزول قرآن کے دنوں میں ہی ادا کر چکا ہے وہ یہ کہ اس نے متن اور ٹیکسٹ ایسا تو معجز قسم کا بنایا ہے جس میں لاہوری اہل حدیثوں کے سولہ قرآن تو کیا سعودی مصری امریکن برٹش جملہ قرآن دشمنوں کے نسخوں کو آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے صرف غور کرنے کی ضرورت ہے اس کے لئے میری کتاب "قرآن پر حملہ" پڑھی جائے۔ قرآن ھدی للناس (2-185) کتاب ہے یعنی ہدایت سب لوگوں کے لئے ہے اس لئے حفاظت قرآن کی ذمہ داری بھی مسلم غیر مسلم سب لوگوں کی ہے۔ سو جو بھی شخص خود کو ناس میں سے آدمیوں میں مانتا ہے قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری میں ایسے سب لوگ شریک ہیں اگر کوئی آپ نے لئے یہ ذمہ داری قبول نہیں کرتا تو وہ اللہ کے دئے ہوئے اعزاز آدمیت (17-70) سے نکل جائے نیز اللہ کی جانب سے دئے ہوئے وسائل رزق کو بھی ہاتھ نہ لگائے (2-29) برٹن سامراج نے غلام ہندوستان پر حاکمیت کے زمانہ میں مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم درس نظامی میں حدیث کی کتابیں بخاری و مسلم ابوداؤد نسائی ابن ماجہ ترمذی داخل کرائیں اور علماء دین پر بندش تھی کہ وہ کوئی سا بھی مسئلہ قرآن سے جواب دینے کی بجائے امامی ایجاد کردہ حدیثوں اور فقہوں سے دیا جائے قرآن سے مسائل دین بتانے پر پندش، برٹش کا یہ قانون مفتیان اسلام کی دارالافتاؤں میں آج تک جاری ہے۔ اور سامراج نے آپ نے آلہ کار سی آئی ڈی افسروں کو یہ م بھی دیا ہوا تھا کہ خلافت ترکیہ کو توڑنے کے بعد ہمارا کام ختم نہیں ہوگا بلکہ ایک سو سال کے اندر دنیا سے ہمیں اسلام اور قرآن کو ختم کرنا ہے یہی بات دوسرے لفظوں میں عیسائیوں کے پوپ پال بنی ڈکٹ نے اکیسویں صدی کے شروع میں ہندستان کے دورے کے دوران کی تھی کہ یہ صدی دنیا میں عیسائیت کے غلبہ کی صدی ہوگی۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ بالخصوص اسلامی امت کے اندر عیسائی مذہب کے لوگ ہماری مساجد کے خطیب مفتی اور خانقاہوں کے گدی نشین کے مناصب پر براجمان ہیں۔ ●